عمران سیریز
لیڈی مشن
مظہر کلیم ایم اے
www.urdukorner.com

محترم جاوید اقبال شیخ صاحب کے ان الفاظ کو پڑھ کر آپ بھی یقیناً اس نتیجے پر پہنچ چکے ہوں گے کہ جاوید اقبال صاحب کا یہ دعویٰ کہ اشتہار دیکھ کر کہانی سمجھ جاتا ہوں بالکل سچ دکھائی دیتا ہے۔ کیونکہ ان کے اپنے الفاظ ہیں کہ آپ کے ناولوں میں کہانی تو سرے سے ہوتی ہی نہیں۔ ظاہر ہے جب کہانی ہی نہیں ہوتی تو اشتہار دیکھ کر انہیں کیا سمجھ میں آتا ہوگا اور خاص طور پر جب ایک جاسوسی ناول سے ایجادات میک اپ اور ایکشن نکال دیئے جائیں۔ کہانی اشتہار سے سمجھ نہ آ رہی ہو تو پھر واقعی غصے اور شکایات سے بھرا خط لکھنے کی نوبت ضرور آ جاتی ہے۔ بہرحال جاوید اقبال شیخ صاحب کا غصہ سر آنکھوں پر۔ میں کوشش کروں گا کہ آئندہ ایسے اشتہارات لکھے جائیں جن سے انہیں کہانی سمجھ میں آجایا کرے۔ اور ان کی یہ مجبوری کہ انہیں ناول پڑھنے پڑتے ہیں دور ہو جائے۔ لیکن پھر یہ گلہ نہ آنے پائے کہ آپ کے ناول پڑھ کر اب اشتہار سمجھ میں آنے لگ گئے ہیں۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم اے

www.urdukorner.com

ہوٹل شبستان کا وسیع و عریض سبزہ زار رنگ برنگی روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ اس سبزہ زار کی ڈیکوریشن اس انداز میں کی گئی تھی جیسے کسی دلہن کو سجایا جاتا ہے۔ گرمیوں کی رات تھی اور اتفاق سے ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی جس نے موسم کی خوشگواریت میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا۔

ہوٹل کا وسیع پارکنگ ہر ماڈل اور ہر رنگ کی گاڑیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے باوجود کاریں اس طرح وہاں پہنچ رہی تھیں جیسے آج یہاں کاروں کا مقابلہ حسن منعقد ہو رہا ہو۔ وسیع و عریض سبزہ زار میں نیا اور جگمگاتا انتہائی آرام دہ فرنیچر رکھا گیا تھا اور اس فرنیچر پر آج دارالحکومت کے شرفا کا پوری طرح قبضہ تھا غیر ملکی خوشبوؤں میں لپے ہوئے رنگین آنچل اور انتہائی جدید تراش خراش کے سفاری سوٹوں اور شلوار قمیض میں ملبوس مزین عورتیں اور

www.urdukorner.com

مرد نہ صرف سبزہ زار میں بیٹھے ہوئے تھے بلکہ بے شمار جوڑے سائیڈوں پر کھڑے آپس میں ہنس کھیل رہے تھے۔ سفید اور خوبصورت وردیوں میں ملبوس ویٹرز بڑی خوش اخلاقی سے ہر طرف گھومتے ہوئے معزز مہمانوں کے آرڈرز سرو کر رہے تھے۔

آج ہوٹل شبستان کے اس سبزہ زار کا افتتاح تھا اور ہوٹل کی انتظامیہ نے شہر کے تقریباً ہر قابلِ ذکر آدمی کو اس افتتاحی دعوت میں شرکت کے کارڈ بھیجے تھے۔ بلکہ انہوں نے اخبارات میں یہ بھی اعلان کر دیا تھا کہ جن لوگوں کے پاس کسی وجہ سے دعوتی کارڈ نہیں پہنچ سکے وہ بھی بلا تکلف شرکت کر سکتے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ آج کی یہ دعوت بالکل مفت تھی۔ ہوٹل کی انتظامیہ کی طرف سے افتتاحی دعوت تھی جس کا کوئی بل وغیرہ چارج نہ کیا جائے گا۔ لیکن آج کی اس دعوت کا مینو محدود تھا۔ صرف مشروبات اور آئس کریم کپ سرو کئے جا رہے تھے۔

سبزہ زار کے ایک کونے میں ایک اونچے سٹیج پر باوردی آرکسٹرا انتہائی دلکش دھنیں بکھیر رہا تھا۔ جس نے ماحول کی رومانیت میں اور اضافہ کر دیا تھا۔ خوبصورت ورائٹی پروگرام پیش کئے جانے کا بھی اعلان کیا گیا تھا۔ اس لئے آج تقریباً پورا دارالحکومت اس سبزہ زار پر ٹوٹا پڑ رہا تھا۔ وہ لوگ جو کسی بھی وجہ سے اپنے آپ کو اس دعوت میں شرکت کا اہل نہ سمجھتے تھے وہ ارد گرد کی سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر کھڑے اس کھلے نظارے سے

لطف اندوز ہو رہے تھے۔

سبزہ زار کے انتہائی شمالی کونے میں سیکرٹ سروس کے ممبران نے قبضہ کر رکھا تھا۔ دعوت نامے تنویر نے حاصل کئے تھے۔ اور وہی سب کو اکٹھا کر کے یہاں لے آیا تھا۔ کیونکہ وہ ایسی محفلوں پر جان چھڑکتا تھا۔ جولیا اور صفدر نے عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن معلوم ہوا کہ عمران گذشتہ کئی روز سے اپنے والد کی آبائی زمینوں پر گیا ہوا تھا۔ کیونکہ ان کے ایک پرانے ملازم کی بیٹی کی شادی تھی اور سر رحمان چونکہ ایسی محفلوں میں شرکت اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے اس لئے اماں بی نے عمران کو بلوایا اور پھر زبردستی وہ اسے ساتھ لے کر زمینوں پر چلی گئیں تاکہ پرانے ملازم کی بیٹی کی شادی میں شرکت کر سکیں۔

"آج یہاں عمران ہوتا تو اس محفل کا لطف دوبالا ہو جاتا"۔۔۔۔۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ہوا وہ نہیں آیا ۔۔۔۔۔ خوامخواہ کوئی نہ کوئی بدمزگی پیدا کر دیتا"۔ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور باقی سب تنویر کی بات سن کر مسکرا دیئے۔

لوگ ابھی تک آ رہے تھے اور وسیع و عریض سبزہ زار آہستہ آہستہ پر ہوتا جا رہا تھا۔

"معاف کیجئے ۔۔۔ آپ سوئس لگتی ہیں"۔۔۔۔۔ اچانک جولیا کے عقب سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ اور جولیا کے ساتھ ساتھ باقی ساتھیوں نے بھی چونک کر دیکھا تو ایک انتہائی خوبصورت

www.urdukorner.com

لڑکی دلکش لباس پہنے ہاتھ میں آئس کریم کپ اٹھائے مسکرا رہی تھی۔
وہ بھی قومیت سے سوئس ہی لگتی تھی۔
" اوہ ہاں ! ___ میں سوئس ہوں ___ میرا نام جولیانا فرواڑ ہے
آپ بھی سوئس لگتی ہیں" ___ جولیا نے چونک کر کرسی سے اٹھتے
ہوئے کہا۔
" مجھے جینی کولینیز کہتے ہیں ___ میں بھی سوئس ہوں" ___ لڑکی
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
___ کولینیز ___ اوہ ___ کولینیز تو سوئٹزرلینڈ کی
بہت بڑی فیملی ہے ___ بہت مشہور۔ بہت باعزت ___
مجھے آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے ___ آئیے تشریف
رکھیے" ___ جولیا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور
ایک خالی کرسی جس پر اس نے اپنا پرس رکھا ہوا تھا جینی کو بیٹھنے
کا اشارہ کیا۔
" تھینک یو ___ آپ تو یہاں کی مقامی زبان بول رہی تھیں۔
بالکل یہاں رہنے والوں کے لہجے میں" ___ جینی نے کرسی
پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
" ارے ہاں ! ___ میں یہاں دس سال سے مستقل رہ رہی ہوں۔
میں نے یہاں کی شہریت اختیار کر لی ہے ___ یہاں ایک مقامی
فرم میں کام کرتی ہوں ___ یہ سب میرے دفتر کے ساتھی ہیں"۔
جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ اب سوئس زبان بول رہی
تھی۔ اور پھر اس نے انگریزی میں اپنے ساتھیوں کا تعارف جینی
سے کرانا شروع کر دیا۔
جینی نے مسکرا مسکرا کر سب سے نہ صرف ہاتھ ملایا بلکہ انتہائی
مسرت بھرے لہجے میں رسمی فقرے بھی بول رہی تھی۔
تنویر کی نظریں جینی پر جمی ہوئی تھیں۔ اور جینی سے ہاتھ ملاتے
ہوئے اس نے جان بوجھ کر اس کا ہاتھ آہستہ سے دبا دیا تو جینی
بے اختیار مسکرا دی۔ اور اس کی نظریں جیسے ہی تنویر سے ملیں تو
تنویر کے دل میں جیسے مسرت کے سینکڑوں چراغ جل اٹھے۔ جینی
کی نگاہوں میں کھلی دعوت موجود تھی۔
" میں سیاحت کرتی ہوں ___ یہاں آئی ہوں اور ہوٹل شبستان
میں ٹھہری ہوں ___ کمرہ نمبر چالیس دوسری منزل ___ آج ہوٹل
کی انتظامیہ نے اس دعوت کا کارڈ دیا تو میں اس خوبصورت محفل
میں چلی آئی ___ لیکن یہاں مجھے کوئی اپنا ہم زبان نظر نہ آ رہا تھا
اس لئے میں ویسے ہی گھوم رہی تھی کہ اچانک آپ پر نظر پڑی
آپ تصور نہیں کر سکتیں کہ آپ کو دیکھ کر مجھے کس قدر خوشی
ہوئی ہے" ___ جینی نے مسکراتے ہوئے جولیا سے کہا اور جولیا
نے بھی جواب میں یہی کہا کہ اتنی مدت کے بعد اپنی ہم قوم لڑکی
سے مل کر اور اس سے اپنی مادری زبان بول کر اسے بھی بے پناہ
مسرت ہو رہی ہے۔
" آپ کو ہمارا شہر پسند آیا مس جینی" ___ صفدر نے رسمی
طور پر پوچھا۔
" اوہ ہاں مسٹر صفدر ! ___ یہ ملک بے حد خوبصورت ہے۔

www.urdukorner.com

انتہائی خوبصورت ـــ یہاں مشرق کا روایتی حسن بھی ہے ـــ اور مغرب کی جگمگاہٹ بھی ـــ مشرق کی دلکش سادگی بھی ہے اور مغرب کی چھبن بھی ـــ مجھے یہ شہر واقعی بے حد پسند آیا ہے" ـــ جینی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اور شہر کے لوگ ـــ ان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے ـــ؟ تنویر نے فوراً ہی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

" اوہ مسٹر تنویر! ـــ شہر کے لوگ تو شہر سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں ـــ اب آپ جیسے وجیہہ مرد بھلا سوئٹزرلینڈ میں کہاں نظر آسکتے ہیں ـــ کیوں مس جولیانا" ـــ جینی نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا سمیت سب لوگ بے اختیار قہقہہ لگانے پر مجبور ہو گئے۔ جب کہ تنویر صرف کھسیانی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

" یہ مس وغیرہ کا تکلف چھوڑو جینی! ـــ ہم سب آپس میں بیحد بے تکلف ہیں ـــ اور مشرق کا یہی حسن ہے کہ یہاں فرسودہ تکلفات کو اب راہ نہیں دی جاتی" ـــ جولیا نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

" اچھا! ـــ پھر تو واقعی اور بھی اچھا ہے جولیا مائی ڈیئر" ـــ جینی نے ہنستے ہوئے کہا اور وہ سب دھیرے سے ہنس دیئے۔

اس کے بعد جولیا اور جینی کے درمیان تو سوئس زبان میں باتیں شروع ہو گئیں اور باقی ممبر آپس میں مختلف موضوعات پر باتوں میں مصروف ہو گئے۔ لیکن تنویر کی نظریں جینی پر جیسے چپکی ہوئی تھیں جب جینی مسکرا کر اسے دیکھتی تو وہ گھبرا کر نظریں چرا لیتا۔ اور جینی

کے خوبصورت گالوں پر شفق پھوٹ پڑتی۔

رفتہ رفتہ جولیا اور باقی تمام ممبرز نے بھی تنویر کی یہ وارفتگی نوٹ کر لی۔ اور وہ سب ایک دوسرے کو اس بارے میں معنی خیز اشارے کرنے لگے۔ لیکن تنویر کو کسی کی پرواہ ہی نہ تھی۔

" میرا خیال ہے کہ مسٹر تنویر مجھ پر عاشق ہو گئے ہیں" ـــ اچانک جینی نے مسکراتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

" اوہ ـــ اوہ ـــ مس ـــ سوری ہا ـــ مم ـــ میں تو ـــ" تنویر نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ جینی بھری محفل میں اس طرح کی بات کر دے گی۔ اس کے چہرے پر شدید شرمندگی کے آثار ابھر آئے تھے۔

" اس کا خیال نہ کرو جینی! ـــ یہ تو سدا کا عاشق ہے ـــ عشق کرنا اس کی ہابی ہے" ـــ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا اور ان سب کے حلق سے بے اختیار قہقہے نکل گئے۔

" مس جولیا! ـــ آپ یقین کریں میرا یہ مطلب نہ تھا ـــ میں تو کوئی اور بات سوچ رہا تھا ـــ بس بے خیالی میں نظریں مس جینی پر جم گئیں" ـــ تنویر نے انتہائی خجل لہجے میں بات کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" تو اس میں شرمندہ ہونے والی کونسی بات ہے مسٹر تنویر! ـــ میں ایک خوبصورت اور جوان لڑکی ہوں ـــ آپ ایک وجیہہ اور خوبصورت نوجوان ہیں ـــ یہ آپ کا حق ہے کہ آپ مجھ سے عشق کریں ـــ اور یہ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے یہاں پردیس

www.urdukorner.com

میں آپ جیسا عاشق مل جاتے" ——— جینی نے کہا اور اس بار تو ان سب کے قہقہوں نے اردگرد کے لوگوں کو بھی چونکا دیا۔ جینی واقعی کچھ ضرورت سے زیادہ ہی بےباک ثابت ہو رہی تھی۔

"آ ——— آپ بیٹھیں! ——— میں ابھی آیا" ——— تنویر نے بُری طرح بوکھلاتے ہوئے انداز میں کہا اور پھر اٹھ کر وہ اس طرح تیر کی طرح بھاگ اٹھا جیسے اس کے پیچھے دشمن لگے ہوئے ہوں۔ وہ واقعی جینی کی اس بےباکی سے بوکھلا گیا تھا اور اس نے عافیت اسی میں سمجھی تھی کہ وہ وہاں سے ہٹ جائے۔

تنویر کے اس طرح بھاگنے پر ایک بار پھر بھرپور قہقہے لگے اور جینی بھی ہنس دی۔

"ویسے جولیا! ——— یہاں کے لوگوں میں عشق کے جراثیم کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ہیں ——— میں جب سے یہاں آئی ہوں۔ یہی محسوس کر رہی ہوں کہ ہر آنے جانے والا بس اسی کوشش میں ہے کہ کسی طرح مجھ سے عشق کر سکے" ——— جینی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ دراصل معاشرت کا فرق ہے جینی ——— ورنہ یہاں کے لوگ کردار کے لحاظ سے بےحد پاکیزہ ہیں۔ البتہ دیکھنے کو بُرا نہیں سمجھتے ——— اور پھر تم جیسی خوبصورت لڑکی کو تو میرے خیال میں یورپ والے بھی بس دیکھتے ہی رہ جاتے ہوں گے" ——— جولیا نے ہنستے ہوئے کہا اور جینی نے تعریف پر اس کا شکریہ ادا کیا۔

اسی لمحے ورائٹی شو کے لئے تیار کئے گئے سٹیج پر مختلف روشنیاں جاگ اٹھیں اور ایک آدمی نے آکر باقاعدہ ورائٹی شو کا

اعلان کیا اور جولیا سمیت سب کی توجہ اس طرف ہو گئی۔

ورائٹی شو میں بڑے دلچسپ پروگرام پیش کئے جانے لگے یہ پروگرام اس قدر خوبصورت اور دلکش تھے کہ سبزہ زار بار بار تالیوں سے گونج اٹھتا تھا۔

جینی بھی بڑی توجہ سے ورائٹی شو دیکھ رہی تھی کہ اچانک سٹیج پر ایک آدمی آیا اور اس نے مائیک پکڑ کر اعلان کرنا شروع کر دیا۔

"لیڈیز اینڈ جنٹلمین! ——— اب آپ کے سامنے آج کا سب سے خوبصورت آئیٹم پیش کیا جائے گا ——— یہ آئیٹم میجک کا ہے۔ دنیا کے معروف ترین میجک ماسٹر پروفیسر اے۔ بی۔ سی یہ شو پیش کریں گے" ——— اس آدمی نے کہا اور تیزی سے واپس چلا گیا۔ اور سبزہ زار تالیوں سے گونج اٹھا۔

دوسرے لمحے سٹیج پر ایک منحنی سا آدمی سیاہ رنگ کے سوٹ میں ملبوس نظر آنے لگا۔ اس نے سیاہ سوٹ پر سفید بو لگا رکھی تھی۔ ہاتھوں میں سفید دستانے تھے اور سر پر اس نے پرانے زمانے کے شعبدہ بازوں جیسی سرخ رنگ کی پگڑی پہن رکھی تھی۔

"خواتین و حضرات! ——— پروفیسر اے۔ بی۔ سی آپ کے روبرو حاضر ہے ——— آج میں آپ کے سامنے ایک ایسا آئیٹم پیش کروں گا جو یقیناً آج سے پہلے کسی شعبدہ باز نے پیش نہ کیا ہو گا ——— کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ انسان کو جانوروں اور پرندوں کے روپ میں بدل دیا جائے ——— میں آج آپ کے سامنے یہ آئیٹم پیش کروں گا ——— کوئی صاحب سٹیج پر تشریف لے آئیں" ——— پروفیسر نے

www.urdukorner.com

اونچی آواز میں کہا۔ اس کا جسم ضرور منحنی تھا لیکن آواز پاٹ دار تھی۔ اور پھر جب سٹیج پر آنے کے لئے کوئی آدمی نہ اٹھا تو پروفیسر مسکراتے ہوئے بولا۔

"خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ـــ میں ان صاحب کو دوبارہ انسان بنا کر ہی واپس بھیجوں گا" ـــ پروفیسر نے کہا اور پروفیسر کے اس فقرے سے پورا سبزہ زار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

اسی لمحے سٹیج کے قریب بیٹھا ہوا ایک نوجوان اٹھا اور اچھل کر سٹیج پر چڑھ گیا۔

"بہت خوب! ـــ آپ واقعی دلیر آدمی ہیں ـــ پہلے آپ اپنا نام بتائیے" ـــ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اسلم ریاض" ـــ نوجوان نے حاضرین کی طرف منہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"تو اسلم ریاض صاحب! ـــ آپ کیا بننا پسند فرمائیں گے ـــ؟ کوئی جانور ـــ یا کوئی پرندہ ـــ جو آپ کو پسند ہو" ـــ پروفیسر نے نوجوان سے پوچھا۔

"اسے بکری بنا دو پروفیسر" ـــ اچانک سبزہ زار سے ایک آواز آئی اور پورا سبزہ زار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"چلو اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں فرمائش پوری کر دوں۔ لیکن معاف کیجئے ـــ آپ بکرا تو بن سکتے ہیں بکری نہیں ـــ ابھی میجک اتنی ایڈوانس نہیں ہوئی کہ جنس ہی بدل جائے" ـــ پروفیسر نے کہا اور پورا سبزہ زار ہنستے ہنستے بے حال سا ہو گیا۔

"جیسے آپ کی مرضی" ـــ اسلم ریاض نے ہنستے ہوئے کندھے اُچکا کر کہا۔

پروفیسر نے زور سے دو بار تالی بجائی تو سٹیج کے عقب سے سنہرے رنگ کا لباس پہنے ایک خوبصورت لڑکی داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں ایک سنہری چادر تھی۔

"اگر بکری ایسی ہوتی ہے پروفیسر! ـــ تو پھر میں ایسی بکری ضرور اپنے کھونٹے پر باندھنا پسند کروں گا" ـــ سبزہ زار سے ایک اور آواز ابھری اور ایک بار پھر ہر طرف قہقہے گونج اٹھے۔

"آپ بے فکر رہیں ـــ میں آپ کو کھونٹا بھی بنا سکتا ہوں" ـــ پروفیسر نے کہا اور اس بار تو فلک شگاف قہقہوں سے جیسے آسمان بھی گونج اٹھا۔

پروفیسر نے اس لڑکی سے وہ سنہری چادر لے کر اسلم ریاض پر ڈالی اور پھر اُسے اکڑوں بیٹھنے کے لئے کہا۔ اسلم ریاض اکڑوں بیٹھ گیا۔ پروفیسر نے پیچھے ہٹ کر تین بار تالی بجائی اور پھر ہاتھوں کو عجیب سے انداز میں گھمانا شروع کر دیا۔ سٹیج پر پھینکی جانے والی تیز روشنی آہستہ آہستہ مدھم ہوتی چلی گئی۔ لیکن اتنی روشنی بہرحال موجود تھی کہ پروفیسر اور چادر اوڑھے اکڑوں بیٹھا اسلم ریاض سب کو صاف نظر آ رہا تھا۔

پروفیسر نے کسی عجیب سی زبان میں زوردار نعرہ مارا اور پھر پیر کو زمین پر مار کر اس نے ایک جھٹکے سے چادر اسلم ریاض کے اوپر سے کھینچ لی اور دوسرے لمحے سبزہ زار میں موجود ہر آدمی یہ دیکھ کر حیرت

www.urdukorner.com

سے مبت بنا رہ گیا کہ واقعی اسلم ریاض کی بجائے وہاں ایک سیاہ رنگ کا قوی ہیکل بکرا کھڑا تھا۔

دوسرے لمحے پروفیسر نے چادر دوبارہ اس بکرے پر ڈالی اور پھر زور سے تالی بجائی اور ساتھ ہی اس نے زور سے زمین پر پیر مارا اور ایک بار پھر چادر ہٹائی تو بکرے کی جگہ اسلم ریاض سر جھکائے ہوئے اکڑوں بیٹھا ہوا تھا۔

"بس جناب! —— اب آپ اٹھ کر کھڑے ہو جائیں —— اور دیکھئے کہ میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا کہ آپ کو دوبارہ انسان بنا دیا ہے" —— پروفیسر نے کہا اور اسلم ریاض ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

اب تو سبزہ زار میں بیٹھے ہوئے افراد نے اس قدر زور زور سے تالیاں بجائیں کہ آسمان سر پہ اٹھا لیا۔ اسلم ریاض ہنستا ہوا سٹیج سے نیچے اترا اور واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا۔

"اب کوئی محترمہ تشریف لے آئیں" —— پروفیسر نے حاضرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن کوئی عورت بھی اپنی جگہ سے نہ اٹھی۔ پروفیسر نے دوبارہ کہا تو اچانک جولیا کے پاس بیٹھی ہوئی جینی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"ارے تم جا رہی ہو سٹیج پر" —— جولیا نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! —— میں خود نزدیک سے اس میجک کے چکر کو دیکھنا چاہتی ہوں" —— جینی نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتی سٹیج کی طرف بڑھنے لگی۔ سبزہ زار میں موجود ہر شخص حیرت اور دلچسپی سے جینی کو

سٹیج کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ سٹیج خاصی اونچی تھی اس لئے اس کے سامنے سیمنٹ کی سیڑھیاں بنا دی گئی تھیں۔ جینی سیڑھیاں چڑھتی ہوئی سٹیج پہ پہنچ گئی۔

"ویل ڈن مس! —— آپ واقعی باہمت خاتون ہیں —— آپ کا نام" —— پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام جینی کولینز ہے —— اور تم مجھے سیامی بلی بنا کر دکھاؤ" جینی نے مائیک کو ہاتھ میں پکڑ کر اونچی آواز میں کہا تو حاضرین نے بے اختیار تالیاں بجانا شروع کر دیں۔

"سوچ لیجئے —— ایسا نہ ہو کہ یہاں سیامی بلی کے شوقین موجود ہوں —— اور پھر اس سے پہلے کہ میں آپ کو دوبارہ اس روپ میں لے آؤں، وہ آپ کو اچک کر لے جائیں" —— پروفیسر نے کہا اور ہال قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تم فکر نہ کرو پروفیسر —— میں اپنا دفاع کرنا جانتی ہوں" جینی نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے" —— پروفیسر نے کہا اور پھر جینی کو سٹیج پر آلتی پالتی مار کر بیٹھنے کے لئے کہا۔

جینی بڑے بے تکلفانہ انداز میں بیٹھ گئی تو پروفیسر نے وہی سنہری چادر اس پر ڈال کر اسے کافی فاصلے تک چاروں طرف پھیلا دیا اور پھر اس نے تین بار تالی بجائی اور ہاتھوں کو عجیب سے انداز میں گھمانا شروع کر دیا۔

اسی لمحے جینی پر پڑی ہوئی چادر خود بخود نیچے ہونی شروع ہو گئی۔

www.urdukorner.com

حاضرین حیرت سے سانس روکے یہ منظر دیکھ رہے تھے پروفیسر نے نعرہ مارا اور پھر پیر کو زمین پر مار کر اس نے ایک جھٹکے سے چادر جینی سے کھینچ لی۔ اور اس بار تو حاضرین کے سانس خوف اور حیرت سے واقعی بند ہو گئے۔ سٹیج پر جینی کی بجائے واقعی ایک خوبصورت سیامی بلی بڑے اطمینان سے بیٹھی ہوئی حاضرین کو دیکھ رہی تھی۔ وہ گردن گھما گھما کر ادھر ادھر دیکھتی اور اس کی ہیرے کی طرح چمکتی ہوئی آنکھیں روشنی میں صاف نظر آ رہی تھیں۔

اس بار پروفیسر نے جھک کر بلی کو بازوؤں میں اٹھا لیا اور بڑے اطمینان سے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ پھر اس نے بلی کو واپس اسی جگہ بٹھایا اور ساتھ کھڑی لڑکی سے چادر لے کر اس بلی پر ڈالی اور ساتھ ہی اس نے زور سے تالی بجائی تو چادر خود بخود اوپر کو اٹھتی چلی گئی۔ اور پھر پروفیسر نے زمین پر پیر مارا اور چادر دوبارہ کھینچی، تو حاضرین کی آنکھیں یہ دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ جہاں سیامی بلی بیٹھی تھی وہاں اب جینی بیٹھی آنکھیں جھپک رہی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی سب حاضرین بے اختیار تالیاں بجاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جینی اچھل کر اٹھی اور پھر وہ سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے اتری اور ہنستی ہوئی واپس جولیا کی طرف بڑھی۔

پروفیسر اب دوسرے شعبدے دکھانے میں مصروف ہو گیا۔

"جینی کیا ہوا ——— یہ کیسے ہو گیا" ——— ؟ جولیا نے بے اختیار جینی کے قریب پہنچنے پر پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم ——— بس مجھے نیند سی آ گئی ——— پھر آنکھ کھلی تو میں سٹیج پر بیٹھی تھی۔ اور لوگ تالیاں بجا رہے تھے" ——— جینی نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تم واقعی سیامی بلی بن گئی تھیں ——— اور پروفیسر نے اٹھا کر باقاعدہ بلی کے جسم پر ہاتھ پھیرا تھا ——— یہ کمال کا جادو ہے ——— ایسا جادو تو میں نے آج تک نہیں دیکھا" ——— جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا واقعی! ——— پھر تو واقعی کمال ہے ——— میں اس پروفیسر سے ملوں گی اور اس سے یہ جادو سیکھوں گی" ——— جینی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"مس جولیا! ——— یہ سب نظر بندی کا کمال ہے ——— پروفیسر جو کچھ ہمیں دکھانا چاہتا ہے ——— وہی ہمیں نظر آتا ہے۔ حالانکہ ایسا ہوتا نہیں" ——— صفدر نے کہا۔

"لیکن یہاں نظر بندی کا مسئلہ نہیں تھا ——— اگر صرف نظر بندی ہوتی تو بلی کو اٹھا کر وہ کبھی اس کے جسم پر ہاتھ نہ پھیرتا ——— یہ کوئی اور ہی چکر ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا اور جینی بے تکلف چونک کر کیپٹن شکیل کو دیکھنے لگی جیسے اسے کیپٹن شکیل کی ذہانت پر حیرت ہوئی ہو۔

"بہرحال ہو گا کچھ ——— اسی کا نام تو میجک ہے" ——— جینی نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے شو ختم ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی دعوت کے اختتام کا بھی اعلان کر دیا گیا۔ اور سب لوگ اٹھ کر باہر کی طرف جانے لگے۔

www.urdukorner.com

"میں کل تمہارے ہوٹل آؤں گی ——— پھر ہم اکٹھے سیر کریں گے"۔ جولیا نے اٹھتے ہوئے جینی سے کہا۔

"ضرور آؤ ——— موسٹ ویلکم ——— میں تمہارا انتظار کروں گی" ——— جینی نے کہا اور پھر وہ سب کو بائی بائی کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

"یہ تنویر کہاں چلا گیا ——— واپس ہی نہیں آیا" ——— جولیا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ اس بار بری طرح شرمندہ ہوا ہے۔ اس لئے کم از کم ایک ہفتہ تو شکل نہ دکھائے گا" ——— نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ سب اپنی اپنی کاروں کی طرف بڑھ گئے۔

نواب شہریار خاں کی شاندار حویلی قصبہ طور خان سے کچھ فاصلے پر ایک بہت بڑے جنگل نما باغ کے اندر بنی ہوئی تھی۔ ان کی حویلی کے گرد تقریباً دو کلومیٹر تک انتہائی گھنا باغ پھیلا ہوا تھا۔ جس کے درمیان تارکول کی چوڑی اور خوبصورت سڑک سیدھی حویلی تک جاتی تھی۔ نواب شہریار خان پوٹڑوں کے رئیس تھے۔ گو اب ان کے باپ دادا کی جاگیریں تو باقی نہ رہی تھیں لیکن اب بھی ان کی زمینیں اتنی تھیں کہ وہ نواب کہلانے کے حق دار تھے۔ ویسے ان کا ہوٹلنگ کا وسیع کاروبار بھی ملک میں پھیلا ہوا تھا۔ دارالحکومت میں ان کا شاندار فائیو سٹار ہوٹل شبستان تھا۔ اسی طرح ملک کے بڑے بڑے شہروں میں بھی ان کا ہوٹل بزنس عروج پر تھا۔ اس حویلی کے گرد پھیلا ہوا باغ بھی ان کی ذاتی ملکیت تھا۔ اور اس باغ کے گرد اونچی چار دیواری تھی۔ اور راستہ ایک عظیم الشان پھاٹک

www.urdukorner.com

سے اندر جاتا تھا۔ اس پھاٹک پر ہر وقت مسلح افراد پہرہ دیتے تھے ویسے بھی نواب شہریار خان کو مسلح ملازم رکھنے کا ایک خبط سا تھا اس لئے ان کے پاس ایسے ملازموں کی ایک پوری فوج موجود رہتی تھی باغ میں جگہ جگہ چوکیاں سی بنی ہوئی تھیں جہاں مسلح محافظ رہتے تھے۔ نواب شہریار خان نے باقاعدہ حکومت سے ان سب افراد کے لئے اسلحہ کے لائسنس حاصل کئے ہوئے تھے۔

نواب شہریار خان اب عمر کے جس حصے میں تھے اس حصے میں عموماً لوگ سنکی ہو جایا کرتے ہیں اور یہی حال نواب شہریار خان کا تھا۔ اس نے عجیب عجیب شغل اپنا رکھے تھے۔ ایسے شغل کہ جنہیں دیکھ کر بے اختیار ہنسی آتی تھی۔ مثلاً اس نے کوے پال رکھے تھے۔ اور ہر وقت اسی سوچ بچار میں رہتا تھا کہ آخر کوؤں کا رنگ کیوں نہیں بدلا جا سکتا۔ کوے صرف سیاہ ہی کیوں ہوتے ہیں۔ سفید۔ نیلے۔ پیلے۔ براؤن اور دوسرے رنگ کے کوے کیوں نہیں ہو سکتے۔ اور وہ کوؤں کی مختلف نسلوں کے جوڑے علیحدہ علیحدہ پنجروں میں رکھتا۔ تاکہ ان کے ملاپ سے شاید رنگ بدل جائے۔ لیکن آج تک اسے کامیابی نہ ہوئی تھی۔ اس طرح اس نے مگرمچھوں کا ایک جوڑا پال رکھا تھا۔ انتہائی ہیبت ناک اور بڑا مگرمچھ۔ اس کے لئے اس نے حویلی میں ایک بڑا تالاب بنوایا ہوا تھا۔ اور جب بھی اس پر سنک سوار ہوتا تو وہ تالاب کے کنارے بیٹھ کر ان مگرمچھوں سے باتیں شروع کر دیتا۔ اسے یقین تھا کہ اگر کوشش کی جائے تو مگرمچھ بھی انسانی آواز میں بول سکتے

ہیں۔ اس کے پاس یہ دلیل تھی کہ جب طوطا اور مینا انسانی آواز میں بول سکتے ہیں تو پھر آخر مگرمچھ کیوں نہیں بول سکتے۔

ان عجیب و غریب عادتوں کے علاوہ نواب شہریار خان بے حد عقلمند اور تجربہ کار آدمی تھے۔ نواب شہریار خان کی اکلوتی اولاد تھی اور وہ تھی نواب زادی جہاں بانو۔ جسے نواب شہریار خان پیار سے بانو کہتا تھا۔ بانو کی والدہ اس کے بچپن میں ہی انتقال کر گئی تھی۔ لیکن نواب کو بانو سے اس قدر پیار تھا کہ نواب ہونے کے باوجود اس نے پھر دوسری شادی نہ کی۔ اور تمام عمر بانو کی پرورش اور محبت میں گذار دی۔ چونکہ بانو اکلوتی اولاد تھی اور پھر تھی بھی نواب زادی۔ اس لئے بانو کا دماغ ہر وقت ساتویں آسمان پر رہتا تھا۔ وہ انتہائی ناک چڑھی تھی۔ اور غصہ تو جیسے ہر وقت اس کی ناک پر دھرا رہتا تھا۔ ہر وقت ایک ہنٹر اپنے پاس رکھتی اور اگر کوئی ملازم یا ملازمہ ذرا بھی اس کی طبیعت کے خلاف بات کر دیتی تو وہ حقیقت میں اسے کوڑے سے پیٹ ڈالتی۔ لیکن اس کو غصہ جتنی تیزی سے آتا تھا اتنی ہی تیزی سے اتر بھی جاتا۔ چنانچہ کوڑے سے پیٹنے کے بعد وہ اپنے ہاتھ سے ہی اس ملازم کی مرہم پٹی کرتی اور ساتھ ہی اس سے معذرت بھی کرتی۔ اور پھر اسے اتنا دل کھول کر انعام و کرام دیتی کہ پٹنے والا اپنے زخم بھول جاتا۔ لیکن بہرحال کوڑے سے پٹنا ایک ہولناک بات تھی۔ اس لئے حویلی اور اس کے گرد موجود تمام ملازم اس کے سائے سے بھی خوف کھاتے تھے۔ صرف ایک بڑی اماں تھی جس کا بانو لحاظ کرتی تھی۔ بڑی اماں

www.urdukorner.com

خاصی بوڑھی عورت تھی اور اس نے بانو کی والدہ کی وفات کے بعد اسے گود لے کر پالا تھا۔

بانو کو اللہ تعالیٰ نے حسن بھی انتہائی فراخدلی سے دیا تھا۔ واقعی وہ حسین ترین لڑکی کہلائے جانے کی مستحق تھی۔ نواب شہریار خان نے اسے حویلی میں رکھ کر نہ صرف اعلیٰ تعلیم دلائی تھی بلکہ ہر قسم کے مردانہ فنون میں بھی ماہر بنا دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ شہسواری، نشانہ بازی اور مارشل آرٹ میں واقعی ماہر بن چکی تھی اور پھر نواب شہریار خاں اسے اکثر اپنے ساتھ لے کر دنیا کی سیر کو نکل جاتے۔ اس طرح بانو نے تقریباً پوری دنیا گھوم لی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اعلیٰ سوسائٹی کے تمام آداب سے اچھی طرح واقف تھی۔ بانو گھڑسواری اور شکار کی بھی بے حد شوقین تھی۔ اس کے دن کا زیادہ حصہ گھوڑے کی پشت پر ہی گذرتا تھا۔ اور وہ گھوڑے کو دوڑاتی ہوئی ملحقہ باغ سے نکل کر دور دور تک چلی جاتی۔ نواب شہریار خان نے اسے اکثر کہا تھا کہ وہ چند محافظ ساتھ لے کر جایا کرے لیکن بانو نے اس بات کو ماننے سے سختی سے انکار کر دیا تھا۔

"ابا جان! ـــ میں نے دنیا کے ماہر ترین نشانہ بازوں سے نشانہ بازی سیکھی ہے ـــ مارشل آرٹ کے چوٹی کے ماہرین نے مجھے مارشل آرٹ میں طاق کر دیا ہے ـــ اگر پھر بھی میں نے محافظ ساتھ رکھنے ہیں تو پھر ان فنون کو سیکھنے کا فائدہ" ـــ؟

بانو مسکراتی ہوئی جواب دیتی اور نواب شہریار خان کندھے اچکا کر رہ جاتے۔

آج بھی بانو صبح صبح گھوڑا دوڑاتی ہوئی باغ سے نکل کر شمالی پہاڑیوں کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے سنہرے بال جسے اس نے سرخ رنگ کے ربن سے باندھ رکھا تھا اُڑ رہے تھے۔ جسم پر چست لباس تھا۔ گھوڑے کی زین کے ساتھ انتہائی جدید بندوق بندھی ہوئی تھی۔ دوسری سائیڈ پر اس کا مخصوص ہنٹر بھی تھا۔ آج اس کا ارادہ شمالی پہاڑیوں کے دامن میں موجود گھنے جنگل میں شکار کھیلنے کا تھا۔ کیونکہ وہ کئی روز سے شکار پر نہ گئی تھی۔

اس جنگل میں بڑے درندے نہ پائے جاتے تھے البتہ ہرن، خرگوش، تیتر اور اس قسم کے دوسرے جانور عام مل جاتے تھے۔ اس لئے نواب شہریار خاں نے بھی اس کے اس جنگل میں اکیلے شکار کھیلنے جانے پر کبھی اعتراض نہ کیا تھا۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور بانو گھوڑے کو دوڑاتی ہوئی بڑے پُر لطف انداز میں جنگل کی طرف بڑھی جا رہی تھی کہ اچانک اس نے زور سے گھوڑے کی راسیں کھینچ لیں اور منہ زور اور طاقتور عربی النسل گھوڑا الف ہو گیا۔

"کیا تم اندھے ہو" ـــ بانو نے غصے سے چیختے ہوئے اس نوجوان سے کہا جو اچانک ایک درخت کے پیچھے سے نکل کر سامنے آگیا تھا۔ اور اگر بانو گھوڑے کو نہ روکتی تو وہ نوجوان یقیناً گھوڑے کے نیچے آکر کچلا جاتا۔

"ہاں! ـــ پہلے تو نہیں ـــ لیکن اب میں اپنے آپ کو اندھا محسوس کر رہا ہوں ـــ کمال ہے۔ تمہارا حسن تو پورا پاور اسٹیشن ہے

www.urdukorner.com

بڑی جگمگاہٹ ہے۔ اندھا تو ہونا ہی ہے" ـــــ نوجوان نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر حماقتوں کا آبشار بہہ رہا تھا۔ اس نے کرتا اور پاجامہ پہن رکھا تھا۔

"تم میرا مذاق اڑانے کی گستاخی کر رہے ہو ـــــ تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں" ـــــ بانو کا غصہ یکلخت عروج پر پہنچ گیا اور اس نے ایک جھٹکے سے زین کے ساتھ لٹکا ہوا کوڑا کھینچا اور پھر اچھل کر گھوڑے سے نیچے اتر آئی۔

"واہ! ـــــ سنا تھا کہ پہلے کسی زمانے میں ایک فلمی ہنٹر والی ہوا کرتی تھی ـــــ یہ شاید اس کا دوسرا جنم ہے" ـــــ نوجوان نے اسی طرح احمقانہ انداز میں آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے بانو کا کوڑا لہرایا لیکن نوجوان بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اور کوڑے کا وار خالی گیا۔ پھر تو جیسے بانو پر دورہ سا پڑ گیا۔ وہ مسلسل کوڑا چلا رہی تھی لیکن نوجوان تو واقعی بجلی بنا ہوا تھا۔ ایک کوڑا بھی اس کے جسم کو نہ چھو سکا۔ اور بانو بری طرح ہانپنے لگی۔ اس نے یکلخت کوڑا ایک طرف پھینکا اور گھوڑے کی زین سے بندوق کھینچ لی۔

"واہ! ـــــ بندوق چلانا بھی آتا ہے ـــــ کیا بات ہے ـــــ اب تو تم پوری فلمی ہیروئن لگ رہی ہو" ـــــ نوجوان نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

اور بانو نے گھوم کر ٹریگر دبا دیا۔ لیکن نوجوان کے جسم میں تو شاید خون کی جگہ پارہ بھرا ہوا تھا۔ گولی اس کے قریب سے نکل گئی۔ اور

پھر اس سے پہلے کہ وہ دوسری گولی چلاتی۔ نوجوان نے اچانک اچھل کر لات چلائی اور بانو کے ہاتھوں سے بندوق نکل کر دور جا گری اور بانو اس طرح اچانک بندوق ہاتھ سے نکل جانے پر ایک لمحے کے لئے ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"بندہ حسن مجسم کے حضور انتہائی عاجزانہ۔ منکسرانہ۔ فقیرانہ۔ صوفیانہ فدویانہ ـــــ اب ایک ہی قافیہ اور یاد رہ گیا ہے جو لیا نا سلام عرض کرتا ہے" ـــــ نوجوان نے خالص لکھنوی انداز سے جھک کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

"تم ـــــ تم نے اپنی موت کا فیصلہ کر لیا ہے ـــــ تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھا کر وہ گستاخی کی ہے جس کی سزا موت ہے" ـــــ بانو نے بری طرح پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"حسن کے ہاتھوں مرنے والوں کو شہید کہتے ہیں اور شہید زندہ ہوتے ہیں ـــــ اس لئے پلیز موت کا ذکر نہ کریں" نوجوان جو عمران تھا نے پہلے سے بھی زیادہ جھک کر آداب بجا لاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے بانو یکلخت اچھلی اور اس نے بڑے خوبصورت انداز میں عمران کے سینے پر فلائنگ کک مارنے کی کوشش کی لیکن جیسے ہی اس کا جسم ہوا میں تیرتا ہوا عمران کی طرف بڑھا عمران کے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے اور بانو کا جسم یکلخت فضا میں اٹھا اور دوسرے لمحے قلابازی کھا کر وہ اس طرح ایک سائیڈ پر کھڑے عربی النسل گھوڑے کی پشت پر جا بیٹھی جیسے اس نے عمران کو فلائنگ کک مارنے کی بجائے گھوڑے پر سواری

www.urdukorner.com

کرنے کے لئے اس انوکھے انداز کا مظاہرہ کیا ہو۔

بانو کے جسم کو جھٹکی دے کر پلٹتے ہی عمران خود بجلی کی سی تیزی سے جھکا اور پھر عین اس لمحے جب بانو کا جسم گھوڑے کی پشت پر کودا۔ عمران کا جسم سیدھا ہوا تو اس کے ہاتھ میں بانو کا کوڑا تھا۔ اور شڑاپ کی ایک زوردار آواز سنائی دی اور کوڑا پوری قوت سے گھوڑے کی پشت پر پڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گھوڑا یکلخت بھڑکا اور پھر وہ اس بری طرح سرپٹ بھاگا کہ بانو کو مجبوراً اس کی گردن کے گرد ہاتھ ڈال کر اپنے آپ کو سنبھالنا پڑا۔ راسیں نیچے لٹک رہی تھیں اور گھوڑے کی رفتار کوڑا کھانے کے بعد اس خوفناک انداز میں بڑھ گئی تھی کہ بانو کے لئے اسے کنٹرول کرنا ناممکن ہو گیا تھا۔ بلکہ اسے اپنے آپ کو گرنے سے بچانے کے لئے بھرپور جدوجہد کرنی پڑ رہی تھی۔ البتہ گھوڑا شاید اس صورت حال کو سمجھ گیا تھا اس لئے کافی آگے بڑھنے کے بعد وہ ایک دائرے کی صورت میں گھوما اور پھر اس کا رخ واپس حویلی کی طرف ہو گیا۔

"واہ! ـــ کیا انداز ہیں شہسواری کے ـــ چلو ورزش بھی ہو گئی اور ایک کوڑا اور ایک بندوق بھی ہاتھ آ گئی" ـــ گھوڑے کے گھوم کر واپس جاتے ہوئے بانو کے کانوں سے نوجوان کی آواز ٹکرائی اور بانو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم کسی نے منوں بلکہ ٹنوں دہکتے ہوئے کوئلوں کے اندر رکھ دیا ہو۔ غصے کی انتہا نے اس کی آنکھوں کے سامنے سرخ چادر پھیلا دی اور گھوڑے

پر تقریباً لیٹا ہوا اس کا جسم غصے کی شدت سے بری طرح کانپنے لگا۔ یہ اس کی واضح شکست تھی۔ اور بانو کی پوری زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ اس نے کسی کے ہاتھوں اس طرح شکست کھائی ہو۔ لیکن گھوڑے کی بے پناہ رفتار کی وجہ سے وہ اسی طرح اس کی گردن سے چمٹی رہی۔ کیونکہ بے پناہ غصے کے باوجود اسے اتنا تو احساس ضرور تھا کہ اگر وہ اس رفتار سے دوڑتے ہوئے گھوڑے سے گر گئی تو پھر یقیناً اس کی ایک بھی ہڈی سلامت نہ رہے گی۔

آج پہلی بار اسے احساس ہوا تھا کہ کاش وہ نواب شہریار خاں کا کہا مان کر اپنے ساتھ محافظ رکھا کرتی تو نوجوان اس طرح بچ کر نکل نہ جاتا۔ لیکن پھر اسے ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا کہ اگر یہ تمام واقعہ محافظوں کے سامنے پیش آتا تو اپنی اس شکست پر اس کے پاس سوائے خودکشی کے اور کوئی چارہ کار ہی نہ رہتا۔

گھوڑا سرپٹ دوڑتا ہوا باغ سے گذر کر جیسے ہی حویلی میں داخل ہوا تو تالاب کے کنارے پر مگرمچھ سے باتیں کرتا ہوا نواب شہریار خان یکلخت چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ گھوڑے کے دوڑنے کی رفتار۔ اس کی لٹکتی ہوئی راسیں اور اس کی گردن سے چمٹی ہوئی بانو کی پوزیشن کسی واضح گڑبڑ کی نشاندہی کر رہی تھیں۔

گھوڑا ہانپتا ہوا نواب شہریار خان کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

"کیا ہوا بانو! ـــ خیریت تو ہے ـــ یہ کیسا انداز ہے" ـــ؟ نواب شہریار خان نے آگے بڑھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور بانو پہلے چند لمحے تو اسی طرح گھوڑے کی گردن سے چمٹی

www.urdukorner.com

رہی۔ پھر آہستہ آہستہ سیدھی ہوگئی۔ اس کا چہرہ دیکھ کر نواب شہریار خان کے جسم کو ایک اور جھٹکا لگا۔ بانو کا چہرہ غصے کی شدت سے تقریباً مسخ ہو رہا تھا۔

"میں اس کا خون پی جاؤں گی ——— میں اسے عبرت ناک موت مار دوں گی" ——— بانو نے یکلخت بُری طرح چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے گھوڑے سے نیچے چھلانگ لگا دی۔

"کسے ——— ؟ کس کی بات کر رہی ہو بانو ——— ہوا کیا ہے" ——— ؟ نواب شہریار خان نے آگے بڑھ کر بانو کو سینے لگاتے ہوئے کہا۔ بانو کا جسم ابھی تک غصے کی شدت سے کانپ رہا تھا۔

سائیں نے آگے بڑھ کر گھوڑے کی راس پکڑی اور اسے واپس اصطبل کی طرف لے گیا۔

"ابا جان ! ——— میری بے حد توہین ہوئی ہے ——— میں اسے مار ڈالوں گی" ——— بانو نے تیز لہجے میں کہا۔

"کس نے تمہاری توہین کرنے کی گستاخی کی ہے ——— کون ہے کم بخت ——— جس نے نواب شہریار خان کی لاڈلی بیٹی کی توہین کرنے کے جرم کا ارتکاب کیا ہے ——— بتاؤ مجھے بانو ! ——— میں اسے عبرت ناک سزا دوں گا" ——— نواب شہریار خان کا پارہ بھی یکلخت چڑھ گیا۔

اور پھر بانو نے اسے نوجوان کے اچانک سامنے آجانے اور پھر اس کے ساتھ گذرنے والے تمام واقعات رک رک کر سنا دیئے اور جیسے جیسے بانو واقعہ سناتی جارہی تھی بوڑھے نواب کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جارہی تھیں۔

"کیا تم ٹھیک کہہ رہی ہو بانو ! ——— یہ تو مجھے ناقابل یقین لگ رہا ہے ——— اس قدر پھرتی ——— اس قدر مہارت حیرت انگیز ہے میں تو سمجھا تھا کہ اب دنیا بھر میں تمہارے مقابلے پر آنے والا کوئی باقی نہیں رہا ——— لیکن جو کچھ تم نے سنایا ہے بانو ! ——— اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نوجوان مارشل آرٹ میں تم سے بھی کہیں آگے ہے ——— تمہارا ایک بھی کوڑا اس کے جسم کو نہ چھو سکا ——— تمہارا نشانہ اتنے قریب سے خطا ہو جائے ——— اور پھر وہ تمہیں اس طرح اچھال کر گھوڑے کی پشت پر پھینک دے۔ یہ سب کچھ مجھے ناقابل یقین محسوس ہو رہا ہے ——— لیکن مجھے معلوم ہے کہ میری بیٹی جھوٹ نہیں بولتی ——— اس لئے بانو بیٹی ! ایسا نوجوان تو واقعی حیرت انگیز ہے ——— میں اس سے ضرور ملوں گا" ——— نواب شہریار خان کا غصہ اب حیرت میں بدل گیا تھا۔ اس کے دماغ کی رَو ہی پلٹ گئی تھی۔ اس کا انداز ایسا ہو گیا تھا جیسے وہ نوجوان کی صلاحیتوں کو بڑے بھرپور انداز میں خراج تحسین ادا کر رہا ہو۔

"ابا جان ! ——— آپ ——— آپ کیا کہہ رہے ہیں ——— اس احمق کی تعریف کر رہے ہیں جس نے میری توہین کی ہے" ——— بانو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اسے توہین کی سزا ضرور ملے گی ——— لیکن اب مجھے اس سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہو گیا ہے" ——— نواب شہریار خان نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر حویلی کی دیوار کے ساتھ کھڑے

www.urdukorner.com

ایک ادھیڑ عمر آدمی کو اشارہ کیا۔ وہ ادھیڑ عمر آدمی نواب شہریار خان کا کاردار تھا۔

"جناب عالی حکم" ـــــ کاردار نے قریب آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کاردار! ـــ اپنے ساتھ مسلح افراد کا دستہ لے جاؤ اور بانو سے اس نوجوان کا حلیہ پوچھ کر اُسے تلاش کرو۔ اور پھر اُسے ہمارے سامنے پیش کرو ـــ اگر وہ رضامندی سے نہ آئے تو اُسے زبردستی اُٹھا کر لے آؤ ـــ میں اُسے اپنے سامنے دیکھنا چاہتا ہوں ابھی اور اسی وقت" ـــــ نواب شہریار خان نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"حکم کی تعمیل ہوگی جناب" ـــــ کاردار نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر سوالیہ نظروں سے بانو کی طرف دیکھا۔ بانو نے اس نوجوان کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا اور کاردار آلٹے پیروں چلتا ہوا واپس چلا گیا۔

"تم اپنا حلیہ ٹھیک کرو ـــ ابھی شہر سے اس میجک ماسٹر اور اس کے ساتھیوں نے بھی آنا ہے" ـــــ نواب شہریار خان نے کاردار کے جانے کے بعد بانو سے کہا اور بانو سر ہلاتی ہوئی حویلی کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گئی۔

تنویر جینی کی بے باکی پر کچھ اس طرح شرمندہ ہوا تھا کہ اس کے ذہن نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ فوراً یہاں سے ہٹ جائے۔ وہ اپنے ساتھیوں کی نظروں سے جھلکنے والا تمسخر اب مزید برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ وہاں سے ہٹ کر سیدھا سبزہ زار سے باہر آگیا۔ اس نے اٹھ کر باہر آتے ہوتے جینی۔ جولیا اور اپنے ساتھیوں کے طنزیہ قہقہے بھی سُنے تھے۔ اور ان قہقہوں نے دراصل اس کا خون کھولا دیا تھا۔

جینی واقعی بے حد خوبصورت تھی اور حُسن تنویر کی کمزوری تھی۔ لیکن یہ کمزوری صرف باتیں کر لے اور دیکھنے کی حد تک تھی۔ اس نے کبھی کسی لڑکی سے بداخلاقی کے بارے میں سوچا تک نہ تھا اور نہ ہی کبھی اس نے کبھی اخلاق کی حدود پار کی تھیں۔ اس کا ذاتی کردار انتہائی مضبوط تھا۔ لیکن آج اپنے ساتھیوں کے قہقہے سن کر اسے

www.urdukorner.com

احساس ہو رہا تھا جیسے اس کے ساتھی اس کے کردار کا مذاق اڑا رہے ہوں۔ جیسے وہ اُسے انتہائی گھٹیا اور اخلاق باختہ انسان سمجھ رہے ہوں۔ اور پھر سب سے زیادہ ستم یہ ہوا کہ یہ سب کچھ جولیا کے سامنے ہوا۔ اور اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ اب وہ ساری عمر جولیا کو اپنی شکل دکھانے کے قابل نہیں رہا۔

یہی کچھ سوچتا ہوا تنویر اپنی کار کے قریب پہنچ گیا۔ اس کے ذہن سے دعوت وغیرہ سب کچھ صاف ہو گئی تھی۔ کار کے قریب پہنچتے ہی اس کی نظریں سبزہ زار سے ملحقہ ہوٹل شبستان کی شاندار چار منزلہ عمارت پر پڑیں۔ اور اسی لمحے اُسے یاد آگیا کہ جینی نے بتایا ہے کہ وہ اسی ہوٹل کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر چالیس میں ٹھہری ہوئی ہے۔ وہ کچھ سوچتا ہوا ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے خیال آ رہا تھا کہ اس قدر بے باک لڑکی یقیناً کوئی شریف لڑکی نہ ہو گی۔ اور اب وہ اس لائن پر سوچ رہا تھا کہ اگر جولیا اور اپنے ساتھیوں کے سامنے جینی کی بدکرداری ثابت کر دے تب وہ یہ بات ثابت کر سکتا ہے کہ جینی نے صرف بدکرداری کی وجہ سے ایسی باتیں کی ہیں۔

تنویر کا مقصد یہ نہ تھا بس یہ بات جیسے تنویر کے ذہن پر نقش سی ہو گئی۔ اب اس کے قدم انتہائی تیزی سے ہوٹل کی عمارت کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ وہ ہوٹل کی عمارت میں داخل ہوا اور پھر سیدھا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ —— ہوٹل کا ہال بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔ صرف ویٹرز آ جا رہے تھے۔ چونکہ یہ رہائشی ہوٹل تھا اس لئے کسی نے تنویر کے آنے پر اعتراض نہ کیا۔

تنویر لفٹ کے ذریعے جب دوسری منزل پر پہنچا تو وہاں بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ شاید ہوٹل میں موجود ہر مہمان اس وقت سبزہ زار کی دعوت سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ تنویر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرہ نمبر چالیس کی طرف بڑھ گیا۔ کمرہ نمبر چالیس کا دروازہ بند تھا۔ اس پر لگے ہوئے کارڈ کو دیکھ کر تنویر کو یقین ہو گیا کہ یہی جینی کا کمرہ ہے کیونکہ کارڈ پر اسی کا نام لکھا ہوا تھا۔

تنویر نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ دوسرے لمحے ساتھ والے کمرے کے دروازے پر کوئی کارڈ نہ پا کر وہ چونک پڑا۔ کارڈ نہ ہونے کا یہ مطلب تھا کہ یہ کمرہ خالی ہے۔ تنویر تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھا۔ اس نے ہینڈل کو گھمایا تو اس کی توقع کے عین مطابق دروازہ کھل گیا۔ کمرہ خالی ہونے کی وجہ سے اُسے لاک نہ کیا گیا تھا۔ تنویر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

کمرہ بڑے بہترین انداز میں سجا ہوا تھا۔ ہوٹل شبستان کا معیار واقعی اعلیٰ تھا۔ تنویر نے اپنے عقب میں دروازہ بند کیا اور پھر کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ لیکن اُسے کوئی ایسا رخنہ نظر نہ آیا جس سے وہ جینی کے کمرے میں ہونے والی کوئی بات سن سکتا۔ کوئی اس کی بدکرداری کا ثبوت حاصل کر سکتا۔ پھر اس کی نظریں عقبی کھڑکی پر پڑیں۔ وہ تیزی سے کھڑکی کی طرف بڑھا۔ اس نے کھڑکی کھولی اور باہر جھانکا۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ دونوں کمروں کی کھڑکیاں ساتھ ساتھ تھیں اور نیچے پیر رکھنے کے لئے باقاعدہ کارنس سی بنی ہوئی تھی۔ یہ کارنس ڈیزائن

www.urdukorner.com

کے طور پر پوری دیوار پر موجود تھی۔ چونکہ ابھی جینی کے واپس کمرے میں آنے میں کافی دیر تھی اور پھر جینی کے کمرے کی کھڑکی کے پٹ بھی باہر کی طرف کھلے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ اس لئے اس نے اپنے ذہن میں ایک منصوبہ تیار کیا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے سے باہر آ کر وہ لفٹ کے ذریعے نیچے اترا اور جب وہ ہوٹل سے باہر آیا تو سبزہ زار میں لوگ اسی طرح موجود تھے۔

تنویر تیز تیز قدم اٹھاتا اپنی کار کی طرف بڑھا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور اس کی سائیڈ سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے موجود باکس کا ڈھکن ہٹایا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ کار کے اس باکس کے اندر ضروری سامان اور اسلحہ رکھا کرتا تھا۔ اس نے باکس میں سے ایک ریوالور نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر اس میں موجود ایک ٹیلی ویوماسٹر نکال لیا۔ یہ ٹیلی ویوماسٹر بالکل جدید انداز کا تھا اور تنویر نے اسے ایک غیر ملکی دورے کے دوران ایک سٹور سے خریدا تھا۔ اپنے ذاتی شوق کی خاطر۔ یہ ایک چھوٹا سا بٹن تھا جس کے نیچے چپکنے والا مادہ لگا ہوا تھا۔ اس کی رینج تقریباً ایک کلومیٹر تھی اور اسے اگر ایک کلومیٹر رینج کے اندر کسی جگہ لگا دیا جائے تو یہ ایک کلومیٹر کے اندر اپنے رسیونگ سیٹ پر اس جگہ کی فلم بھی تیار کر دیتا تھا۔ اور ساتھ ہی وہاں پیدا ہونے والی آوازیں بھی ریکارڈ کرتا تھا۔ اور یہ سب کچھ چونکہ وائرلیس کے انداز میں ہوتا تھا اس لئے تنویر کو یہ جدید ترین آلہ بے حد پسند آیا تھا اور اس نے اسے

بھاری قیمت دیکر خرید لیا تھا۔ لیکن آج تک اسے استعمال کرنے کی نوبت نہ آئی تھی۔ لیکن آج یہ آلہ دیکھ کر اسے بیحد مسرت ہو رہی تھی۔ کیونکہ آج اس نے واقعی کام دینا تھا۔ اس لئے اس نے رسیونگ سیٹ اٹھا کر ڈیش بورڈ کے اندر رکھا اور آپریٹنگ بٹن کو اس نے جیب میں ڈالا۔ اور کار سے باہر آ گیا۔ اس وقت سبزہ زار سے تالیوں کا بے پناہ شور سنائی دے رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ ورائٹی پروگرام ہو رہا ہے۔

تنویر سے کار سے نکل کر واپس ہوٹل میں آیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ اسی کمرے میں پہنچ گیا تھا جو جینی کے کمرے سے ملحق تھا۔ چند لمحوں بعد وہ کمرے کی کھڑکی سے باہر نکلا۔ یہ سائیڈ چونکہ سبزہ زار کی مخالف سمت میں تھی۔ اور ادھر ایک تنگ سی گلی تھی اور پھر دوسری عمارت تھی اس لئے ادھر اندھیرا تھا۔ کارنس پر پیر رکھتا ہوا تنویر بڑی آسانی سے جینی کے کمرے کی کھڑکی تک پہنچ گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ اس کے کمرے میں موجود تھا۔ اس نے سب سے پہلے اپنی جیب سے وہ آپریٹنگ بٹن نکالا اور اسے آن کر کے اس نے بیڈ کے ساتھ پڑی ہوئی میز کی نچلی سطح پر پائے کے جوڑ میں چپکا دیا۔ میز چونکہ بیڈ سے ذرا اونچی تھی اور جس جگہ اس نے یہ بٹن چپکایا تھا اس جگہ سے بٹن سے نکلنے اور نظر نہ آنے والی ریز پورے کمرے اور بیڈ کا احاطہ آسانی سے کر سکتی تھیں۔ اس لئے تنویر مطمئن ہو گیا کہ اب اس کمرے میں ہونے والے ہر ایکشن کی فلم اور یہاں بولے جانے والا ہر لفظ کا ٹیپ اس کے پاس خود بخود پہنچ جائے گا۔ اس

www.urdukorner.com

کے بعد وہ واپس کھڑکی کی طرف پلٹا۔ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں دعوت ختم نہ ہو گئی ہو اور جینی اس کے کمرے میں موجودگی کے دوران ہی اندر نہ آجائے۔ اس لئے وہ جلد از جلد نہ صرف اس کمرے بلکہ ہوٹل سے ہی نکل جانا چاہتا تھا۔

چنانچہ وہ کھڑکی سے باہر نکل کر دوبارہ پہلے والے کمرے کی کھڑکی پر پہنچا اور پھر وہاں سے وہ اس کمرے سے ہوتا ہوا باہر گیلری میں آگیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ دوبارہ لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچ کر ہوٹل سے باہر آیا۔ اس وقت سبزہ زار بے پناہ تالیوں سے گونج رہا تھا۔

تنویر تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھا اور پھر وہ کار وہاں سے نکال کر ہوٹل کی عقبی گلی میں لے آیا۔ یہاں آکر اس نے کار روکی اور پھر ڈیش بورڈ سے اس نے ٹیلی ویو کا رسیونگ سیٹ نکال کر اسے آن کیا اور پھر اسے کار کے ڈیش بورڈ کے اوپر رکھ کر وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ رسیونگ سیٹ کی سکرین پر اس وقت جینی کے کمرے کا اندرونی منظر نظر آرہا تھا۔ چونکہ اس سیٹ میں صرف ایک گھنٹے کی فلم موجود تھی اس لئے تنویر نے اسے آف کیا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر وہ باہر نکل آیا۔

اب تنویر کے قدم سبزہ زار کی طرف بڑھ رہے تھے لیکن جیسے ہی وہ ہوٹل کی سائیڈ سے گھوم کر آگے بڑھا اس نے لوگوں کو سبزہ زار سے نکل کر اپنی اپنی کاروں کی طرف بڑھتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ دعوت ختم ہو گئی ہے۔ چنانچہ وہ اسی طرح اُلٹے پاؤں واپس مڑا

اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دوبارہ عقبی گلی میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھ آیا۔

کار کا دروازہ کھول کر تنویر اندر بیٹھا اور پھر اس نے دروازہ بند کر دیا۔ دروازہ بند ہونے سے کار کی اندرونی لائٹ بھی بند ہو گئی اس طرح کار عقبی گلی میں چھائے ہوئے گہرے اندھیرے کا ایک جزو بن گئی۔

کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد تنویر نے رسیونگ سیٹ کا بٹن دوبارہ آن کیا تو سکرین پر کمرے کی تصویر آتے ہی وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ کمرے میں جینی موجود تھی۔ اور وہ اس طرح حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی جیسے وہ کسی نئی جگہ پر آگئی ہو۔ اس کے بعد وہ کھڑکی کی طرف بڑھی۔ اس نے سر باہر نکال کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ چند لمحے کھڑی سوچتی رہی۔ پھر کھڑکی بند کر کے واپس مڑ آئی۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے اُسے کسی بات کی سمجھ نہ آرہی ہو۔ پھر وہ الماری کی طرف بڑھی۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک لباس باہر نکالا جو ہینگر سے لٹکا ہوا تھا لباس اتار کر وہ باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھی اور پھر باتھ روم میں چلی گئی۔

تنویر خاموش بیٹھا جینی کی حرکات دیکھتا رہا۔ کافی دیر بعد باتھ روم کا دروازہ کھلا اور جینی باہر آئی۔ اب وہ لباس بدل چکی تھی۔ باتھ روم سے نکل کر وہ سیدھی میز کے پاس پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے ٹانگیں پھیلا دیں اور یوں کرسی کی پشت سے ٹک گئی جیسے

www.urdukorner.com

بیڈ کی بجائے اس نے کرسی پر ہی آرام کرنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔
تنویر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ جیلنی کی ایسی کوئی حرکت اب تک سامنے نہ آئی تھی جسے وہ جولیا اور دوسرے ساتھیوں کے سامنے اس کی بدکرداری کے ثبوت کے طور پر پیش کرتا۔ اس کی ساری محنت رائیگاں جا رہی تھی۔
جیلنی کو کرسی پر بیٹھے ابھی چند ہی منٹ گذرے ہوں گے کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جیلنی چونک کر سیدھی ہوئی اور پھر اس نے رسیور اٹھا لیا۔ رسیونگ سیٹ سے آواز سنائی دے رہی تھی۔ اس سیٹ میں ڈبل سسٹم تھا۔ یعنی سکرین پر تصویر بھی نظر آ رہی تھی اور اندر فلم پر بھی ریکارڈ ہو جاتی تھی۔ اور اسی طرح کمرے میں پیدا ہونے والی ہر آواز بھی سنائی دیتی تھی اور ریکارڈ بھی ہو جاتی تھی۔
"یس" ـــــ جیلنی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
"مادام! ـــ میں ڈمپ بول رہا ہوں ـــ نواب شہریار خان توقع کے عین مطابق شو ختم ہونے کے بعد پروفیسر سے ملنے اس کے کمرے میں آئے ہیں ـــ انہوں نے پروفیسر کے میجک کی بے پناہ تعریف کی ہے اور اسے ایک بھاری رقم کا چیک بطور انعام بھی دیا ہے" ـــ ایک بھاری آواز سنائی دی۔
"کوئی کام کی بات بھی ہوئی یا نہیں" ـــ؟ جیلنی کا لہجہ اس بار خاصا تحکمانہ تھا۔
"یس میڈم! ـــ ان کے جانے کے بعد میں نے پروفیسر سے

بات کی ہے ـــ اس نے بتایا کہ نواب شہریار خان نے پروفیسر کو اپنی حویلی میں آنے کی دعوت دی ہے تاکہ وہ اس سے میجک بھی سیکھ سکے اور وہاں موجود اس کی بیٹی جہاں بانو بھی پروفیسر کے فن کا مظاہرہ دیکھ سکے ـــ اس سلسلے میں اس نے پروفیسر کو انتہائی بھاری رقم کی آفر کی ہے ـــ پروفیسر نے پلان کے مطابق حامی بھر لی ہے کہ وہ دو روز بعد اپنے سٹاف کے ساتھ حویلی میں آئے گا ـــ نواب نے کہا ہے کہ وہ اپنے آدمی بھیجے گا جو آ کر انہیں حویلی لے جائیں گے" ـــ ڈمپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ لہجہ مودبانہ تھا۔
"اوہ ویری گڈ! ـــ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا پروگرام خاصا کامیاب گیا ہے ـــ پروفیسر کو کہہ دو کہ وہ وہاں جانے کی پوری تیاری رکھے ـــ اور آپ لوگ بھی سب تیار ہو جائیں" ـــ جیلنی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"میڈم! ـــ کیا آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں گی" ـــ ڈمپ نے پوچھا۔
"ہاں ـ کیوں نہیں ـــ میں پروفیسر کی دوست کے روپ میں ساتھ جاؤں گی ـــ تم تمام ضروری سامان پیک کرا دینا۔ اور سنو! پروفیسر کو کہہ دینا کہ اس بات کی مشہوری نہ کی جائے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں تاکہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ اور ہم اپنا مشن آسانی سے مکمل کر لیں" ـــ جیلنی نے کہا۔
"ٹھیک ہے میڈم! ـــ ایسا ہی ہوگا۔ لیکن میڈم! نواب

www.urdukorner.com

"شہر یار خان کی جگہ کون لے گا" ـــــ ؟ ڈمپ نے پوچھا۔

"کیوں ـــ کیا نواب شہر یار خان اور اس کی بیٹی کے متعلق تمام تفصیلات تمہارے پاس موجود نہیں ہیں" ـــــ ؟ جینی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ تو ہیں میڈم! ـــ لیکن میں نے نواب شہر یار خان کو خود دیکھا ہے ـــ وہ عجیب سنکی سا آدمی ہے اور گیری شائد اس کا روپ پوری طرح ادا نہ کر سکے ـــ اس لئے میں کہہ رہا تھا کہ اگر آپ اجازت دیں تو نواب شہر یار خان کا روپ میں خود ادا کر لوں" ـــــ ڈمپ نے کہا۔

"اوہ ہاں! ـــ تم یہاں کی زبان بھی اچھی طرح بول سکتے ہو۔ ٹھیک ہے ایسا ٹھیک رہے گا" ـــــ جینی نے کہا۔

"شکریہ مادام! ـــ میرے ذہن میں یہی الجھن تھی اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ سے بات کر لی جائے۔ تاکہ ہمارے اس قدر اہم مشن میں کوئی رخنہ نہ پیدا ہو جائے" ـــــ ڈمپ کی آواز سنائی دی۔

"اوکے! ـــ پروفیسر تیاری کے وقت مجھے فون کرے گا تو میں نواب کے آدمیوں کے پہنچنے سے پہلے ہی اس کے کمرے میں پہنچ جاؤں گی" ـــــ جینی نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے کمرے کی بتی بند کی اور بیڈ لائٹ جلا کر وہ بستر پر دراز ہو گئی۔ چند لمحے اس کی آنکھیں کھلی رہیں پھر آہستہ

آہستہ بند ہو گئیں۔ وہ سو چکی تھی۔

تنویر نے برا سا منہ بنایا اور رسیونگ سیٹ کا بٹن آف کر دیا جینی نے اسے مایوس کیا تھا اس کا خیال تھا کہ اس قدر بے باک لڑکی لازماً اپنے کمرے میں کسی مرد کو بلائے گی۔ لیکن جینی نے بس ٹیلیفون پر بات کی اور پھر اطمینان سے سو گئی۔ اب یہ کوئی ایسی بات نہ تھی جسے وہ بطور ثبوت پیش کرتا۔ نواب شہر یار خان اور پروفیسر کے متعلق وہ جانتا بھی نہ تھا کہ یہ لوگ کون ہیں۔ البتہ لفظ مشن اور روپ دھارنے پر وہ چونکا ضرور تھا لیکن پھر اس نے سوچا کہ ہو گا کوئی مسئلہ۔ چنانچہ اس نے رسیونگ سیٹ واپس ڈیش بورڈ میں رکھا اور کار کا انجن سٹارٹ کر کے وہ گلی سے باہر آیا اور اپنے فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے کار گیراج میں روکی اور پھر خود سیدھا سیڑھیاں چڑھتا ہوا اپنے فلیٹ کے دروازے پر پہنچا تو یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ فلیٹ کا باہر سے بند دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا اور محتاط انداز میں دروازے کی طرف بڑھا۔

"تنویر! ـــ میں صفدر ہوں ـــ اندر آجاؤ" ـــــ اسی لمحے اندر سے صفدر کی آواز سنائی دی اور تنویر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ریوالور جیب میں رکھ کر وہ فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ ڈرائنگ روم میں صفدر بڑے اطمینان سے بیٹھا چائے کی چسکیاں لے رہا تھا۔

www.urdukorner.com

"میں نے تمہارے قدموں کی آواز سن لی تھی" ــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم یہاں کیسے آتے ــــ میرا مطلب ہے کہ خیریت تو ہے ــــ اس وقت تمہاری یہاں آمد" ــــ ؟ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیسے آنے والی بات تو تمہیں معلوم ہے کہ ہم میں سے ہر ممبر کے پاس ایک دوسرے کے فلیٹ کی ماسٹر کی موجود ہے اس لئے ماسٹر کی سے تالا کھول کر میں اندر آگیا ــــ چائے کی طلب ہو رہی تھی۔ اس لئے چائے بھی بنالی ــــ باقی رہا کہ کیوں آیا ہوں تو جب تم سبزہ زار سے اچانک اٹھ کر چلے گئے اور پھر دعوت کے اختتام تک واپس نہ آتے اور باہر تمہاری کار بھی موجود نہ تھی ــــ تو میں یہی سمجھا کہ تم اپنے فلیٹ چلے گئے ہو گے ــــ اور ظاہر ہے کہ تمہارا واپس نہ آنا کسی ناراضگی کو ظاہر کرتا ہے، چنانچہ میں اسی سلسلے میں آیا تھا" ــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ناراضگی ! ــــ ارے نہیں صفدر ! ــــ ایسی کوئی بات نہیں بھلا ناراضگی والی اس میں کونسی بات تھی" ــــ تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر ناراضگی نہیں تھی تو پھر واپس کیوں نہیں آتے" ــــ ؟ صفدر نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے پوچھا۔

"بس یار ! ــــ ویسے ہی طبیعت اکھڑ گئی تھی" ــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"سنو تنویر ! ــــ تم میرے بھائی ہو ــــ ساتھی ہو ــــ میں تمہاری طبیعت ۔ کردار ۔ مزاج اور نفسیات کو اچھی طرح جانتا ہوں اور میں ہی کیا ــــ سب ساتھی جانتے ہیں ــــ ہمیں معلوم ہے کہ تم انتہائی اعلیٰ کردار کے مالک ہو ــــ باقی شوق تو اپنے ہوتے ہیں ــــ جیلنی ایک آزاد ماحول اور بے باک معاشرے میں پلنے والی لڑکی ہے اس لئے اس کے نزدیک اخلاقی قدریں وہ قدریں ہی نہیں جو ہمارے نزدیک ہیں ــــ اس لئے اس کی باتوں کا برا منانا تو میرے خیال میں حماقت ہی ہے" ــــ صفدر نے کہا۔

"یار صفدر ! ــــ اب تم خوامخواہ مجھے شرمندہ کر رہے ہو ــــ ایسی بھی کوئی بات نہیں ــــ بس جیلنی کی بے باک باتوں نے میرا موڈ خراب کر دیا اور میں اٹھ کر چلا آیا" ــــ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم فلیٹ پر تو اب آ رہے ہو" ــــ صفدر نے غور سے تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس ویسے ہی آوارہ گردی کرتا رہا" ــــ تنویر نے نظریں بچاتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں ــــ اس لئے میرے سامنے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ــــ ویسے اتنا مجھے معلوم ہے کہ تم دو بار ہوٹل شبستان میں گئے ــــ لفٹ کے ذریعے اوپر گئے اور پھر واپس آتے۔

www.urdukorner.com

وہاں میرا ایک دوست بیرہ ہے جو تمہیں بھی جانتا ہے۔ لیکن یہ دونوں چکر تم نے اس وقت لگائے جب سبزہ زار میں دعوت جاری تھی ____ دعوت کے اختتام پر تم وہاں نہیں گئے ____ لفٹ کے ذریعے اوپر جانے سے ایک ہی مطلب نکلتا ہے کہ تم جینی کے کمرے میں گئے تھے۔ لیکن جینی اس وقت سبزہ زار میں موجود تھی ____ یہ چکر کیا ہے اور میں آیا بھی یہاں اسی چکر میں ہوں" ____ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ تو تم میری باقاعدہ جاسوسی کرتے رہے ہو" ____ تنویر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی ناگواری موجود تھی۔

"اسے جاسوسی نہیں کہا جاتا ____ میں تم سے عمر میں بڑا ہوں اس لئے بڑے بھائی کے ناطے سے مجھے یہ حق ہے کہ چھوٹے بھائیوں کا خیال رکھوں" ____ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا بڑے بھائی! ___ بے حد شکریہ! ____ اب مجھے نیند آ رہی ہے اگر اجازت ہو تو سو جاؤں" ____ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسی کیا بات ہو گئی ہے تنویر! ___ کہ اب تم مجھ سے بھی چھپا رہے ہو" ____ صفدر نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے بات کیا ہونی ہے ____ تم تو خوا مخواہ سنجیدہ ہو گئے ہو" ____ تنویر نے کہا۔

"تو پھر ساری بات تفصیل سے بتاؤ ____ تم جینی کے کمرے

میں کیوں گئے تھے اور چکر کیا ہے ____؟ دعوت ختم ہوتے کافی دیر ہو گئی ہے ____ اس دوران تم کہاں رہے" ____ صفدر نے پوچھا۔

"یار تم تو واقعی پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ جاتے ہو ____ بس یوں سمجھو کہ ویسے ہی جھک مارتا رہا" ____ تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں اسی جھک کی تفصیلات ہی تو سننے آیا ہوں" ____ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری دلچسپی کی اس میں کوئی بات نہیں ہے۔ بے فکر رہو" ____ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں ضرور ہو گی ____ کیونکہ تم نے وہ میجک شو نہیں دیکھا ____ جینی نے بھی اس شو میں حصہ لیا تھا ____ اور مجھے شک ہے کہ جینی اور پروفیسر لے۔ بی۔ سی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں ____ اور جینی جس طرح سارے لوگوں کو چھوڑ کر ہمارے پاس آ بیٹھی تھی مجھے اس نے چونکا دیا ہے ____ پھر جینی کی گفتگو ____ اس کی تیز طراری اور اس کے انداز بتا رہے ہیں کہ وہ کوئی سیدھی سادھی لڑکی نہیں ہے ____ اس لئے جب مجھے پتہ چلا کہ تم جینی کے کمرے میں گئے ہو تو میں نے سوچا کہ تم سے بات ہو ہی جائے" ____ صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ تو تم اپنی اسی جاسوسی والی حس کے چکر میں یہاں آئے ہو ____ تمہیں اور عمران دونوں کو جاسوسی کا مرض ہو گیا ہے

www.urdukorner.com

سیدھی سادھی بات میں بھی جاسوسی کا چکر نکال لیتے ہو ــــ ویسے تمہارا یہ خیال درست ہے کہ جینی اور پروفیسر کا آپس میں تعلق ہے" ــــ تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! ــ کس طرح ــ؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا" ــ؟ صفدر نے چونک کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں پوری تفصیل بتانی پڑے گی" ــــ تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دعوت سے نکل کر جینی کے کمرے میں جانے، وہاں ٹیلی ویو بٹن لگا لے اور پھر واپس آنے تک تمام تفصیلات حرف بحرف اسے سنا دیں۔

"وہ بٹن ابھی وہیں ہے" ــــ؟ صفدر نے پوچھا۔

"ہاں! ــ ظاہر ہے۔ اب رات کو تو میں کمرے کے اندر جا نہیں سکتا ــــ کل کسی وقت جاؤں گا جب جینی کمرے سے باہر ہو گی اور بٹن اتار لاؤں گا" ــــ تنویر نے جواب دیا۔

"وہ رسیونگ سیٹ کہاں ہے" ــــ؟ صفدر نے پوچھا۔

"میری کار میں پڑا ہے ــ کیوں" ــــ؟ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اُسے صفدر کی اس قدر دلچسپی کی وجہ سمجھ میں نہ آ رہی تھی کیونکہ اس کے نزدیک تو ان باتوں میں دلچسپی کی کوئی وجہ سمجھ میں نہ آئی تھی۔

"ضرور کوئی لمبا کھیل کھیلا جا رہا ہے ــــ نواب شہریار خان کو میں جانتا ہوں ــــ قصبہ طور خان کے قریب اس کی حویلی ہے جس کے گرد بہت گھنا باغ ہے ــــ عمران کے والد کی آبائی

زمینیں بھی وہیں ہیں سر رحمان اور نواب شہریار خان کے درمیان بڑے گہرے تعلقات ہیں اور آجکل عمران بھی وہیں گیا ہوا ہے ــــ اور ایک بات اور بھی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ ہوٹل شبستان نواب شہریار خان کی ملکیت ہے اور آج وہ دعوت میں بھی موجود تھا" ــــ صفدر نے کہا۔

"کمال ہے ــ تمہیں اتنی ساری معلومات کیسے مل گئیں ــ؟ کیا تم نواب شہریار خان کی انکوائری کرتے رہے ہو" ــــ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس ایک دفعہ عمران سے ان کی آبائی زمینوں کے متعلق بات چھڑ گئی تھی تو عمران نے ہی نواب شہریار خان کے متعلق بتایا تھا اور ہوٹل شبستان میں چونکہ میرا دوست کام کرتا ہے اس لئے اسی نے مجھے بتایا تھا" ــــ صفدر نے جواب دیا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔

"اچھا ہو گا یار! ــ ویسے ایک بات کہوں ــ تم خوامخواہ اس جھگڑے میں ٹانگ نہ اڑا دینا۔ اچھے بھلے فارغ وقت گذر رہا ہے۔ پھر خوامخواہ کی دوڑ دھوپ شروع ہو جائے گی" ــــ تنویر نے کہا۔

"کیا مطلب! ــ کیا تم اب کام سے بھی کترانے لگے ہو" ــــ؟ صفدر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں! ــ میرا یہ مطلب نہیں ہے ــ لیکن میں کم از کم آبیل مجھے مار کا قائل نہیں ہوں ــ اگر کوئی چکر ہو گا تو

www.urdukorner.com

ایکسٹو کو خود ہی علم ہو جائے گا ــــ اور پھر وہ عمران بھی تو وہاں گیا ہوا ہے۔ اس کی ناک ایسے معاملات میں بہت تیز ہے ــــ ہو سکتا ہے اُسے کسی چکر کی خوشبو آجائے۔ وہ خود ہی نمٹ لے گا" ــــ تنویر نے کہا۔

"یہ بات نہیں تنویر! ــــ یہ بات ہمارے فرائض میں شامل ہے کہ ہم اگر کسی جرم کی بُو سونگھیں تو اس کے متعلق پوری چھان بین کریں ــــ مجھے ایکسٹو سے بات کرنی ہوگی" ــــ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔ تنویر بُرا سا منہ بنا کر رہ گیا۔ اب وہ دل ہی دل میں پچھتا رہا تھا کہ خوامخواہ وہ جینی کے کمرے کے چکر میں اُلجھ بیٹھا۔

"ایکسٹو" ــــ صفدر کے نمبر گھماتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب تنویر کے فلیٹ سے ــــ ایک اطلاع ہے" ــــ صفدر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ اس نے تنویر کے فلیٹ کا حوالہ اس لئے دیا تھا کہ وہ تنویر کا فون استعمال کر رہا تھا۔

"کیسی اطلاع! ــــ کھل کر بات کرو" ــــ ایکسٹو نے کہا اور صفدر نے ہوٹل شبستان کے سبزہ زار میں ہونے والی دعوت کا ذکر شروع کر دیا۔ وہ ایکسٹو کو پورا پس منظر بتانا چاہتا تھا۔

"تم تنویر کی اس چیکنگ کے متعلق بتانا چاہتے ہو جو اس نے جینی کے کمرے میں ٹیلی ویژن لگا کر کی ہے" ــــ ایکسٹو نے اس کی بات کاٹتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا تو صفدر اور ساتھ

بیٹھے ہوئے تنویر دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ ایکسٹو ان سب باتوں سے بھی واقف ہو سکتا ہے۔

"ج ــ ج ــ جناب آپ ــــ" صفدر سے حیرت کی شدت کے باعث بات بھی نہ ہو سکی۔

"ہاں مجھے معلوم ہے ــــ میں ایسے معاملات میں بے خبر نہیں رہا کرتا ــــ جینی کولینز پہلے ہی میری نظروں میں ہے وہ سیکرٹ ایجنٹ ہے ــــ جینی یہاں کسی خاص چکر میں ہی آئی ہوگی اور دعوت میں جینی کولینز کا خاص طور پر تم لوگوں کے پاس آکر بیٹھنا قابل غور ہے ــــ اور پھر تنویر نے جو کام کیا ہے وہ واقعی خوب تھا ــــ گو تنویر کا اصل مقصد کچھ اور تھا۔ لیکن اس سے یہ فائدہ ہوا ہے کہ مجھے ان کے آئندہ پروگرام کا علم ہو گیا ہے۔ عمران چونکہ آجکل اتفاق سے طورخان ہی گیا ہوا ہے۔ اس لئے میں نے ٹرانسمیٹر پر اُسے ہدایات دے دی ہیں ــــ وہ وہاں ان لوگوں کو چیک کرے گا" ــــ ایکسٹو نے نرم لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تت ــ تو ــ آپ ــ اس دعوت میں شریک ــــ" صفدر نے اٹکتے اٹکتے پوچھا۔

"فضول باتیں مت کیا کرو صفدر! ــــ میرے فرائض کی جو نوعیت ہے اس کے لئے میرا ہر بات سے باخبر رہنا ضروری ہوتا ہے ــــ البتہ یہ ضروری نہیں کہ ہر جگہ میں خود موجود رہوں۔

www.urdukorner.com

پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مطلب صرف تم لوگوں کی ٹیم ہی نہیں ہے۔ یہ ایک وسیع تنظیم ہے ۔۔۔ اس لئے باخبر رہنے کے میرے اور بھی ذرائع موجود ہیں۔ بہرحال تم لوگوں نے ابھی کوئی حرکت نہیں کرنی ۔۔۔ اگر کوئی ہمارے مطلب کا کام نکلا تو میں خود ہی تمہیں آگاہ کر دوں گا" ۔۔۔ ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اور صفدر نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"یار! ۔۔۔ مجھے تو اب حقیقت میں اس ایکسٹو سے خوف آنے لگا ہے ۔۔۔ میں تصور کر رہا ہوں کہ اگر مجھ سے واقعی کوئی غلط کام ہو جاتا تو شاید ایکسٹو مجھے وہیں زندہ دفن کر دیتا ۔۔۔ اب تو میں اپنے سائے سے بھی ڈرنے لگ گیا ہوں" ۔۔۔ تنویر نے کندھے سکیڑتے ہوئے کہا وہ واقعی خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا۔

"ایکسٹو واقعی حیرت انگیز انسان ہے ۔۔۔ اس بار مجھے خود بھی تصور تک نہ تھا کہ ایکسٹو اس ساری کارروائی کے بارے میں پہلے سے جانتا ہوگا ۔۔۔ تمہیں کہیں اس کی موجودگی کا احساس ہوا تھا" ۔۔۔ صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"قطعی نہیں ۔۔۔ میں عقبی گلی میں بالکل اکیلا تھا ۔۔۔ لیکن ایکسٹو کی باتوں سے تو ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ ریسونگ سیٹ پر ابھرنے والی ہر تصویر بھی خود دیکھتا رہا ہے اور آواز بھی سنتا رہا ہے جیسے وہ کار کے اندر میرے ساتھ بیٹھا رہا ہو" ۔۔۔ تنویر نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اب خود سوچو کہ وہ کیا چیز ہے ۔۔۔ بہرحال اچھا ہوا کہ میں نے اس سے بات کر لی ۔۔۔ ورنہ اگر ہم خاموش ہو جاتے تو ہو سکتا ہے ایکسٹو تم پر چڑھ دوڑتا کہ تم نے یہ کارروائی اس سے کیوں چھپائی" ۔۔۔ صفدر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو ۔۔۔ یہ اچھا ہی ہوا" ۔۔۔ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں ۔۔۔ خدا حافظ" ۔۔۔ صفدر نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

صفدر کے جانے کے بعد تنویر نے اٹھ کر فلیٹ کا بیرونی دروازہ اندر سے بند کیا اور اپنے بیڈ روم کی بڑھ گیا۔ اب وہ کپڑے تبدیل کر کے سونا چاہتا تھا۔

ابھی تنویر بیڈ روم میں داخل ہوا ہی تھا کہ بیڈ روم میں موجود ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ایک ہی ٹیلیفون کی مختلف ایکسٹینشن ہر کمرے میں موجود تھی تاکہ وہ کہیں بھی ہو ٹیلیفون کو فوری طور پر اٹینڈ کر سکے۔ تنویر نے جلدی سے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ۔۔۔ تنویر نے محتاط لہجے میں کہا۔

"تنویر! ۔۔۔ میں جولیا بول رہی ہوں ۔۔۔ سو تو نہیں گئے تھے" دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی اور جولیا کی آواز سن کر تنویر کا چہرہ کھل اٹھا۔

"ارے نہیں ۔۔۔ ابھی جاگ رہا ہوں" ۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

www.urdukorner.com

" کیوں ـــــ جینی کی وجہ سے نیند نہیں آرہی" ـــــ جولیا نے پھبتی کستے ہوئے کہا۔

" ارے لعنت بھیجو جینی پر ـــــ وہ خوامخواہ اپنی اہمیت جتا رہی تھی ـــــ وہ اتنی حسین نہیں ہے جتنی وہ اپنے آپ کو پوز کر رہی تھی" ـــــ تنویر نے کہا۔

" اچھا ! ـــــ لیکن وہاں تو تمہاری نظریں اس سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں" ـــــ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ایسی بات نہیں جولیا ! ـــــ میں دراصل اُسے پہچان رہا تھا۔ کیونکہ مجھے اس کی شکل دیکھی ہوئی لگتی تھی ـــــ اور وہ یہ سمجھی کہ میں اس کے حسن کی وجہ سے اُسے تاڑ رہا ہوں" ـــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" دیکھی ہوئی تھی ـــــ کیا مطلب ـــــ میں سمجھی نہیں ـــــ کہاں دیکھا تھا تم نے اسے" ـــــ ؟ جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔

" ابھی صفدر میرے پاس سے اُٹھ کر گیا ہے ـــــ وہ یہ بات تاڑ گیا تھا اس لئے وہ مجھ سے یہی پوچھنے آیا تھا ـــــ گو میں نے اُسے تفصیل بتا دی ہے لیکن اصل بات میں گول کر گیا ـــــ بہرحال تم سے تو کوئی بات نہیں چھپائی جا سکتی ـــــ تنویر اپنی اہمیت جولیا پر جتانے کے لئے ساری بات کو ایک نیا زاویہ دینے کی کوشش کر رہا تھا۔

" میں سمجھی نہیں ـــــ تفصیل بتاؤ کیا چکر ہے" ـــــ جولیا نے کہا اور پھر تنویر نے اُسے بتایا کہ اُسے معلوم ہے کہ جینی سوئٹزرلینڈ

کی کسی سرکاری ایجنسی کی ایجنٹ ہے اور اسی وجہ سے وہ دعوت ختم ہونے سے پہلے اٹھ گیا اور پھر اس نے جینی کے کمرے میں ٹیلی ویو بٹن لگا کر اس کی بات چیت ریکارڈ کی۔ اس طرح اس کے آئندہ پروگرام کے بارے میں علم ہو گیا ـــــ اور پھر وہ فلیٹ میں آیا تاکہ یہاں ٹیلیفون پر تم سے بات کرے۔ لیکن صفدر یہاں پہلے ہی موجود تھا ـــــ صفدر نے جب تفصیل سنی تو اس نے ایکسٹو سے بات کی۔ لیکن ایکسٹو پہلے سے ہی اس ساری کارروائی سے واقف تھا۔

" اوہ ! ـــــ تو تم لوگ بالا بالا ہی سارے کام کر رہے ہو ـــــ مجھے کسی نے اشارہ تک نہیں دیا ـــــ ایکسٹو کیا سمجھے گا کہ میں اس کی نمبر ٹو ہوں۔ لیکن میں سب سے زیادہ غافل رہتی ہوں" ـــــ جولیا کے لہجے میں شدید افسوس تھا۔

" میں تو تم سے ہی بات کرتا ـــــ لیکن صفدر درمیان میں ٹپک پڑا ـــــ اور پھر اس نے خود ہی ایکسٹو سے بات کی۔ حالانکہ میں نے تو اُسے کہا تھا کہ پہلے تم سے بات کرے" ـــــ تنویر نے اپنے نمبر بناتے ہوئے کہا۔

" تمہارا شکریہ تنویر ! ـــــ تم واقعی میرے حق میں بے حد مخلص ہو ـــــ اسی لئے میں دل سے تمہاری قدر کرتی ہوں۔ اور اب مجھے یہ بھی یقین ہو گیا ہے کہ تم کسی صورت بھی عمران سے کم ذہین اور فرض شناس نہیں ہو ـــــ باقی میں خود صفدر سے بات کر لوں گی کہ اس نے مجھے اہمیت کیوں نہیں دی" ـــــ جولیا نے

www.urdukorner.com

کہا تو تنویر کا سینہ خوشی اور فخر سے پھول گیا۔

"شکریہ مس جولیانا ___ میں تو بس تمہارا خادم ہوں ___ ہاں! ایک بات کا خیال رکھنا، صفدر سے میرا ذکر نہ کرنا ورنہ وہ خوامخواہ مجھ سے کٹنا شروع ہو جائے گا" ___ تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ میں خیال رکھوں گی" ___ جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

تنویر نے بڑے مسرت بھرے انداز میں ہنستے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کا موڈ بے حد خوشگوار ہو گیا تھا۔ وہ گنگناتا ہوا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس بدل سکے۔

بلیک زیرو بھی ہوٹل شبستان کے سبزہ زار کے افتتاح کی دعوت میں شریک تھا۔ اُسے سیکرٹ سروس کے ممبران کے وہاں جانے کا علم تھا کیونکہ جولیا نے جانے سے قبل اس سے رسمی اجازت لی تھی۔ جولیا اس معاملے میں بے حد اصول پسند تھی اس لئے ایک عام سے فنکشن میں جانے کے باوجود اس نے اجازت لینی ضروری سمجھی تھی۔ اور ظاہر ہے کوئی کام تو آجکل تھا ہی نہیں اس لئے بلیک زیرو انہیں وہاں جانے سے کیوں روکتا۔ البتہ اس نے خود بھی وہاں جانے کی تیاری کر لی تھی اور پھر وہ بھی اس دعوت میں شریک ہوا۔

وہ ممبران کے ساتھ والی ٹیبل پر تھا۔ لیکن ظاہر ہے ممبران تو اُسے پہچانتے ہی نہ تھے۔ البتہ وہ ان کی باتیں سن رہا تھا۔ اور دیکھ بھی رہا تھا۔ پھر جینی کے وہاں آنے کا منظر بھی اس نے دیکھا

www.urdukorner.com

اور اس کے بعد تنویر کی وارفتگی اور جینی کے بے باک فقرے بھی اس نے سُنے۔ اس کے بعد تنویر کو اٹھ کر وہاں سے جاتے بھی اس نے دیکھا۔ اسی لمحے اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ تنویر کی اس بات پر کھنچائی کرے گا۔ کیونکہ اُسے خود بھی تنویر کی یہ حرکت پسند نہ آئی تھی۔ یہ واقعی گھٹیا پن تھا۔

دعوت کے اختتام پر وہ سیکرٹ سروس کے ممبران سمیت باہر آیا اور پھر اُسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تنویر کی کار موجود نہ ہے چنانچہ وہ وہاں سے دانش منزل آ گیا۔ اور یہاں آتے ہی اس نے تنویر کے فلیٹ پر فون کیا۔ لیکن ادھر سے کسی کے فون نہ اٹھانے پر وہ چونک پڑا۔ فون نہ اٹھانے کا مطلب تھا کہ تنویر فلیٹ پر موجود نہیں ہے۔ حالانکہ تنویر دعوت ختم ہونے سے کافی پہلے اٹھ آیا تھا اس لئے وہ سوچنے لگا کہ تنویر کو لازماً فلیٹ پر ہونا چاہیئے۔ لیکن وہ فون کیوں اٹنڈ نہیں کر رہا۔ چنانچہ اس نے ممبران کے فلیٹ میں نصب خفیہ چیکنگ نظام آن کیا۔ یہ ایسا نظام تھا جس کی مدد سے وہ دانش منزل میں بیٹھے بیٹھے تمام ممبران کے فلیٹ کا جائزہ بھی لے سکتا تھا۔ اور وہاں ہونے والی تمام کارروائی اور بات چیت بھی سن سکتا تھا۔ عمران نے یہ نظام کسی ایمرجنسی کو ڈیل کرنے کے لئے نصب کیا تھا اور ممبران میں سے کسی کو اس کا علم نہ تھا۔ اور ویسے بھی اب تک اس نظام سے کام لینے کا موقع نہ آیا تھا لیکن اب بلیک زیرو نے صرف یہ دیکھنے کے لئے کہ کیا تنویر فلیٹ میں موجود ہو کر ٹیلیفون اٹنڈ نہیں کر رہا۔ یا وہ ابھی تک وہاں پہنچا ہی نہیں

——— اور اسی لمحے اُسے تنویر کے فلیٹ میں صفدر داخل ہوتا دکھائی دیا تو وہ چونک پڑا۔ کیونکہ یہ ایک خلاف معمول بات تھی۔

صفدر نے کچن میں چائے بنائی اور پھر وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھ گیا۔ تنویر واقعی فلیٹ میں موجود نہ تھا۔ اب بلیک زیرو اسی اُدھیڑ بُن میں پڑ گیا کہ صفدر اپنے فلیٹ میں جانے کی بجائے تنویر کے فلیٹ میں کیوں آیا ہے۔ عمران نے اُسے ہدایت کی ہوئی تھی کہ وہ ممبران کے متعلق وقتاً فوقتاً چیکنگ کرتا رہا کرے تاکہ ان کے درمیان ہونے والی بات چیت اور ان کی حرکات سے واقف رہ سکے کیونکہ یہ لوگ کسی بھی وقت ایکسٹو کی نقاب کشائی کا پہلے کی طرح پھر کوئی پلان بنا سکتے تھے اور ویسے بھی ممبران پر ایکسٹو کا رعب قائم رکھنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ ان کی ذاتی زندگی سے واقف رہا جائے تاکہ کسی بھی وقت اس کا ریفرنس دے کر انہیں نہ صرف حیران کیا جائے بلکہ نفسیاتی طور پر ان پر یہ خوف بھی غالب رہے کہ ایکسٹو ہر بات سے باخبر رہتا ہے۔

پھر تنویر فلیٹ میں آیا اور اس کے بعد ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت نے واقعی بلیک زیرو کو چونکا دیا تھا۔ تنویر کی بتائی ہوئی تفصیل سے بلیک زیرو کو تنویر کی حرکتوں کا علم ہوا۔ اس کے بعد صفدر نے جب تنویر کو نواب شہریار خان کے متعلق تفصیلات بتائیں تو اُسے احساس ہوا کہ واقعی جینی کسی خاص چکر میں ہے۔ ورنہ وہ خود بھی نواب شہریار خان کے متعلق کچھ نہ جانتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب صفدر نے اُسے کال کیا تو اس نے ان

[illegible] کے لئے [illegible] کا شہرۂ آفاق ناول پڑھیئے (ڈائریکٹر۔ ایکسٹو کون؟)

www.urdukorner.com

پھر رعب ڈالنے کے لئے ان سے ہی سنی ہوئی تفصیل انہیں واپس بتا دی۔ اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ اس نے عمران کو کہہ دیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے اُسے تو صفدر سے ہی علم ہوا تھا کہ عمران کے والد کی آبائی زمینیں بھی وہیں ہیں جہاں نواب شہریار خان رہتا ہے چنانچہ اس نے صفدر کی کال سننے کے بعد وہ سسٹم آف کیا اور اٹھ کر ٹرانسمیٹر روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب پہلی فرصت میں عمران سے بات کرنا چاہتا تھا۔

عمران جاتے ہوئے اپنے ساتھ ٹرانسمیٹر لے گیا تھا۔ اور بلیک زیرو کو کہہ گیا تھا کہ اگر کوئی اہم بات سامنے آئے تو وہ اُسے ضرور اطلاع دے۔ چند لمحوں کی کوششوں کے بعد عمران سے اس کا رابطہ قائم ہو گیا۔ عمران نے اس کی کال کیچ کر لی تھی۔

"ہیلو! ــــ عمران بول رہا ہوں ــــ خیریت ہے۔ اوور"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی عمران کی آواز سنائی دی۔ اور بلیک زیرو نے شروع سے لے کر آخر تک تمام تفصیل عمران کو بتا دی۔

"اوہ جینی کولینز ــــ تم نے اُسے دیکھا ہے۔ اس کا حلیہ بتاؤ۔ اوور" ــــ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا تو بلیک زیرو نے اس کا حلیہ بتا دیا۔

"تم نے تو ویسے ہی رعب جھاڑنے کے لئے اسے سیکرٹ ایجنٹ کہا تھا بلیک زیرو! ــــ لیکن درحقیقت بات درست ہے اور جینی سوئٹزرلینڈ کی معروف سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ لائبریری میں اس کی فائل موجود ہے ــــ اور شاید تمہیں یاد نہیں رہا ــــ ایک بار وہ

وائٹ سرکل والے کیس میں یہاں پاکیشیا آ بھی چکی ہے۔ اوور" ــــ عمران نے اُسے بتایا۔

"اوہ! ــــ آپ کا مطلب ہے وہ وائٹ سرکل کے چیف کی سیکرٹری رہ چکی! ــــ وہ یہی جینی تھی ــــ ہاں بالکل ــــ اب مجھے اچھی طرح یاد آ رہا ہے ــــ بالکل یہی تھی۔ اور وائٹ سرکل کا چیف تو مارا گیا تھا ــــ لیکن یہ اچانک ہی غائب ہو گئی تھی۔ اس کے بعد اب وہ دوبارہ پاکیشیا آئی ہے۔ اوور" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"بالکل بالکل! ــــ تمہاری یادداشت بھی واقعی غضب کی ہے بلیک زیرو! ــــ ورنہ اتنی جلدی بھلا تمہیں کیسے یاد آ جاتا۔ اوور"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو اس کی طنز پر کٹ کر رہ گیا۔

"عمران صاحب! ــــ اب آپ جیسے سپر مائنڈ کا تو میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اوور" ــــ بلیک زیرو نے پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔ لہجہ بھی کھسیانہ سا تھا۔

"سپر مائنڈ! ــــ واہ اچھا نام ہے کسی جاسوسی ناول کا ــــ بہرحال تم نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع دے دی ہے ــــ میں تو کل صبح واپس آنے والا تھا۔ کیونکہ یہاں شادی کی تقریب ختم ہو گئی ہے ــــ لیکن اب مجھے یہاں مزید رہنا پڑے گا ــــ ٹھیک ہے میں ان لوگوں کو چیک کر لوں گا ــــ اور اگر ضرورت پڑی تو تم سے بات بھی کر لوں گا ــــ اوور اینڈ آل" ــــ عمران

www.urdukorner.com

نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اٹھ کر لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ جینی کولینز کی فائل دیکھ سکے۔ ویسے وہ دل ہی دل میں ابھی تک سخت شرمندہ تھا کہ اس کے ذہن میں پہلے یہ بات کیوں نہیں آئی کہ وہ جینی کو وائٹ سرکل میں دیکھ چکا ہے۔ حالانکہ اس نے اسے اپنی آنکھوں سے یہاں دعوت میں دیکھا تھا۔ جب کہ عمران صرف حلیہ اور نام سن کر ہی پہچان گیا تھا۔

لائبریری کی طرف بڑھتے ہوئے وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ عمران کا دماغ واقعی سپر مائنڈ ہے جس کا مقابلہ کرنا اس کے تو کیا کسی کے بس کا بھی روگ نہیں ہے۔

بلیک زیرو کی کال ملنے کے بعد عمران نے اپنے طور پر نواب شہریار خان اور اس کی اکلوتی بیٹی بانو کے متعلق اس انداز میں انکوائری کی کہ جینی نواب شہریار خان اور اس کی بیٹی کا روپ دھار کر آخر کونسا مشن مکمل کرنا چاہتی ہے۔ لیکن اسے ایسا کوئی کلیو نہ مل سکا۔

نواب شہریار خان ایک سنکی بوڑھا تھا۔ اور شاذونادر ہی اپنی حویلی سے باہر جاتا تھا۔ البتہ ہوٹل شبستان کے سبزہ زار کی افتتاحی دعوت میں وہ شریک تھا۔ جب کہ اس کی بیٹی بانو وہاں نہ گئی تھی۔ بانو بھی ایک لاڈلی اور تنک چڑھی لڑکی تھی جو اپنے مقابلے میں کسی کو کچھ نہ سمجھتی تھی اور ارد گرد کی آبادیوں میں اسے ظالم حسینہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ ویسے وہ مردانہ فنون میں ماہر تھی لیکن نہ اس کی کوئی سوسائٹی تھی اور نہ ہی وہ کہیں آتی جاتی تھی۔ البتہ سال میں

www.urdukorner.com

ایک بار وہ ضرور نواب شہریار خان کے ساتھ غیر ممالک کا چکر لگا آتی تھی اور بس۔ اس کے علاوہ اس کے شغل صرف گھوڑا سواری اور شکار تھے۔ آج تک چونکہ کسی مرد نے اس کی طرف بڑھنے کی کوشش ہی نہ کی تھی۔ اس لئے وہ کسی سے متاثر نہ ہوئی تھی اور سب لوگ اس کی تنک مزاجی سے خائف رہتے تھے اس لئے جب بھی وہ گھوڑا لے کر حویلی اور باغ سے باہر آتی تو اردگرد کے علاقہ میں موجود نوجوان بجائے اس کے سامنے آنے کے اُلٹا چھپ جایا کرتے تھے۔

سر رحمان اور نواب شہریار خان کے درمیان بڑی گہری دوستی تھی۔ لیکن اب یہ دوستی اور تعلقات صرف اس قدر رہ گئے تھے کہ جب سر رحمان اپنی آبائی زمینوں پر آتے تو وہ نواب شہریار خان سے ملنے ضرور جاتے۔ اور پھر دو تین گھنٹے وہاں لگا کر واپس آجاتے۔ اور اس کے بعد اسی طرح نواب شہریار خان بھی اپنی حویلی سے نکل کر ان کی حویلی میں آتے اور سر رحمان کے پاس دو تین گھنٹے بیٹھ کر واپس چلے جاتے۔

عمران چونکہ ایک طویل عرصے کے بعد زمینوں پر آیا تھا اس لئے نہ ہی نواب شہریار خان اس کی شکل سے شناسا تھے اور نہ ہی اس کی بیٹی بانو اُسے جانتی تھی۔ البتہ عمران نے بانو کو اکثر گھوڑے پر سیر کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ لیکن اس نے اس میں کوئی دلچسپی نہ لی تھی۔ لیکن بلیک زیرو کی کال ملنے کے بعد ــــ یہ دلچسپی قائم ہو گئی تھی۔

بلیک زیرو کی کال کے مطابق آج جیمنی کو اپنے ساتھیوں سمیت حویلی میں پہنچنا تھا۔ اس لئے عمران نے آج حویلی میں جانے کا پروگرام بنا لیا تھا اور پھر اسی پروگرام کے تحت وہ جان بوجھ کر بانو کے گھوڑے کے سامنے آیا اور اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ عمران کی توقع اور پروگرام کے عین مطابق تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اب بانو کا پارہ انتہا پر ہوگا اور اس طرح وہ کم از کم آسانی سے حویلی میں پہنچ سکے گا۔ ورنہ وہ سنکی نواب شہریار خان کو ایک ایک ہفتہ ملاقات کا وقت ہی نہ دیتا تھا اور ظاہر ہے اس کی اجازت کے بغیر اس باغ میں سے گذر کر حویلی تک پہنچنا ناممکن تھا۔

چنانچہ جب بانو کا گھوڑا سرپٹ دوڑتا ہوا واپس حویلی کی طرف چلا گیا تو عمران نے بندوق کاندھے سے لٹکائی اور ہاتھ میں کوڑا اٹھائے بڑے اطمینان سے نواب شہریار خان کی حویلی کی طرف چل پڑا۔

ابھی اس نے آدھا ہی راستہ طے کیا ہوگا کہ باغ کے پھاٹک سے دس گھوڑے سوار افراد کا دستہ برآمد ہوا۔ وہ سب مسلح تھے پھاٹک سے باہر آکر انہوں نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اسی لمحے ایک آدمی نے دور سے عمران کی طرف اشارہ کیا تو وہ سب گھوڑے دوڑاتے ہوئے عمران کی طرف بڑھے۔ ان کے آنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کو گھیرنا چاہتے ہوں۔ لیکن عمران اسی طرح بڑے اطمینان سے آگے بڑھتا رہا۔ چند لمحوں میں ہی گھوڑوں نے اس کے گرد گھیرا ڈال لیا۔

www.urdukorner.com

"تم ہی وہ نوجوان ہو جس نے نواب زادی بانو سے گستاخی کی ہے" ——— ایک گھوڑے سوار نے انتہائی کڑکدار لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نواب زادی!——— اوہ تو وہ نواب زادی تھی ——— یعنی نواب شہریار خاں کی صاحب زادی ——— لاحول ولا قوۃ ——— میں نے تو اس کی بڑی شہرت سن رکھی تھی ——— لیکن یہ نواب زادی تو بالکل ہی بچی ہے ——— یہ کوڑا اور بندوق وہ چھوڑ کر بھاگ پڑی تھی ——— یہ لے جاؤ اور اسے جا کر کہہ دو کہ اس طرح راہِ فرار اختیار کرنا نواب زادیوں کی شان نہیں ہوتی" ——— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کندھے سے بندوق اتار کر اس آدمی کی طرف اچھال دی جسے اس نے پکڑ لیا اور ساتھ ہی اس نے کوڑا بھی دوسرے ہاتھ سے پھینک دیا اور پھر اس طرح کندھے اُچکا کر واپس مڑنے لگا جیسے اُسے بڑی مایوسی ہوئی ہو۔

"ٹھہرو!——— تم کہاں جا رہے ہو ——— نواب صاحب نے تمہیں اپنے حضور طلب فرمایا ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ اگر تم رضامندی سے نہ آؤ تو تمہیں زبردستی اٹھا کر لے آئیں اور اگر تم مزاحمت کرو تو تمہیں گولی بھی ماری جا سکتی ہے" ——— بندوق جھپٹنے والے نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرے لئے گھوڑا لے آئے ہو" ——— عمران نے یکلخت رُک کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر موجود حماقت کے آثار یکلخت غائب ہو گئے تھے۔

"علیحدہ گھوڑا ——— وہ کیوں ———؟ ہم تمہیں پیدل چلا کر بھی لے جا سکتے ہیں ——— اور گھوڑے سے باندھ کر بھی لے جایا جا سکتا ہے" اس آدمی نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر رحمان کو جانتے ہو ——— ان میں چنگیزی خون ہے۔ اور میں انہی کا بیٹا ہوں۔ سمجھے! ——— اب اگر اس قسم کی زبان استعمال کی تو ———" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اوہ ——— آپ سر رحمان کے صاحبزادے علی عمران ہیں اوہ!——— واقعی آپ ———" اس آدمی کے چہرے پر یکلخت ہوائیاں سی اُڑنے لگیں۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوڑے سے اترا اور عمران کے سامنے رکوع کے بل جھک گیا۔

"اوہ جناب صاحبزادہ صاحب!——— مجھے معاف فرما دیجئے ——— میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا ——— میں نواب شہریار خان کے پاس آنے سے پہلے آپ کے ڈیڈی کا ہی ملازم تھا ——— میں نے بچپن میں آپ کو گود کھلایا ہے ——— اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں کبھی گستاخی کی جرأت نہ کرتا" ——— اس آدمی کا لہجہ یکلخت انتہائی فدویانہ ہو گیا۔

"ٹھیک ہے ——— معاف کر دیا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر حماقت کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے۔

"جناب!——— نواب صاحب اور ان کی صاحبزادی انتہائی غصے میں ہیں ——— آپ برائے کرم واپس چلے جائیں ——— میں ان سے

www.urdukorner.com

کہہ دُوں گا کہ آپ کو تلاش کیا گیا لیکن آپ نہیں ملے۔ اسی میں آپ کی بہتری ہے" ——— اس آدمی نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"اگر وہ غصے میں آسکتے ہیں ——— تو میں غصے میں کیوں نہیں آسکتا ——— وہ تو خالی خولی نواب ہیں جب کہ میرے جسم میں چنگیزی خون دوڑ رہا ہے ——— جاؤ ان دونوں سے کہہ دو کہ میں بھی غصے میں ہوں اس لئے وہ کہیں چھپ جائیں اسی میں ان کی بہتری ہے ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اب وہ واقعی ایک احمق سا نوجوان دکھائی دے رہا تھا۔

"جناب! ——— میں آپ کو کیسے سمجھاؤں" ——— اس آدمی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے ——— پہلے ہی میں نے بہت سمجھ لیا ہے ——— بڑی مشکل سے تو اسکول، کالج اور یونیورسٹی والوں کے سمجھانے سے جان چھڑائی ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ——— آپ چلیں ——— مجھے خود ہی کچھ کرنا ہوگا ——— اسلم" ——— اس آدمی نے مڑ کر ایک گھوڑے سوار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"حکم کاردار صاحب" ——— اسلم نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"گھوڑا صاحبزادہ صاحب کے لئے خالی کر دو اور تم پیدل حویلی آؤ" ——— کاردار نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اسلم جلدی سے گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔

"تشریف رکھیئے صاحبزادہ صاحب! ——— گھوڑا حاضر ہے"۔ کاردار نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ گھوڑا! ——— یہ تو مجھے کوئی خطرناک قسم کا گھوڑا لگ رہا ہے دیکھا نہیں اس کی آنکھوں میں کتنی چمک ہے ——— اور پھر یہ مجھے گھور بھی رہا ہے جیسے کہہ رہا ہو کہ تم میری پشت پر بیٹھو تو سہی۔ پھر دیکھو میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں" ——— عمران نے خوفزدہ سے انداز میں اور سہمے ہوئے لہجے میں ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور کاردار اور اس کے ساتھی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب! ——— یہ اصیل گھوڑا ہے۔ اسلم! صاحبزادہ صاحب کو بٹھانے میں مدد کرو" ——— کاردار نے اسلم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے کمال ہے ——— مجھے بٹھانے میں اس نے کیا مدد کرنی ہے ——— میں خود ہی بیٹھ جاتا ہوں ——— اب میں اتنا بوڑھا بھی نہیں ہوں کہ کسی کی مدد کے بغیر بیٹھ بھی نہ سکوں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ بڑے اطمینان سے نیچے گھاس پر بیٹھ گیا۔

کاردار تو خاموش رہا۔ البتہ باقی ساتھیوں کے حلق سے بے اختیار ہنسی نکل گئی۔ کاردار عمران کی اس حرکت سے سخت پریشان لگ رہا تھا۔

"ارے جناب! ——— میرا مطلب تھا کہ آپ گھوڑے پر بیٹھیں۔ اسلم! ——— گھوڑا صاحب کے قریب لے آؤ" ——— کاردار نے زچ

www.urdukorner.com

ہوتے ہوئے کہا اور اسلم مسکراتا ہوا گھوڑے کو لے کر عمران کے قریب آگیا۔

" لیکن یہ گھوڑا تو مجھ سے اونچا ہے ـــــ اسے بٹھاؤ گے تو میں اس پر بیٹھوں گا ـــــ یا پھر کوئی سیڑھی لے آؤ" ـــــ عمران شاید جان بوجھ کر انہیں زچ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

" صاحبزادہ صاحب! ـــــ خدا کے واسطے مجھ غریب پر رحم فرمایئے میں آپ کے والد کا نمک خوار ہوں" ـــــ کاردار نے اس بار باقاعدہ عمران کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔

" اچھا! ـــــ نمک بھی کھایا تھا تم نے ـــــ واہ! اس کا تو مجھے علم ہی نہ تھا ـــــ اس لئے ڈیڈی آجکل نمک کھاتے ہی نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بلڈ پریشر میں نمک نہیں کھایا جاتا ـــــ یہ تو مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ نمک تو سارا تم کھا گئے تھے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اچھل کر گھوڑے کی پشت پر بیٹھ گیا۔ کاردار نے اس طرح آسمان کی طرف دیکھا جیسے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہو۔ دوسرے لمحے وہ پھرتی سے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پھر اس نے گھوڑے کو حویلی کی طرف موڑ دیا۔ عمران بھی خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑا۔

" یہ بتاؤ نمک خوار صاحب! ـــــ یہ نواب کیسا آدمی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ بڑا سنکی سا بوڑھا ہے" ـــــ عمران نے ذرا اونچی آواز میں کہا۔

" اوہ جناب! ـــــ خدا کے لئے یہ الفاظ ان کے سامنے نہ کہہ دیجئے ـــــ وہ ایک لمحہ توقف کئے بغیر گولی مار دیں گے" ـــــ کاردار

نے بری طرح گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" واہ! ـــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــــ میں انہیں ایک لمحہ تو لازماً توقف کرنے پر مجبور کر دوں گا ـــــ آخر میرے اندر چنگیزی خون ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" دیکھیئے! ـــــ آپ کو شاید علم نہ ہو ـــــ نواب صاحب سر رحمان کے بڑے گہرے دوست ہیں۔ اس لئے آپ بھی ان کا اسی طرح ادب کیجئے گا جس طرح اپنے والد کا کرتے ہیں" ـــــ کاردار نے ایک دوسرے زاویے سے عمران کو سمجھانا شروع کیا۔ تو عمران اس کی بات سن کر دل ہی دل میں بے اختیار مسکرا دیا۔ اب وہ اس کاردار کو کیا بتاتا کہ وہ سر رحمان کا کتنا ادب کرتا ہے۔

" اچھا چلو ٹھیک ہے ـــــ میں نواب کے ساتھ بالکل وہی سلوک کروں گا جو میں ڈیڈی کے ساتھ کرتا ہوں ـــــ لیکن ایک بات ہے کہ کہیں نواب صاحب تو میرے ساتھ وہ سلوک نہ کرنا شروع کر دیں گے جو ڈیڈی میرے ساتھ کرتے ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔

" ظاہر ہے جناب! ـــــ جب آپ ان کو اپنے والد کی جگہ سمجھیں گے ـــــ تو وہ بھی آپ کو بیٹے کی طرح ہی سمجھیں گے" ـــــ کاردار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" چلو دیکھ لیتے ہیں" ـــــ عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔ اور پھر گھوڑے پھاٹک میں داخل ہوتے اور درمیانی سڑک سے گذر کر وہ حویلی کے صحن میں داخل ہو گئے۔

صحن میں داخل ہونے سے قبل ہی کاردار اور اس کے ساتھ

www.urdukorner.com

ساتھی گھوڑوں سے نیچے اُتر آئے۔ لیکن عمران اسی طرح گھوڑے پر بیٹھا رہا۔

"نیچے تشریف لے آیئے جناب! ——— حویلی آگئی ہے" ——— کاروار نے آگے بڑھ کر عمران کے گھوڑے کی راس پکڑتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یار! ——— تم بھی عجیب آدمی ہو ——— کبھی کہتے ہو اوپر بیٹھ جاؤ اور کبھی کہتے ہو نیچے اُتر آؤ ——— ایک بات پر تو قائم رہا کرو" ——— عمران نے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا اور پھر گھوڑے سے نیچے اُتر آیا۔

"آیئے" ——— کاروار نے کہا اور پھر عمران کو ساتھ لئے حویلی کے بڑے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔

حویلی کے وسیع و عریض صحن کے سامنے اصل عمارت کا کھلا اور فراخ برآمدہ تھا۔ جس کے سامنے ایک طویل شیڈ تھا۔ جس کے نیچے اونچی نشست کی کرسیوں پر بوڑھا نواب شہریار خان اور ساتھ ہی اس کی بیٹی بانو بیٹھی ہوئی تھی۔ بانو نے لباس بدلا ہوا تھا۔ عمران کو کاروار کے ساتھ اندر داخل ہوتے دیکھ کر بانو یکلخت اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"یہی ہے ——— اباجان! ——— یہی ہے وہ جس نے میری توہین کی ہے" ——— بانو نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ہوں! ——— تو یہ ہے وہ" ——— نواب شہریار خان نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ وہ بڑے غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ جو بڑا معصوم سا چہرہ لئے بڑے اطمینان سے ان کی طرف

بڑھا چلا آرہا تھا۔

"یہ تو مجھے شکل سے بالکل احمق نظر آرہا ہے جب کہ تم کہہ رہی ہو کہ یہ بڑا ہوشیار اور پھرتیلا آدمی ہے" ——— نواب شہریار خان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— اس کی شکل پر نہ جایئے ——— یہ دیکھنے میں ایسا ہی لگتا ہے لیکن ———" بانو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے عمران ان کے سامنے پہنچ گیا۔

"السّلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ یا نواب عالم تاب ——— آفتاب ماہتاب ——— آب و تاب ——— بہ رسر خاب نہیں نہیں جس کا جواب ——— ہمیشہ رہتے ہیں ——— شائد آپ پا بہ رکاب مجھ سے ملنے کے لئے شائد آپ سخت بے تاب ———" عمران کی گردان شروع ہو گئی۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو ——— شٹ اپ" ——— نواب شہریار خان سے اپنے لئے جب مزید القاب برداشت نہ ہو سکے تو وہ بُری طرح چیخ پڑے۔

"جناب! ——— آپ کا نہ ہو خانہ خراب ——— نیکی کریں گے تو ملے گا ثواب ——— نہ کریں گے تو اُڑ جائے گا سرخاب ——— اور آپ رہ جائیں گے خالی نواب کے نواب" ——— عمران کی زبان ایک نئے انداز میں شروع ہو گئی۔

نواب شہریار خان کا چہرہ غصے کی شدت سے اس قدر تپ گیا جیسے اس کے چہرے سے خون ٹپکنے ہی والا ہو۔

www.urdukorner.com

"جناب! ___ یہ سر رحمان کے صاحبزادے علی عمران ہیں" ۔ پیچھے کھڑے کاردار نے فوراً ہی لقمہ دیتے ہوئے کہا اور کاردار کی بات سن کر نواب شہریار خان کا چہرہ یکلخت نارمل ہو گیا اور ان کی آنکھوں سے حیرت کے آثار جھلکنے لگے۔

"تو ___ تو ___ تم علی عمران ہو ___ سر رحمان کے بیٹے ___ اوہ! ___ تو تم ہو وہ ناہنجار جس سے سر رحمان ہمیشہ تنگ رہتے ہیں" ___ نواب شہریار خان نے کہا۔

"معاف کیجیے ___ ناہنجار کا قافیہ ہے بے برگ و بار ___ شہریار" ___ عمران نے کہا اور نواب شہریار خان یا غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا ___ یا عمران کا یہ کاٹ دار فقرہ سن کر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب! ___ بڑے خوبصورت انداز میں طنز کیا ہے تم نے ___ خاصے ذہین لگتے ہو ___ آؤ بیٹھو ___ مجھے تو تم سے ویسے بھی ملنے کا بڑا اشتیاق تھا" ___ نواب نے ہنستے ہوئے ایک طرف پڑی خالی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور نواب کی ذہنی رو بدلتے دیکھ کر بانو نے بڑے برے منہ بنانے شروع کر دیئے۔

"ان کو شاید ملیریا ہو گیا ہے" ___ عمران نے کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے بانو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ملیریا! ___ کیا مطلب" ___ نواب شہریار خان نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ کونین جو چبا رہی ہیں" ___ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور نواب شہریار خان کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

"مجھے اجازت دیجیے ابا جان! ___ میں اندر جانا چاہتی ہوں" بانو نے عمران کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے والد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اور مجھے بھی اجازت دیجیے چچا جان! ___ میں باہر جانا چاہتا ہوں" ___ عمران نے بھی اسی لہجے میں کہا۔

"تم دونوں بیٹھو! ___ اور بیٹی بانو! ___ یہ ہمارے عزیز ترین دوست سر رحمان کے صاحبزادے ہیں ___ اور آج پہلی بار ہماری حویلی میں آئے ہیں ___ کیا تم انہیں ریسیو نہ کرو گی ___ اور سنو! ___ تم گذشتہ باتوں کو بھول جاؤ ___ اب مجھے تمہاری باتوں کا یقین آ گیا ہے۔ سر رحمان کے بیٹے کو اسی طرح کا ہونا چاہیے ___ سر رحمان بھی اس عمر میں ایسا ہی تھا ___ البتہ یہ شکل سے احمق لگتا ہے اور وہ ایسا نہ لگتا تھا" ___ نواب شہریار خان نے ہنستے ہوئے بانو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا کیا جائے انکل! ___ یہ کمی میں نے سنا ہے کہ آپ پوری کر دیا کرتے تھے" ___ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور نواب شہریار خان اس براہِ راست توہین کے باوجود کھل کھلا کر ہنس پڑے اور بانو حیرت سے انہیں دیکھنے لگی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ نواب شہریار خان ایسی بات پر ہنس بھی سکتے ہیں۔

"دیکھو صاحبزادے! ___ حدِ ادب سے باہر نہ نکلو ___ اچھا یہ

www.urdukorner.com

"بتاؤ کر تم آجکل کر کیا رہے ہو" ——؟ نواب شہریار خان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کو شاید رپورٹ تو مل چکی ہوگی —— یہ محترمہ پہلے مجھے اپنے گھوڑے سے کچلنے لگیں —— جب اتفاق سے میں وہاں سے بچ گیا تو انہوں نے کوڑے مار مار کر میری کھال اتارنے کی کوشش کی —— لیکن کوڑا شاید بہت بھاری تھا اس لئے اٹھ ہی نہ سکا۔ پھر انہوں نے بندوق استعمال کی —— لیکن نشانہ بے حد کچا تھا۔ اس لئے خطا ہو گیا —— اس کے بعد انہوں نے راہِ فرار اختیار کر لی —— تو جناب! —— آجکل تو میں یہ کر رہا ہوں —— باقی رہا کل —— تو کل آئے گی تو پتہ چلے گا" —— عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں نواب شہریار خان کے آجکل کا جواب دیتے ہوئے کہا

"مجھے تو اب تک سمجھ نہیں آرہی کہ تم بچ کیسے گئے —— ورنہ میرا نشانہ خطا ہو جاتے۔ یہ ناممکن ہے" —— بانو نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"کہاں بچ گیا ہوں بانو صاحبہ! —— بچ گیا ہوتا تو اپنے گھر نہ چلا جاتا" —— عمران نے کہا اور بانو نے یکلخت منہ پھیر لیا۔ وہ عمران کی بات کی تہہ تک پہنچ گئی تھی۔ نواب شہریار خان بے اختیار مسکرانے لگے۔

"اچھا تم لوگ باتیں کرو —— میں آنے والے مہمانوں کے بارے میں ملازموں کو ہدایات دے دوں —— وہ لوگ بس اب پہنچنے ہی والے ہوں گے" —— نواب نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے حویلی کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گئے۔

"یہ بات آپ نے کیسے کہی —— آپ سخت بدتمیز انسان ہیں"۔ نواب کے جانے کے بعد بانو نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ہلکا سا غصہ تھا۔

"اگر سچ کہنا بدتمیزی ہے —— تو پھر مجھے یہ لقب تسلیم ہے"۔ عمران نے ٹھیٹھ عاشقوں کے سے انداز میں کہا۔

"اوہ! —— تم حد سے بڑھتے جا رہے ہو —— سنو! میں ایسی باتوں کی عادی نہیں ہوں" —— بانو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ لیکن عمران اس کے چہرے کے تاثرات سے ہی پہچان گیا تھا کہ بانو بظاہر غصہ دکھا رہی ہے۔ لیکن دراصل اُسے یہ باتیں پسند آرہی ہیں اور عمران اس کی نفسیاتی وجہ بھی جانتا تھا کہ بانو جس ماحول میں پلی ہے اس میں سب اس کے سامنے جی حضوری ہی کر سکتے ہیں۔ منہ پر بات کرنے اور خاص طور پر اس کے حسن کی تعریف کرنے کی اب تک کسی نے بھی جرأت نہ کی تھی۔

"حد —— اچھا تو تمہاری کوئی حد بھی ہے —— واہ! میں نے تو سنا تھا کہ تمہاری حویلی اور باغ کی حد ہے۔ مگر نواب زادی بانو بھی حد رکھتی ہے" —— عمران نے جان بوجھ کر اس کا مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا۔

"یو شٹ اپ! —— نانسنس! —— تمہیں بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے" —— بانو غصے سے پھنکارتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے بانو بیٹی! —— کیا ہوا —— عمران! —— تم نے کوئی

www.urdukorner.com

"گستاخی تو نہیں کی" ___ اسی لمحے نواب شہریار خان نے قریب آتے ہوئے پوچھا۔ ان کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

"ابا جان! ___ یہ انتہائی بدتمیز اور گھٹیا آدمی ہے ___ میں صرف آپ کی وجہ سے اسے برداشت کر رہی تھی۔ لیکن ___" بانو نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا۔

"دیکھو عمران! ___ یہ ٹھیک ہے کہ تم میرے گہرے دوست کے بیٹے ہو ___ لیکن میں کسی گھٹیا آدمی کو اپنی حویلی میں برداشت نہیں کر سکتا" ___ سنکی نواب کی دماغی رو پلٹ گئی تھی۔

"تو ٹھیک ہے ___ آپ دونوں چلے جائیں ___ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے" ___ عمران نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"کک ___ کیا مطلب! ___ کیا تم ہم دونوں کو یعنی نواب شہریار خان اور اس کی بیٹی کو گھٹیا کہہ رہے ہو" ___ نواب شہریار خان کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔

"میں نے تو یہ لفظ آپ کی شان میں نہیں کہا ___ آپ خود ہی تو کہہ رہے ہیں کہ حویلی میں گھٹیا آدمی نہیں رہ سکتا ___ اب فیصلہ آپ خود کر لیجئے" ___ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ___ تمہاری یہ جرأت" ___ نواب شہریار خان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ خود تیزی سے حویلی کے اندر

کی طرف دوڑ پڑے۔

"وہ تمہیں گولی مار دیں گے ___ تم چلے جاؤ یہاں سے" ___ نواب شہریار خان کے اس طرح اندر دوڑنے سے بانو بھی گھبرا گئی۔ لہٰذا اس نے عمران کو ہمدردی کرتے ہوئے وہاں سے بھگانا چاہا۔ کیونکہ وہ اپنے باپ کی عادت اور اس کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھی۔

"میں کیوں جاؤں ___ میں کوئی گھٹیا ہوں ___ میرے اندر تو چنگیزی خون ہے ___ فاتح عالم کا خون" ___ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا اور بانو بے اختیار ہونٹ کاٹنے لگی۔

اسی لمحے نواب شہریار خان اندر سے بندوق اٹھائے نمودار ہوئے۔ غصے کی شدت سے ان کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اور سرخ و سفید چہرہ تپ کر شنگرفی ہو رہا تھا۔

"تمہاری یہ جرأت ___ کہ تم گستاخی کر سکو" ___ نواب شہریار خان نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا اور پھر بندوق کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔

"سوچ لیجئے! ___ ہوٹل شبستان کے تہہ خانوں میں اب بھی بہت بڑا اسٹاک برآمد ہو سکتا ہے" ___ عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"کک ___ کک ___ کیا کہہ رہے ہو" ___ عمران کا فقرہ سن کر نواب شہریار خان کا اٹھا ہوا ہاتھ بے اختیار جھک گیا اور ٹریگر پر حرکت کرنے والی انگلی اپنی جگہ پر ایسے رک گئی جیسے پتھر کی ہو گئی

www.urdukorner.com

ہو۔ نواب شہریار خان کے چہرے کا رنگ تیزی سے بدلنے لگا۔

بانو انتہائی حیرت بھرے انداز میں اپنے والد کی اس حالت کو دیکھ رہی تھی۔ اسے سمجھ نہ آ رہا تھا کہ آخر ہوٹل شبستان کے تہہ خانوں میں ایسی کیا چیز ہے جس نے نواب کی حالت بدل دی ہے۔

"میں یہ کہہ رہا تھا انکل! ۔۔۔ کہ ڈیڈی کے دوست تو میرے بزرگ ہوئے ۔۔۔ اور خطائے بزرگاں گرفتن خطا است" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ ہاں ۔۔۔ ہاں! ۔۔۔ بالکل! ۔۔۔ تم واقعی انتہائی فرمانبردار بچے ہو ۔۔۔ اوہ! ۔۔۔ میرے خیال میں مجھے غلط فہمی ہوئی تھی" ۔۔۔ نواب شہریار خان نے جھٹکا کھاتے ہوئے کہا۔ اور بندوق کو دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے عمران کی طرف بڑھا۔

"اباجان" ۔۔۔ بانو کے لہجے میں بے پناہ حیرت نمایاں تھی۔ یہ شاید اس کی زندگی کا سب سے بڑا حیرت انگیز واقعہ تھا۔

"بیٹی! ۔۔۔ یہ واقعی بہت فرمانبردار بچہ ہے ۔۔۔ سر رحمان کا لڑکا ہے ۔۔۔ اور سر رحمان میرا بے حد قریبی دوست ہے۔ ٹھیک ہے بیٹی! ۔۔۔ تم جاؤ ۔۔۔ میں ذرا اس سے سر رحمان کا حال چال پوچھوں گا ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ وہ مہمان آنے والے ہیں۔ کاردار سے کہہ دو کہ ان کے لئے حویلی کا عقبی حصہ کھلوا دے ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ کھانے کا وقت ہونے والا ہے۔ تم میز لگواؤ ۔۔۔ آج ہم اپنے بھتیجے کے ساتھ کھانا کھائیں گے" ۔۔۔ نواب شہریار خان کا لہجہ بوکھلایا ہوا تھا۔

"جی بہتر اباجان" ۔۔۔ بانو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور مڑ کر تیزی سے حویلی کی طرف بڑھ گئی۔

"عمران بیٹے! ۔۔۔ یہ تم کیا کہہ رہے تھے ۔۔۔ ہوٹل شبستان تو میری ملکیت ہے ۔۔۔ اس کے تہہ خانوں میں کیا ہے" ۔۔۔ نواب شہریار خان نے قریبی کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

عمران چونک کر انہیں دیکھنے لگا جیسے اندازہ کر رہا ہو کہ کیا نواب شہریار خان واقعی معصوم ہے یا ایسا بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن اپنے تجربے کی بنا پر وہ اسی نتیجے پر پہنچا تھا کہ نواب شہریار خان کو واقعی اصل حالات کا علم نہ ہے۔ لیکن پھر اس کے چہرے کے رنگ بدلنے، غصّے پر یکلخت کنٹرول کرنے اور پھر اس کی بوکھلاہٹ ان چیزوں سے تو یہی ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے سب معلوم ہے۔ ویسے یہ بات دوسری تھی کہ اسے خود بھی معلوم نہ تھا کہ ہوٹل شبستان کے تہہ خانوں میں کیا ہوتا ہے۔ البتہ اسے یہ معلوم تھا کہ سوپر فیاض وہاں سے ڈبل حصہ وصول کرتا ہے اسی سے اس نے اندازہ لگایا تھا کہ گڑبڑ ضرور ہے۔

"لیکن تمہارا انداز بتا رہا تھا کہ تہہ خانوں میں کوئی ایسی چیز ضرور موجود ہے جو غیر قانونی ہے ۔۔۔ حالانکہ میں انتہائی صاف ستھرا کام کرنے کا عادی ہوں ۔۔۔ میری عزت ہے اور پھر مجھے پیسے کی پرواہ نہیں ہے ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ تمہاری بات کرنے کے انداز نے میرا دماغ پلٹ دیا ہے ۔۔۔ مجھے ہوٹل کا کاروبار کرتے ہوئے عرصہ گزر گیا ہے۔ لیکن آج تک کسی نے میرے اس کاروبار

www.urdukorner.com

پر انگلی اٹھانے کی بھی جرأت نہیں کی ـــــ تم پہلے شخص ہو جس نے ایسی بات کی ہے ـــــ اس لئے مجبوراً مجھے اپنے غصے پر کنٹرول کرنا پڑا ہے ـــــ اب تم مجھے بتاؤ گے کہ تم نے ایسی بات کیوں کی" ـــــ نواب شہریار خان نے کرسی کے ہتھے پر زور سے مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"جب آپ نے کوئی غیر قانونی حرکت ہی نہیں کی تو پھر میں آپ کو کیا بتا سکتا ہوں" ـــــ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کک ـــ کک ـــ کیا مطلب! ـــ کیا تم مجھے بے وقوف بنا رہے تھے" ـــــ نواب شہریار خان ایک بار پھر غصے سے اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر اس دیوار کی طرف لپکنے لگا جہاں بندوق موجود تھی۔

"اطمینان سے بیٹھیں نواب صاحب! ـــ اور میری بات سُن لیں ـــ آپ ڈیڈی کے دوست ہیں۔ اس لئے میں آپ کی ان حرکتوں کو برداشت کر رہا ہوں۔ ورنہ میں ایسی باتوں کا عادی نہیں ہوں ـــ مجھ پر آپ کی نوابی کا رعب بھی نہیں چل سکتا۔ میں ذرا دوسری قسم کا آدمی ہوں ـــ اور پھر میں نے قصور کیا کیا ہے ـــ آپ کی بیٹی نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا ـــ اس کے بعد آپ نے مجھے زبردستی اغوا کرا لیا" ـــ عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔ اس کے چہرے پر موجود حماقت کا نقاب اس طرح اترا تھا کہ نواب شہریار خان پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتا

رہ گیا۔ نواب شہریار خان کے کاندھے عمران کی بات سُن کر یکلخت سمٹ سے گئے۔ شاید وہ عمران کے لہجے میں موجود ہلکی سی غراہٹ کی وجہ سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔

"سوری! ـــ آئی ایم سوری! ـــ ٹھیک ہے ـــ اب تم جا سکتے ہو" ـــ نواب شہریار خان نے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ارے ارے ـــ آپ ناراض ہو گئے انکل! ـــ ارے میں تو آپ کا بھتیجا ہوں ـــ اور ہاں انکل! ـــ کیا آپ مجھے اس پروفیسر کا شو نہیں دکھائیں گے ـــ میں نے سنا ہے کہ وہ بہت بڑا میجک ماسٹر ہے" ـــ عمران نے کہا تو نواب کے جسم کو ایک بار پھر جھٹکا لگا۔

"تم آخر ہو کیا بلا ـــ؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں نے میجک پروفیسر کو بلایا ہے اور میں اس کا شو کرانا چاہتا ہوں" ـــ نواب شہریار خان کی حالت اب واقعی دیدنی ہو رہی تھی۔ وہ اب اس طرح عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ کوئی مافوق الفطرت چیز ہو۔

"کمال ہے نواب صاحب! ـــ سارے دارالحکومت کو معلوم ہے ـــ رات میرے ایک دوست کا فون آیا تھا کہ میجک پروفیسر نواب شہریار خان کی حویلی میں ایک خصوصی شو کرنے والا ہے ـــ اس نے کہا تھا کہ وہ بھی یہ شو دیکھنا چاہتا ہے ـــ وہ میجک کا بڑا دلدادہ ہے ـــ لیکن میں نے اس سے معذرت کر لی تھی کیونکہ میری آپ سے براہ راست تو ہیلو ہیلو نہ تھی ـــ لیکن اب

www.urdukorner.com

کم از کم اب مجھے تو یہ شو دیکھنے کا موقع ضرور دیں گے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ تو پبلسٹی اس پروفیسر نے اپنی اہمیت جتانے کے لئے کی ہوگی ــــ بہر حال ٹھیک ہے ــــ تم اب آ گئے ہو تو ٹھیک ہے۔ تم بھی یہ شو دیکھ لو" ــــ نواب شہریار خان نے کہا۔

"اباجان! ــــ پروفیسر اور اس کے ساتھی پہنچ گئے ہیں۔ اور کھانا بھی لگ گیا ہے" ــــ بانو نے اس دوران حویلی سے آکر کہا۔ وہ عمران کی طرف دیکھ ہی نہ رہی تھی۔

"اوہ ٹھیک ہے ــــ تم باتیں کرو ــــ میں رسماً ان سے مل آؤں" ــــ نواب شہریار خان نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے حویلی کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ کھانے میں کوئی خاص ڈش پسند کرتے ہوں تو بتا دیجئے تاکہ میں وہ بھی لگوا دوں" ــــ بانو نے اکھڑے اکھڑے لہجے میں عمران سے کہا۔

"مجھے انسانی گوشت بے حد پسند ہے۔ بشرطیکہ نرم و نازک ہو" ــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا ــــ کیا تم آدم خور ہو" ــــ؟ بانو نے آنکھیں نکالتے ہوئے پوچھا۔

"آدم خور! ــــ لاحول ولاقوۃ ــــ میں آدم خور کیسے ہو سکتا ہوں۔ البتہ ایک لحاظ سے تم مجھے حوا خور ــــ ارے نہیں۔ یہ خوری تو بڑی ظالم چیز ہے ــــ حوا خوار کہو ــــ اس کی

بیٹیوں نے مجھے خوار کر رکھا ہے ــــ لیکن یہ آدم خوری کہاں سے ٹپک پڑی ــــ میں نے تو صرف پسند کی بات کی تھی کہ نرم گوشت پسند ہے اور نرم گوشت ظاہر ہے" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"یو نانسنس ــــ پتہ نہیں تم کن لوگوں میں اٹھتے بیٹھتے ہو ــــ بات کرنا بھی نہیں آتا ــــ اور ہاں! ــــ یہ تم ہوٹل شبستان کے تہہ خانوں کے بارے میں کیا کہہ رہے تھے" ــــ بانو نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں نہیں معلوم" ــــ عمران نے اس طرح چونک کر کہا کہ جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ بانو تہہ خانوں کے معاملات سے ناواقف ہو سکتی ہے۔

"نہیں! ــــ مجھے معلوم ہوتا تو میں تم سے پوچھتی" ــــ؟ بانو نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تو سنو ــــ ہوٹل شبستان کے تہہ خانوں میں گوشت کی بہت بڑی مارکیٹ قائم ہے" ــــ عمران نے کہا۔

"کک ــــ کیا کہہ رہے ہو ــــ گوشت کی مارکیٹ ــــ کیا تم پاگل ہو" ــــ بانو نے خوفزدہ لہجے میں ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"یقین نہ آئے تو میرے ساتھ چلو ــــ میں دکھا دیتا ہوں ــــ ایک طرف بوڑھے بیلوں کا گوشت پڑا ہوتا ہے ــــ دوسری طرف جوان بھینسوں کا ــــ تیسری طرف باسی مچھلیوں کا ــــ اور

www.urdukorner.com

"ایک کاؤنٹر مُردہ مرغیوں کے گوشت کا بھی ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو ——— تمہارا دماغ یقیناً خراب ہے ——— نجانے آج میں نے صبح کس کا منہ دیکھا تھا کہ تم سے ٹکراؤ ہو گیا" ——— بانو نے غصیلے لہجے میں کہا وہ شاید بُری طرح بور ہو رہی تھی۔

"آئینہ دیکھا ہو گا" ——— عمران نے بڑے معصوم لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— دیکھا تو تھا ——— مگر ——— کیا کہہ رہے ہو تم ——— بانو روانی میں کہہ گئی پھر یکلخت چونک پڑی۔

"بس ٹھیک ہے ——— جب کوئی حسینہ صبح صبح آئینہ دیکھے تو غور سے ضرور واسطہ پڑ جاتا ہے ——— لیکن بانو! ایک بات پوچھوں ——— یہ آخر تمہیں آدم خواری بلکہ مرد خواری کی عادت کیسے پڑ گئی" ——— ؟ عمران نے کہا۔

"مرد خواری! ——— کیا مطلب ——— آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو" ——— ؟ بانو کے چہرے پر ایسے آثار نمودار ہو گئے جیسے وہ اس قطعی نتیجے پر پہنچ چکی ہو کہ عمران ذہنی طور پر عدم توازن کا شکار ہے۔

"مردوں کو کوٹھے سے پیٹنا ——— پھر انہیں بندوق سے گولی مارنا ——— یہ مرد خواری نہیں تو اور کیا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مرد ہوتے ہی اس قابل ہیں" ——— بانو نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو شکر ہے ——— تم نے مردوں کو قابل تو کیا ——— ورنہ جولیا تو

مردوں کو اتنی لفٹ بھی دینے کی قائل نہیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جولیا! ——— کون جولیا ——— ؟ کیا وہ تمہاری بیوی ہے" ——— ؟ بانو نے اس بار بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"بیوی ——— ارے نہیں ——— میں نے ابھی عورتوں کی یہ قسم نہیں پالی ——— مجھے دراصل شوہر بننا بالکل پسند نہیں" ——— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کیوں ——— کیا شوہر بننا کوئی جرم ہے" ——— ؟ بانو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جرم ——— ارے تم اسے جرم کہہ رہی ہو ——— پورا جرائم کا دفتر کہو اسے ——— جسے شوہر کا لقب دیا جاتا ہے وہ دراصل اپنی بیوی کا ڈرائیور ——— اس کی روزانہ اور نہ ختم ہونے والی شاپنگ کا فنانسر ——— اس کے بچوں کا مفت ٹیوٹر ——— بے تنخواہ خانساماں ——— بیوی کے رشتہ داروں کا جھک جھک کر استقبال کرنے والا ——— محفلوں میں اس کی سلیقہ شعاری اور گھر داری چلانے کی اعلیٰ مہارت کا زبردستی پروپیگنڈا کرنے والا ——— اسے قلوپطرہ سے زیادہ حسین کہنے اور سمجھنے کا پابند ——— ساری کمائی اس کی ہتھیلی پر رکھنے کے باوجود جھڑکیاں سُن کر سہم جانے والا ——— اعلیٰ ترین اخلاق برتنے کے باوجود ادب و اخلاق سے عاری کہلانے والا اور ———" عمران کی زبان ظاہر ہے جب چل پڑے تو آسانی سے بھلا کہاں رُکنے والی تھی۔

www.urdukorner.com

"بس بس ___ اتنی ہی ڈگریاں کافی ہیں" ___ بانو نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی ___ نہ سنو ___ ابھی تو میں نے شوہر کے صرف پہلے حرف کے معنی بتائے ہیں" ___ عمران نے کہا اور بانو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم بے حد دلچسپ آدمی ہو ___ بہرحال اتنا مجھے یقین آگیا ہے کہ تم میں بہترین شوہر بننے کی ساری صلاحیتیں موجود ہیں"۔ بانو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر انکل سے بات کروں ___ یا خود ہی فیصلہ کرو گی" ___ عمران نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"اچھا تو یہ ارادے ہیں ___ منہ دھو رکھو ___ اور سنو! اگر تم نے اباجان سے اس بارے میں اشارہ بھی کر دیا تو پھر ہوٹل شبستان کے تہہ خانوں کی بات بھی انہیں گولی چلانے سے باز نہ رکھ سکے گی" ___ بانو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم ایک گولی کی بات کر رہے ہو ___ بیچارے داماد کو تو ساری زندگی سسر کی گولیاں کھانی پڑتی ہیں ___ تب جا کر دامادی کے عہدہ پر وہ فائز رہ سکتا ہے" ___ عمران نے کہا۔

"نواب زادی صاحبہ! ___ نواب صاحب کھانے کی میز پر آپ کا انتظار فرما رہے ہیں ___ مہمان بھی کھانے پر پہنچ گئے ہیں" ___ اسی لمحے ایک ملازم نے قریب آ کر بے حد مودبانہ

لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا! ___ مجھے تو باتوں باتوں میں خیال ہی نہ رہا ___ آؤ عمران! ___ اور سنو! ___ پلیز وہاں سنجیدہ رہنا ___ اباجان کھانے کی میز پر معمولی سی بدتمیزی بھی برداشت نہیں کرتے"۔ بانو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل ___ نواب ہونے کے بعد آدمی کو معمولی چیزیں برداشت بھی نہیں کرنی چاہئیں" ___ عمران نے بڑے خلوص سے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر بانو کے ساتھ چلتا ہوا حویلی کی اندرونی عمارت کی طرف چل پڑا۔

www.urdukorner.com

جوانا نے آٹھ سلنڈر والی دیوہیکل کار کا غراتا ہوا انجن بند کیا اور پھر ساتھ بیٹھے ہوتے جوزف سے مخاطب ہوا۔

"چلو جوزف! —— نیچے اترو —— سی ولو کلب آگیا ہے" —— جوانا کے لہجے میں ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"ارے اتنی جلدی آگیا ہے —— تم تو کہہ رہے تھے بہت دور ہے" —— جوزف نے منہ سے بوتل علیحدہ کرتے ہوتے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک تو آٹھ سلنڈر کار کی رفتار —— اور پھر تم بھی تو مسلسل بوتلیں پینے میں مصروف رہے ہو —— تمہیں تو شاید پتہ بھی نہ ہوگا کہ ہم نے کتنا فاصلہ طے کیا ہے" —— جوانا نے ہنستے ہوتے کہا۔

"کیوں پتہ نہیں چلا —— صرف چار بوتلیں ختم ہوئی ہیں۔ اور

چار بوتلیں زیادہ سے زیادہ دس پندرہ میل چل سکتی ہیں" —— جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دس پندرہ میل نہیں ڈیڑھ سو میل کہو —— کار کی رفتار تمہاری بوتلوں سے کہیں زیادہ تیز ہے" —— جوانا نے کہا اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

دوسری طرف جوزف بھی کار سے نیچے اتر آیا۔ وہ اب یوں حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے وہ زندگی میں پہلی بار اس طرف آیا ہو۔ حالانکہ یہ دارالحکومت سے ڈیڑھ سو میل کے فاصلے پر سمندر کے کنارے ایک بڑا شہر جام نگر تھا اور جوانا کئی بار پہلے بھی یہاں آچکا تھا۔

سامنے ایک منزلہ عمارت کے اوپر سی ولو کلب کا ایک پرانا سا بورڈ لگا ہوا تھا۔ سی ولو کا صدر دروازہ ایسا تھا کہ جسے دیکھتے ہی آدمی سمجھ سکتا تھا کہ یہ کلب انتہائی گھٹیا قسم کے کلبوں میں سے ایک ہے جہاں صرف تھرڈ کلاس ٹائپ لوگ ہی آتے ہوں گے۔

"تم تو اس کلب کی بڑی تعریفیں کر رہے تھے —— لیکن یہ تو مجھے بڑا گھٹیا سا کلب لگ رہا ہے" —— جوزف نے برا سا منہ بناتے ہوتے کہا۔

"یہ بظاہر ایسا ہی ہے —— اندر سے اسے ونڈر لینڈ سمجھ لو" —— جوانا نے مسکراتے ہوتے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا صدر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر ہے جوزف نے بھی اس کی پیروی کرنی تھی۔ جوزف اور جوانا رانا ہاؤس میں بے کار پڑے

www.urdukorner.com

پڑے بری طرح اُکتا گئے تھے۔ عمران بھی اِدھر کم ہی چکر لگاتا تھا
جوزف کو تو شائد اتنی پرواہ نہ ہوتی۔ لیکن جوانا درحقیقت اس
بے کاری سے اب مرنے کی حد تک بور ہو چکا تھا۔ اُسے یوں محسوس
ہوتا جیسے وہ کسی نادیدہ قید میں آگیا ہو یا پھر بیمار ہو گیا ہو۔ اس لئے
کافی دنوں سے اس نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا تھا کہ دن چڑھتے
ہی وہ کار لے کر رانا ہاؤس سے نکل جاتا اور پھر رات گئے ہی اس
کی واپسی ہوتی۔

جوزف کافی دنوں تک جوانا کی غیر حاضری پر نہ بولا لیکن آج
جب جوانا رانا ہاؤس سے نکلنے لگا تو جوزف نے اس کا راستہ
روک لیا کہ جب تک وہ یہ نہیں بتلائے گا کہ وہ کہاں جاتا ہے اور
کیا کرتا ہے۔ وہ اسے نہ جانے دیگا۔ تب جوانا نے اُسے بتایا
کہ بے کاری سے تنگ آکر اس نے اب مختلف کلبوں میں اُٹھنا
بیٹھنا شروع کر دیا ہے۔ خاص طور پر ایسے کلبوں میں جہاں
زیر زمین دنیا کے افراد اُٹھتے بیٹھتے ہیں اور پھر جب وہاں اس
کی ملاقات کسی ایسے غنڈے سے ہو جاتی ہے جو اپنے آپ کو
کچھ سمجھتا ہے تو جوانا دی گریٹ کے بازوؤں کی ورزش ہو جاتی
ہے۔ اس طرح جوانا دی گریٹ کا نام اب پاکیشیا کی زیر زمین دنیا
میں احترام سے لیا جانے لگا ہے۔ اور آج تو وہ ایک چیلنج مقابلے
پر جا رہا ہے جس کی تفصیل اس نے یہ بتائی تھی کہ کل وہ نزدیکی
شہر جام نگر کے بدنام ترین کلب سی ویو کلب میں گیا تو وہاں اس
نے ڈینی کے متعلق سنا۔ ڈینی جو زیر زمین دنیا میں ٹارزن کے

نام سے مشہور ہے کہ ڈینی کے بازوؤں میں اتنی طاقت ہے کہ
وہ صرف انگلیوں سے کسی انسان کی کھوپڑی اس طرح توڑ دیتا
ہے جس طرح وہ کھوپڑی ہڈی کی بجائے موم کی بنی ہوئی ہو۔ اس
کے ساتھ ساتھ وہ مارشل آرٹ کا بھی ماہر ہے۔ وہ حال ہی میں
کسی غیر ملک سے یہاں آیا ہے اور یہاں آتے ہی اس نے اپنی
طاقت۔ شہ زوری اور مارشل آرٹ میں مہارت کی ایسی دھاک
بٹھا دی ہے کہ زیر زمین دنیا میں اُسے طاقت کا دیوتا سمجھا جانے
لگا ہے۔

جوانا نے جب یہ سنا تو اس نے وہاں کھلے عام ڈینی کو چیلنج کر
دیا۔ اور چونکہ ڈینی وہاں موجود نہ تھا اس لئے جوانا آج کے لئے
چیلنج دے کر چلا آیا تھا۔ پہلے تو جوزف نے اُسے اس قسم کے
فضول اور بے مقصد مقابلوں سے روکنے کی کوشش کی۔ لیکن
جوانا نے یہ کہہ کر اُسے خاموش کر دیا کہ چیلنج دینے کے بعد جوانا
کا پیچھے ہٹ جانا ناممکن ہے۔ اس پر جوزف بھی ساتھ چلنے پر
تیار ہو گیا۔ اور اس طرح وہ دونوں اس وقت یہاں تھے۔ جوانا
نے ابھی حال میں ہی یہ آٹھ سلنڈر کار ایک شوروم سے خریدی
تھی۔ اُسے ولوہیکل اور انتہائی طاقت ور انجن کی کاروں کا بے حد
شوق تھا۔ چھوٹی اور کم پاور کی کاروں کو وہ چار پہیوں والی سائیکل
کا نام دیا کرتا تھا اور پھر جوانا کی ڈرائیونگ خدا کی پناہ۔ یوں لگتا
تھا جیسے کوئی وحشی سانڈ پھنکارتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا ہو۔ ایک
تو آٹھ سلنڈر کار کے انجن کا شور۔ پھر اس کی بے پناہ رفتار۔ یہ

www.urdukorner.com

دونوں مل کر ایسا سماں باندھتے تھے کہ سڑکوں پر ٹریفک اس طرح خود بخود چھٹ جایا کرتی تھی کہ جیسے قیامت آ رہی ہو۔ یہی وجہ تھی کہ جوزف نے ابھی چار بوتلیں ہی خالی کی تھیں کہ جوانا نے ڈیڑھ سو میل کا سفر مکمل کر لیا تھا۔

سی ڈیلو کلب کے صدر دروازے پر کھڑا ایک نوجوان ان دونوں کو اندر آتے دیکھ کر بجلی کی سی تیزی سے اندر گھس کر غائب ہو گیا۔ اور جوانا کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈینی نے اسے یہاں اسی مقصد کے لئے کھڑا کیا ہو گا کہ ان کے آنے کی اطلاع کر دے۔

اور وہی ہوا۔ جیسے ہی وہ دونوں سی ڈیلو کے ہال میں داخل ہوئے، ہال میں موجود ہر شخص انہیں اس طرح دیکھنے لگا جیسے وہ کسی اور سیارے کی مخلوق ہوں۔

آج ہال میں ضرورت سے کچھ زیادہ ہی رش تھا۔ شاید ڈینی اور جوانا کے درمیان چیلنج مقابلے کی ہوا دور دور تک اڑ گئی تھی کیونکہ ہال میں دارالحکومت میں رہنے والے افراد کے چہرے جوانا کو کچھ زیادہ ہی نظر آ رہے تھے۔

جوانا نے اندر داخل ہوتے ہی مسکرا کر ادھر ادھر دیکھا۔

"کہاں ہے وہ چڑیا کا بچہ ـــــ کیا نام بتایا تھا تم نے جوانا اس کا" ـــــ جوزف نے جیب سے شراب کی بوتل نکالتے ہوئے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا اس کی آواز خاصی اونچی تھی۔

"ڈینی" ـــــ جوانا نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں ہنستے

ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے ایک سائیڈ میں موجود راہداری سے کسی کے ڈکرانے کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے ایک قوی ہیکل اور ٹھوس جسم کا مالک نوجوان نمودار ہوا۔ اس نے سرخ رنگ کی چست بنیان اور گہرے نیلے رنگ کی جینز پہنی ہوئی تھی۔ وہ واقعی طاقتور نظر آ رہا تھا۔ اس کے بازوؤں کی مچھلیاں بری طرح تڑپ رہی تھیں۔ اس کی سرخ بنیان کے اوپر موت کا نشان یعنی درمیان میں انسانی کھوپڑی اور سائیڈ میں دو ہڈیاں بنی ہوئی تھیں یہ ڈینی تھا سی ڈیلو کلب کا مالک۔ گورا چٹا رنگ اور قومیت سے وہ یورپی لگ رہا تھا۔ چہرے پر زخموں کے خاصے نشان صاف نظر آ رہے تھے۔

"کون ہے وہ چوہے کا بچہ ـــــ جس نے اپنی موت کو آواز دی ہے" ـــــ ڈینی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اس کی آنکھیں خون کبوتر کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ شاید بے تحاشا پینے کا عادی تھا۔

"ہونہہ ـــــ تو یہ ہے ڈینی ـــــ جوانا! یہ پدی بے چاری بھی ہم جیسے سانڈوں کا مقابلہ کر سکتی ہے ـــــ اوہ جوانا! ـــــ تم نے مجھے مایوس کر دیا ہے" ـــــ جوزف نے انتہائی حقارت آمیز لہجے میں برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش رہو جوزف! ـــــ اس کا چیلنج میرے ساتھ ہے" جوانا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اسے جوزف کی گفتگو سے

www.urdukorner.com

اب یہ محسوس ہونے لگ گیا تھا کہ جوزف نے اس کی بجائے خود ڈینی سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

"تم اس سے مقابلہ کرو گے جوانا ۔۔۔ یعنی اس سے ۔۔۔ کمال ہے جوانا! ۔۔۔ میں تو تمہیں بڑا بہادر سمجھ رہا تھا۔ لیکن اب مجھے کیا معلوم تھا کہ تم بچوں سے مقابلے پر اُتر آؤ گے" ۔۔۔ جوزف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو تم دونوں کی موت تمہیں یہاں کھینچ لائی ہے"۔ ان دونوں کے فقرے سن کر ڈینی بُری طرح تپ اٹھا تھا۔ وہ تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر ان دونوں سے دو قدم کے فاصلے پر رک گیا۔

"ہونہہ! ۔۔۔ تم نے ڈینی کو چیلنج کیا ہے ۔۔۔ تم نے ۔۔۔ یہ ٹھیک ہے کہ تمہارا قد و قامت اور جسم مضبوط ہے۔ لیکن تم نہیں جانتے کہ ڈینی کا مکہ پہاڑوں کو پاش پاش کر دیتا ہے ۔۔۔ جاؤ اپنی جان بچا کر بھاگ جاؤ ۔۔۔ ڈینی کو تم پر رحم آرہا ہے"۔ ڈینی نے اس طرح کہا جیسے اُسے ان دونوں پر بے حد رحم آرہا ہو۔

"بہت خوب! ۔۔۔ اچھے ڈائلاگ بول لیتے ہو ۔۔۔ لو! مقابلے کے لئے تیار ہو ۔۔۔ یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ میرے پیر چاٹنا شروع کر دو ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں معاف کر دوں" ۔۔۔ جوانا نے جواب دیا۔

"ٹھہرو! ۔۔۔ یہاں کیا ہو رہا ہے ۔۔۔ یہ کیسا مقابلہ ہے

اچانک صدر دروازے سے ایک دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی اور جوزف اور جوانا نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا تو ایک اُدھیڑ عمر آدمی ہاتھ میں سونے کی مُٹھ والی چھڑی اٹھائے اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس نے کریم رنگ کا سلکی سوٹ پہنا ہوا تھا۔ وہ شکل، لباس اور چال ڈھال سے خاصا متمول آدمی لگ رہا تھا۔

"اوہ مسٹر براؤن آپ" ۔۔۔ ڈینی نے حیرت بھرے انداز میں آنے والے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ میں ایک ضروری کام سے ملنے تمہارے پاس آیا ہوں ۔۔۔ لیکن یہ حبشی کون ہیں ۔۔۔ اور یہ تم کس مقابلے کی بات کر رہے ہو" ۔۔۔ براؤن نے حیرت بھرے انداز میں جوانا اور جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

جوزف بڑے اطمینان بھرے انداز میں شراب پینے میں مصروف تھا۔

"مسٹر براؤن! ۔۔۔ یہ چوہے کا بچہ کل یہاں میری عدم موجودگی میں آیا اور مجھے آج کے لئے چیلنج کر گیا ۔۔۔ اب تم بتاؤ میں کیا کروں ۔۔۔ جب ایک احمق اس طرح خود کشی کرنے کا سوچ لے تو میں اسے کیسے روک سکتا ہوں" ۔۔۔ ڈینی نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ تمہیں نہیں جانتا ہو گا ۔۔۔ اوہ مسٹر! ۔۔۔ یہ ڈینی ہے ڈینی ۔۔۔ اس سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کسی بھی انداز میں ۔۔۔ پلیز ختم کرو ۔۔۔ ڈینی! ۔۔۔ تم اپنے دفتر میں جاؤ۔ میں انہیں سمجھا لوں گا" ۔۔۔ براؤن نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

www.urdukorner.com

"مسٹر براؤن! ـــ بہتر یہی ہے کہ تم ایک طرف کھڑے ہو کر تماشہ دیکھو ـــ درمیان میں مت آؤ ـــ میرا نام جوانا دی گریٹ ہے اور یہ میرا ساتھی جوزف ہے ـــ مجھے افسوس ہے کہ تمہارا ضروری کام اب کسی اور سے ہی پورا ہو سکے گا ـــ اس بیچارے کے سر پر تو موت منڈلا رہی ہے" ـــ جوانا نے براؤن سے مخاطب ہو کر بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"جوانا ـــ اوہ جوانا ـــ اوہ کہیں تم ماسٹر کلر کے جوانا تو نہیں ہو" ـــ براؤن نے بُری طرح چونک کر جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ میں ماسٹر کلر کا جوانا ہوں" ـــ جوانا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ اوہ ڈینی! ـــ پلیز تم اس مقابلے سے باز آجاؤ۔ یہ تو بات ہی اور نکل آئی ہے" ـــ براؤن نے اس بار ڈینی سے مخاطب ہو کر منت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مسٹر براؤن! ـــ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک آدمی مجھے میرے کلب میں آکر چیلنج کرے اور میں پیچھے ہٹ جاؤں" ـــ ڈینی نے بُری طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

"لیکن آخر یہ مقابلہ کیوں ہو رہا ہے ـــ اس مقابلے کا مقصد کیا ہے" ـــ براؤن نے بُری طرح بوکھلاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"مقصد اسی سے پوچھیں ـــ ہوگا کوئی اس کا مقصد" ـــ

ڈینی نے جواب دیا۔

"مقصد صرف اتنا ہے کہ جوانا دی گریٹ کے مقابلے میں چڑیا کے بچے سینہ تان کر نہیں چل سکتے" ـــ جوانا نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ سے براؤن کو ایک طرف دھکیلا اور براؤن بے اختیار لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"بولو ڈینی! ـــ کس طرح مقابلہ پسند کرو گے ـــ میں نے تمہاری بہت ڈینگیں سن لی ہیں" ـــ جوانا نے کہا۔

"کس طرح کا کیا مطلب ـــ میرے ہاتھوں میں اتنا دم موجود ہے کہ میں تمہاری چٹنی بنا دوں" ـــ ڈینی نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے حملہ کرو ـــ میں پہلا موقع تمہیں دینا چاہتا ہوں ـــ کم آن" ـــ جوانا نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے ڈینی یکلخت اپنی جگہ سے فضا میں اچھلا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جوانا کے سینے پر فلائنگ کک مارنا چاہتا ہو۔ چنانچہ جوانا اچھل کر ایک سائیڈ پر ہٹا۔ لیکن ڈینی کا جسم یکلخت فضا میں ہی گھوم گیا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے اپنے سر کی ٹکر جوانا کی ناک پر ماری اور بجلی کی تیزی سے قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔ وہ واقعی انتہائی پھرتیلا اور لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر تھا۔

جوانا کی ناک پر پڑنے والی ٹکر واقعی انتہائی زوردار تھی اور جوانا جیسا دیو ہیکل آدمی بھی ٹکر کھا کر بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹنے پر

www.urdukorner.com

مجبور ہو گیا۔ اس کی ناک سے خون کی ایک لکیر بہہ نکلی۔ لیکن وہ بولا کچھ نہیں۔

جوزف خود بخود ایک سائیڈ پر ہٹ گیا تھا۔ کیونکہ اب اتنا تو وہ جانتا تھا کہ جب مقابلہ شروع ہو جائے تو پھر اس کی مداخلت جوانا کو ہی نقصان پہنچانے کا سبب بنے گی۔

ڈینی قلابازی کھا کر سیدھا ہوتے ہی صرف پلک جھپکنے کے عرصہ میں اپنی جگہ رکا۔ دوسرے لمحے اس نے یکلخت اچھل کر ایک اور قلابازی کھائی۔ اس بار اس کا جسم کمان کی طرح پشت کے بل جھکا۔ اس کے ہاتھ اور سر جھک کر زمین سے لگے اور دوسرے لمحے اس کا نچلا جسم اڑتا ہوا قوس کی صورت میں جوانا کی طرف لپکا۔ ڈینی کی حرکت اس قدر تیز تھی کہ جوانا ذرا بھی اِدھر اُدھر نہ ہو سکا۔ اور ڈینی کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے جوانا کے سینے پر پڑیں۔ ایک دھماکہ سا ہوا اور جوانا ایک بار پھر لڑکھڑاتا ہوا دو قدم پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔

ڈینی کی ٹانگیں زوردار ضرب لگا کر پھر واپس گئیں اور دوسرے لمحے ڈینی یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ جب کہ جوانا کسی بت کی طرح خاموش کھڑا تھا۔

"بس یہی بچوں جیسے داؤ آتے ہیں تمہیں ـــــ یا کچھ اور بھی آتا ہے" ـــــ ڈینی کے سیدھا ہوتے ہی جوانا نے پھنکارتے ہوئے کہا اور اس کا یہ فقرہ سن کر ڈینی ایک بار پھر بجلی کی طرح اپنی جگہ سے تڑپا۔ اس بار وہ سیدھا اچھل کر جوانا کی طرف آیا۔ لیکن دوسرے

لمحے اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ یوں فضا میں اچھلتا چلا گیا جیسے کسی نے گیند کو چھت کی طرف اچھال دیا ہو۔ جوانا کا صرف بازو حرکت میں آیا تھا اور اس نے اپنے پر آتے ہوئے ڈینی کے جسم کو تھپکی دے کر اوپر فضا میں اچھال دیا تھا۔ لیکن یہ تھپکی اس قدر زوردار تھی کہ ڈینی جیسے آدمی کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی۔

ڈینی کا جسم فضا میں اچھلتے ہی تیزی سے گھوما اور اس نے سیدھا نیچے گرنے کی بجائے یکلخت ایک نیم دائرے کی صورت میں اپنے جسم کو پھیلایا اور پھر جس طرح افریقی ہتھیار نیم دائرے کی صورت میں گھوم کر مخالفوں کے گلے کاٹ دیا کرتا ہے اسی طرح اس کے جسم نے گھومتے ہوئے جوانا کے پہلو پر ضرب لگائی۔ لیکن جوانا بجلی کی سی تیزی سے جھکا اور پھر ڈینی اس بار الٹ کر ایک زوردار دھماکے سے خاصے فاصلے پر موجود کاؤنٹر کے اوپر جا گرا اور کاؤنٹر اس کے اس طرح گرنے سے ٹوٹ گیا اور ڈینی کا جسم اس ٹوٹے ہوئے کاؤنٹر میں پھنس کر رہ گیا۔

"بس یہی کافی ہو گیا ہے ـــــ کسی مقصد کے بغیر لڑائی کا کوئی فائدہ نہیں ـــــ تم دونوں برابر ہو ـــــ یہ میرا فیصلہ ہے" ـــــ براؤن نے ایک بار پھر چیختے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن جوزف نے اسے بازو سے پکڑ کر روک لیا۔

"رک جاؤ ـــــ برابری کا لفظ جوانا کے لئے توہین ہے" ـــــ جوزف نے کہا۔

www.urdukorner.com

جوانا بڑے اطمینان سے اپنی جگہ کھڑا تھا۔ ڈینی بڑی مشکل سے لڑکھڑاتے ہوئے کاؤنٹر سے باہر نکلا۔ ہال میں موجود ہر شخص بت کی طرح خاموش تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے ہال پر موت کی سی خاموشی طاری ہو۔

"میں تمہیں گولی مار دوں گا" ـــــ اچانک ڈینی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے جھپٹ کر اپنی پتلون کی پچھلی سائیڈ سے ریوالور نکال لیا۔

دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ریوالور ڈینی کے ہاتھوں سے نکل کر دُور جا گرا۔

"یہ فاؤل پلے ہے مسٹر ڈینی" ـــــ جوزف کی آواز سنائی دی اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور کی نال سے دھوئیں کی لکیر نکلتی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ ظاہر ہے ڈینی کا ریوالور اسی نے اڑایا تھا۔ ڈینی ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا۔ مگر دوسرے لمحے وہ کسی وحشی سانڈ کی طرح دوڑتا ہوا جوانا کی طرف بڑھا۔ جوانا اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ لیکن اس بار جوانا مات کھا گیا۔ کیونکہ اس نے یہی سمجھا تھا کہ ڈینی غصے کی شدت سے براہِ راست اس پر حملہ آور ہوگا۔ لیکن قریب پہنچنے سے پہلے ہی ڈینی یکلخت گھوما اور پھر اس کا بازو لہراتا ہوا پوری قوت سے جوانا کی پسلیوں سے ٹکرایا۔ یہ ضرب اس قدر زوردار تھی کہ جوانا اچھل کر پہلو کے بل فرش پر جا گرا۔ اور اسی لمحے ڈینی نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ وہ واقعی مارشل آرٹ میں ماہر تھا۔ کیونکہ وہ براہِ راست پہلو کے بل

فرش پر گر کر پشت کے بل سیدھا ہوتے ہوئے جوانا کے جسم پر جا کر گرنے کی بجائے اس کی ٹانگوں کے قریب جا کر یکلخت جھکا اور جوانا جس لمحے بے اختیار اُسے سر سے پیچھے اچھالنے کے لئے گھٹنے جوڑ کر دونوں ٹانگیں اوپر کو اٹھالی تھیں۔ ایک خوفناک داؤ میں پھنس گیا۔

ڈینی نے جھکتے ہی جوانا کے جڑے ہوئے اور اُٹھے ہوئے گھٹنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکے سے اپنے جسم کو آگے کی طرف لیتا گیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ جوانا کا جسم کمان کی طرح مُڑنے پر مجبور ہو گیا اور اس کی دونوں ٹانگیں اس کے سر کے پیچھے جا لگیں۔ اور ڈینی کے پورے جسم کا بوجھ اس کی ٹانگوں پر آ پڑا یہ انتہائی خطرناک داؤ تھا جس میں پھنسنے کے بعد آدمی چاہے وہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو، لازماً ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جانے کی وجہ سے بے کار ہو سکتا تھا اور ڈینی، جوانا جیسے آدمی کو اس خوفناک داؤ میں پھنسانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ لیکن جوانا نے اپنے حواس بحال رکھے تھے۔

چنانچہ جیسے ہی وہ اس داؤ میں پھنسا، اس سے پہلے کہ ڈینی زوردار جھٹکا دے کر اس کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دیتا، جوانا نے یکلخت اپنے نچلے جسم کو اوپر کو اٹھایا، حالانکہ ڈینی جیسے وزنی آدمی کو اس طرح اوپر اٹھانا تقریباً ناممکن تھا۔ لیکن جوانا نے اپنی بے پناہ طاقت کے بل پر جسم کو فوری طور پر اوپر کو اٹھا کر اپنے آپ کو فوری خطرے سے نکال لیا اور پھر ڈینی سے وہی حماقت

www.urdukorner.com

ہوئی جو عام طور پر ایسے موقعوں پر ہو جاتی ہے۔ اگر ڈینی آگے جانے کی بجائے پیچھے کی طرف کھسک جاتا تو پھر جوانا لازماً ختم ہو جاتا، لیکن جوانا کے نچلے جسم کو اوپر اٹھاتے ہی جوش میں ڈینی نے آگے کی طرف کھسکتے ہوئے اپنا پورا وزن ڈال کر جھٹکا دینا چاہا لیکن اس کے اسی آگے کھسکنے کی وجہ سے جوانا ایک اور جھٹکا دینے میں کامیاب ہو گیا اور دوسرے لمحے ڈینی اس کے جسم کے اوپر سے پھسلتا ہوا الٹ کر جوانا کے سر کے پیچھے فرش پر پشت کے بل جا گرا اور جوانا بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" جوانا! ____ یہ کیا ہو رہا ہے" ____ اسی لمحے ایک طرف کھڑے جوزف کی طنز بھری آواز سنائی دی۔

" میں اسے صرف موقع دے رہا تھا ____ تاکہ یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے لڑنے کا موقع نہیں ملا ____ اب دیکھو" ____ جوانا نے اس خوفناک داؤ سے نکلنے کے باوجود انتہائی مطمئن لہجے میں کہا اور اس بار جیسے ہی ڈینی اچھل کر کھڑا ہوا، جوانا کا جسم بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے ڈینی کا بازو ایک ہاتھ سے پکڑ کر یکلخت دائیں طرف کو جھٹکا دیا اور پھر جیسے ہی ڈینی کا جسم دائیں طرف کو کھنچا، جوانا نے دوسرے ہاتھ سے پلک جھپکنے میں ڈینی کا دوسرا بازو پکڑا اور اسے پوری قوت سے بائیں طرف کو جھٹکا دیا۔ جوانا کے ان طاقتور جھٹکوں کا جو نتیجہ نکلنا تھا وہی نکلا۔ ڈینی کے حلق سے ذبح ہونے والے بکرے جیسی خرخراہٹ نکلی اور اس کے دونوں بازو شانوں سے اکھڑ گئے اور جوانا نے

اُسے یوں پشت کے بل نیچے فرش پر دھکیل دیا جیسے وہ کوئی قابلِ نفرت شے ہو۔

پھر جیسے ہی ڈینی پُشت کے بل فرش پر گرا جوانا بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس کے دونوں پیر ڈینی کی دونوں پنڈلیوں پر پوری قوت سے پڑے اور کڑک کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ڈینی کے حلق سے اس قدر بھیانک چیخ نکلی کہ کلب کا پورا ہال گونج اٹھا۔ اس کی دونوں پنڈلیوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں اور جوانا اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ یہ سب کچھ صرف ایک لمحے میں مکمل ہو گیا اور اب ڈینی فرش پر گرا اس طرح تڑپ رہا تھا جیسے اس کی رُوح کو خاردار تار میں لپیٹ کر زبردستی کھینچا جا رہا ہو۔ چیخوں کا ایک طوفان سا اس کے حلق سے اُبل رہا تھا۔ لیکن وہ قطعی طور پر بے کار ہو چکا تھا۔ اس کی پنڈلیوں کی دونوں ہڈیاں ٹوٹ چکی تھیں اور دونوں بازو شانوں سے اکھڑ چکے تھے۔ نتیجہ یہ کہ طاقت کا دیوتا کہلانے والا ڈینی بے کار اور معذور ہو کر جوانا کے سامنے پڑا تڑپ رہا تھا۔

" تم نے ڈینی کو بالکل ہی ختم کر دیا" ____ براؤن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" جوانا دی گریٹ کے مقابلے میں جو آئے گا ____ اس کا یہی حشر ہو گا ____ آؤ جوزف چلیں ____ اب اسے جوانا کا نام باقی تمام عمر یاد رہے گا" ____ جوانا نے دروازے کی طرف پلٹتے ہوئے کہا۔ ہال میں موجود ہر شخص حیرت اور خوف سے بت بنا کھڑا تھا۔

www.urdukorner.com

"انہیں گولی مار دو ——— یہ زندہ نہ جائیں" ——— اچانک تڑپتے ہوئے ڈینی نے یکلخت چیخ کر کہا اور کلب میں پھیلے ہوئے اس کے ساتھیوں کے ہاتھ تیزی سے اپنی جیبوں کی طرف بڑھے انہیں چونکہ یقین تھا کہ جیت بہرحال ڈینی کی ہوئی ہے اس لئے انہوں نے ریوالور نکالنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی اور پھر اس خوفناک اور حیرت انگیز لڑائی نے انہیں حیرت سے بت بنا دیا تھا لیکن ڈینی کی آواز سنتے ہی انہیں جیسے ہوش آگیا اور انہوں نے جلدی سے اپنی جیبوں کی طرف ہاتھ بڑھائے۔

"خبردار" ——— جوزف نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر پر کھڑے آدمی پر فائر کھول دیا۔ وہ آدمی تیزی سے لوٹتے ہوئے کاؤنٹر کے پیچھے جھک گیا اس طرح وہ گولی سے بچ گیا۔ ویسے جوزف نے جس انداز میں گولی چلائی تھی اس سے بھی ظاہر ہو رہا تھا کہ اس نے صرف ڈرانے کے لئے ریوالور چلایا ہے۔

جوانا نے بھی ریوالور نکال لیا تھا اور پھر ڈینی کے ساتھیوں کے ہاتھ جہاں تھے وہیں رک گئے تھے۔

"سنو! ——— میں براؤن تمہیں حکم دیتا ہوں کہ کوئی ان پر گولی نہ چلائے ورنہ" ——— اچانک براؤن نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی بغل سے ہلکی مشین گن نکال لی۔ ڈینی اب بیہوش ہو چکا تھا۔

جوزف اور جوانا ریوالور سنبھالے الٹے قدموں گیٹ کی طرف

بڑھے اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دروازے سے باہر نکل گئے دوسرے لمحے وہ دوڑتے ہوئے اپنی کار کی طرف بڑھے۔

"رک جاؤ جوانا! ——— میں نے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے" ——— اچانک دروازے سے براؤن کی تیز آواز سنائی دی۔ لیکن جوانا نے اس کی کوئی بات نہ سنی اور دوسرے لمحے اس کی آٹھ سلنڈر کار کا انجن غرایا اور پھر جیسے بندوق سے گولی نکلتی ہے اس طرح کار ایک جھٹکا کھا کر آگے دوڑتی چلی گئی

"یہ کون ہے ——— یہ اب اپنی کار کی طرف دوڑا جا رہا ہے"۔ جوزف نے پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈینی کا ہی کوئی ساتھی ہوگا" ——— جوانا نے سپاٹ لہجے میں کہا اور اگلے چوک سے کار اس نے دارالحکومت کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ دی۔

"وہ پیچھے آ رہا ہے ——— اور ہیڈ لائٹس جلا کر ہمیں رکنے کا کاشن دے رہا ہے" ——— جوزف نے کہا۔

"ہاں! ——— میں دیکھ رہا ہوں ——— ٹھیک ہے اس سے بھی بات کر لیتے ہیں" ——— جوانا نے کار کو آہستہ کرتے ہوئے کہا اور پھر کار ایک سائیڈ پر روک دی اور خود اچھل کر کار سے باہر آگیا۔ دوسری طرف سے جوزف بھی باہر نکل آیا تھا اسی لمحے براؤن کی نیلے رنگ کی بڑی کار ان کے پیچھے آ کر رک گئی اور براؤن جلدی سے دروازہ کھول کر باہر آگیا۔

"بہت شکریہ جوانا! ——— ورنہ آپ کے اس جینٹ جہاز نما

www.urdukorner.com

کار کو میں کبھی نہ پکڑ سکتا" ـــــ براؤن نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا جوانا کی طرف بڑھ آیا۔

"بولو کیا مسئلہ ہے ـــــ؟" جوانا نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جوانا! ـــــ میں نے تمہاری بے حد تعریفیں سنی ہوئی ہیں ـــ مجھے یہ تو علم تھا کہ ماسٹر کلر تنظیم ختم ہونے کے بعد جوانا پاکیشیا میں منتقل رہ رہا ہے۔ لیکن مجھے تم سے ذاتی سے واقفیت نہ تھی" ـــــ براؤن نے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"تعریف کا شکریہ! ـــــ لیکن تمہارا مسئلہ کیا ہے" ـــــ جوانا نے اکھڑے ہوئے اور بیزار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

"میں نے تمہیں لڑتے ہوئے دیکھا ہے ـــــ واقعی تم ویسے ہی ہو جیسی تمہاری تعریفیں میں نے سنی ہیں ـــــ میں ایک انتہائی ضروری کام سے ڈیتھی کے پاس آیا تھا۔ لیکن ڈیتھی واقعی تمہارے مقابلے میں چوہے کا بچہ ثابت ہوا ہے ـــــ تم پیشہ ور قاتل ہو۔ ٹھیک ہے" ـــــ براؤن نے کہا۔

"تم میرے متعلق اندازے مت لگاؤ ـــــ اپنی بات کرو اور سنو! ـــــ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ میں صرف تمہاری طرح سے تعریفیں سن کر اسے ضائع کرتا رہوں ـــــ مطلب کی بات کرو اور مختصر" ـــــ جوانا نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرے پاس تمہارے مطلب کا ایک کام ہے ـــــ اور معاوضہ بھی منہ مانگا دوں گا" ـــــ براؤن نے کہا۔

کسی کو قتل کرانا ہے" ـــــ جوانا نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

"ہاں ظاہر ہے ـــــ لیکن تفصیلات صرف اسی صورت میں بتاؤں گا جب تم ہاں کرو گے" ـــــ براؤن نے کہا۔

"سوری! ـــــ میں چھوٹے موٹے آدمیوں کو قتل کرنا اپنی توہین سمجھتا ہوں" ـــــ جوانا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور کار کے دروازے کی طرف مڑا۔

"چھوٹا موٹا قتل ہوتا تو میں تمہیں کہتا ہی کیوں ـــــ تمہارے سٹینڈرڈ کا کام ہے ـــــ یہ تمہارا ساتھی" ـــــ براؤن نے کار کی دوسری طرف کھڑے ہوئے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کی فکر نہ کرو ـــــ یہ میرا آدمی ہے" ـــــ جوانا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو سنو! ـــــ میں یہاں کے ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس کو قتل کرانا چاہتا ہوں ـــــ اس کا نام سر رحمان ہے" ـــــ براؤن نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور جوانا اس کی بات سن کر چونک پڑا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سر رحمان، عمران کے والد ہیں۔

"کام تو ٹھیک ہے ـــــ لیکن پہلے تم اپنا تعارف کراؤ۔ کیونکہ میں گھٹیا آدمیوں کا کام بھی نہیں کیا کرتا" ـــــ جوانا نے کہا۔

"میرا نام تو تم نے سن ہی لیا ہوگا ـــــ براؤن ہے میرا ـــــ میں دارالحکومت میں ہوٹل شبستان کا مینجر ہوں اس سے پہلے میں مختلف ہوٹلوں میں رہا ہوں اور زیر زمین دنیا میں میرے نام کی بڑی وقعت ہے" ـــــ براؤن نے جواب دیا۔

www.urdukorner.com

"تمہاری سر رحمان سے کوئی ذاتی دشمنی ہے" ——؟ جوانا نے
پوچھا۔

"یوں ہی سمجھ لو —— بہرحال تم معاوضہ بتاؤ —— اور یہ کام مجھے
جلد ہونا چاہیئے" —— براؤن کا لہجہ اس بار سپاٹ تھا۔

"سوری! —— تم جا سکتے ہو —— میں ذاتی دشمنی کی بنا پر قتل
حماقت سمجھتا ہوں —— ہاں! —— کسی بڑی تنظیم کا مسئلہ ہو تو او
بات ہے" —— جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دروازہ کھو
کر کار میں بیٹھنے لگا۔

"اگر میں کہوں کہ یہ بھی ایک بین الاقوامی تنظیم کا مسئلہ ہے تو
براؤن نے کار کے دروازے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں! —— اگر ایسا ہوتا تو تم پہلے ہی بتا دیتے" —— ج
نے کہا اور جوانا نے دروازہ بند کر دیا۔ جوزف بھی دوسری طرف
سے اندر بیٹھ چکا تھا۔

"تو پھر تم دونوں چھٹی کرو —— میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ اس
لئے اب تمہیں زندہ چھوڑنا حماقت ہے" —— براؤن نے
یکلخت کرخت لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے بغل سے مشین گن
نکالنے لگا۔ لیکن اسی لمحے جوانا نے پوری قوت سے درواز
کھولا اور دروازہ ایک زوردار جھٹکے سے براؤن کے سینے
ٹکرایا اور براؤن اچھل کر پشت کے بل سڑک پر گر گیا اس نے
شائد یہ سمجھا تھا کہ جوانا کار کے اندر بیٹھ جانے کی وجہ سے ب
ہو چکا تھا۔

براؤن کے نیچے گرتے ہی جوانا اچھل کر کار سے باہر نکلا اور
پھر اس سے پہلے کہ براؤن سڑک سے اٹھتا، جوانا نے اچھل
کر پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر لات ماری اور براؤن کے
حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ دوبارہ گر کر بری طرح تڑپنے
لگا۔ جوانا نے جھک کر اسے گردن سے پکڑ کر فضا میں بلند کیا اور
پھر اس کا دوسرے ہاتھ کا زوردار تھپڑ ہوا میں لٹکتے ہوئے براؤن
کے چہرے پر پڑا اور براؤن کے منہ سے کئی دانت اس طرح نکل کر
باہر آ گرے جیسے پھلجھڑیاں چھوٹتی ہیں۔ اس کا گال پھٹ گیا تھا۔
دوسرے لمحے اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور جسم ڈھیلا پڑ گیا جوانا نے
کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور اسے پچھلی سیٹ پر دھکیل کر دروازہ
بند کر دیا۔

"جوزف! —— تم اس کی کار لے آؤ —— ہم اسے دارالحکومت
میں کسی جگہ چھوڑ دیں گے —— البتہ اس براؤن کو رانا ہاؤس
لے جاتے ہیں تاکہ اس سے ساری تفصیلات معلوم کی جا سکیں۔
یہ مجھے کوئی لمبا چکر معلوم ہوتا ہے —— یہ بیچارہ میرے نام
کی وجہ سے مرعوب ہو کر سب کچھ بتا چکا ہے" —— جوانا نے
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا کار
سے باہر نکل گیا اور پھر پچھلی کار کی طرف بڑھا۔ چابی اگنیشن میں
موجود تھی۔ اس لئے وہ کار چلا کر آگے لے آیا۔ تب جوانا نے
اپنی کار سٹارٹ کی اور پھر وہ دونوں خاصی تیز رفتاری سے چلتے
ہوئے دارالحکومت کی طرف بڑھنے لگے۔ براؤن پچھلی سیٹوں کے

www.urdukorner.com

درمیان بےہوش پڑا ہوا تھا۔ البتہ جوانا بیک مرر پر نگاہیں رکھے ہوئے
تھا تاکہ کہیں اچانک ہوش میں آکر براؤن اس پر پیچھے سے
حملہ نہ کر سکے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار بھی آہستہ
رکھی تھی تاکہ جوزف پیچھے نہ رہ جائے۔

دارالحکومت میں داخل ہونے کے بعد جوانا نے کار کی رفتار
اور آہستہ کر لی اور جوزف اس کے ساتھ کار لے آیا۔

"بس کافی ہے ــــ یہیں کسی جگہ کار روک کر واپس آجاؤ۔"
جوانا نے کہا اور کار آگے بڑھا لے گیا۔ جوزف نے کار ایک سائیڈ
پر روکی اور نیچے اتر کر جوانا کی کار کی طرف بڑھ آیا۔

"اس کا خیال رکھنا ــــ یہ ہوش میں نہ آجائے" ــــ جوانا
نے جوزف کے بیٹھتے ہی براؤن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
کہا اور پھر کار کی رفتار یکلخت تیز کر دی۔

سُرخ رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے پہاڑی سڑک پر
دوڑ رہی تھی۔ سڑک ڈھلوانی اور خطرناک تو ویسے بنی تھی لیکن اس
وقت پہاڑوں پر شدید بارش ہو رہی تھی اور سڑک پر کسی آبشار کی
طرح بہتے ہوئے پانی نے سڑک کو انتہائی خطرناک اور پھسلواں بنا
دیا تھا۔ لیکن اس سڑک اور اس ماحول میں ہی سیاہ رنگ کی کار
خاصی تیز رفتاری سے اوپر کو چڑھی جا رہی تھی۔ اور کار کے اندر
سٹیرنگ پر بیٹھی ہوئی ایک نوجوان لڑکی نے ہونٹ بھینچ رکھے
تھے۔ اس کے سنہرے بال سُرخ رنگ کے ربن میں بندھے ہوئے
تھے اور اس کے جسم پر چھوٹا کوٹ اور چست پتلون تھی۔ کار کی
سائیڈ والی سیٹ پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس
کے دونوں بازو اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے وہ چہرے
سے انتہائی خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا۔ کار کی پوزیشن اس قدر خطرناک

www.urdukorner.com

تھی کہ ہر قدم پر یوں لگتا تھا جیسے کار ابھی پھسل کر سینکڑوں فٹ
گہرائی میں جا گرے گی اور خاص طور پر تنگ موڑ کاٹتے وقت آ
اس آدمی کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل جاتی۔

"خاموش بیٹھو ڈاکٹر! ـــ تم میری توجہ بٹا رہے ہو" ـــ لڑ
نے ایک موڑ کاٹ کر انتہائی سخت لہجے میں ساتھ بیٹھے ہوئے آد
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فار گاڈ سیک ـــ پلیز واپس چلو ـــ ہم صحیح سلامت ا
نہیں پہنچ سکتے" ـــ ڈاکٹر نے بھینچے بھینچے اور انتہائی خوفزد
لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں پہلے بتایا ہے ڈاکٹر! ـــ کہ میرا شوہر جان ک
کی حالت میں ہے ـــ اور ہو سکتا ہے کہ ہمارے پہنچنے تک
وہ مر چکا ہو ـــ لیکن کم از کم میرے دل میں یہ حسرت تو نہ رہے
گی کہ میں نے اس کے لئے طبی امداد کا بندوبست نہیں کیا" ـــ
لڑکی نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے کار تیزی سے گہرائی کی طرف لپکی۔ لیکن لڑکی نے
بڑی مہارت سے اُسے سنبھال لیا۔ چمکتی ہوئی بجلی کی روشنی میں
ڈاکٹر کا چہرہ کسی لاش کی طرح سفید نظر آ رہا تھا۔

"تت ـــ تت ـــ تم اُسے کار میں ڈال کر ساتھ لے آتیں"
ڈاکٹر نے بے چین لہجے میں کہا۔

"وہ کار میں ڈالنے کے قابل نہیں رہا تھا ڈاکٹر ـــ اس ک
جسم کا گوشت گل رہا تھا" ـــ لڑکی نے سپاٹ لہجے میں جواب

دیا اور اسی لمحے اس نے جیسے ہی ایک موڑ کاٹا ایک پہاڑی
چٹان پر ایک چھوٹا سا کاٹیج نظر آنے لگ گیا۔ کاٹیج کی کھڑکیاں
روشن تھیں۔ لڑکی نے کار کا رخ اسی کاٹیج کی طرف موڑ دیا۔ اور
چند لمحوں بعد کار اس کاٹیج کے آگے کو بڑھے ہوئے گیلری کے
پورٹیکو میں جا کر رک گئی۔

کار رکتے ہی لڑکی دروازہ کھول کر نیچے اتری اور پھر
بے تحاشا انداز میں دوڑتی ہوئی کاٹیج کے اندر بڑھ گئی۔ ڈاکٹر
اسی طرح سائیڈ سیٹ پر بندھا ہوا بیٹھا تھا۔

چند لمحوں بعد کاٹیج کا دروازہ کھلا اور لڑکی اسی طرح بے تحاشا
دوڑتی ہوئی کار کی طرف آئی۔ اس بار اس کا رخ ڈاکٹر والی سائیڈ
کی طرف تھا۔ اس نے جلدی سے کار کا دروازہ کھولا اور ڈاکٹر کو
ایک جھٹکے سے آگے کی طرف جھکا کر اس نے اس کے بازو پر
بندھی ہوئی رسی کھولنا شروع کر دی۔

"وہ ابھی زندہ ہے ڈاکٹر! ـــ اور یہ تمہارا پیشہ ورانہ فرض
ہے کہ تم اس کی زندگی بچاؤ ـــ تم بعد میں مجھے جو چاہے سزا
دے دینا۔ لیکن مریض کی زندگی بچانا تمہارا فرض ہے" ـــ
لڑکی نے رسی کھولتے ہوئے سرد لہجے میں کہا اور ڈاکٹر ایک طویل
سانس لے کر رہ گیا۔ وہ پہاڑوں سے نیچے ایک مکان میں رہتا
تھا۔ شدید بارش اور خوفناک طوفان میں جب لڑکی اس کے
پاس پہنچی تھی کہ وہ اس کے ساتھ اوپر پہاڑوں پر مریض دیکھنے
جائے تو ڈاکٹر نے اس موسم میں جانے سے انکار کر دیا۔ لیکن

www.urdukorner.com

لڑکی نے اس پر پستول تان لیا اور پھر اس نے پستول کی نال پر ڈاکٹر کو زبردستی لے جانا چاہا۔ لیکن جب ڈاکٹر نے مزاحمت کی تو اس لڑکی نے اسے تھپڑ مار کر نیچے گرا یا اور انتہائی پھرتی سے اپنی بیلٹ سے رسی نکال کر اس کے بازو پشت پر باندھے اور پھر اسے تقریباً گھسیٹتی ہوئی کار تک لے آئی اور ڈاکٹر کے احتجاج کے باوجود اس نے اسے کار کی سیٹ پر دھکیلا اور اس کے بعد اندر سے اس کا ایمرجنسی میڈیکل باکس اٹھا کر کار میں ڈالا اور کار چلاتی ہوئی اسے یہاں تک لے آئی تھی۔ ڈاکٹر اکیلا ایک ملازم کے ساتھ رہتا تھا لیکن آج ملازم چھٹی پر تھا۔

"ٹھیک ہے ——— میں اس کا علاج کروں گا" ——— ڈاکٹر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور جلدی سے اپنے بازو ملتا ہوا کار سے نیچے اتر آیا۔ ظاہر ہے یہاں پہنچ کر وہ انکار بھی نہ کر سکتا تھا۔ ایک تو اس کا پیشہ ورانہ تقاضا اس کے سامنے تھا اور دوسرے اسے یقین تھا کہ اب اگر اس نے انکار کیا تو لڑکی اسے گولی مار دے گی۔

"تھینک یو ڈاکٹر" ——— لڑکی نے کہا اور جلدی سے سیٹ کے نیچے پڑا ہوا بیگ اٹھایا اور ڈاکٹر کو بازو سے پکڑ کر دوڑتی ہوئی کاٹیج کے اندر داخل ہو گئی۔

ایک راہداری سے گذر کر جب ڈاکٹر ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں پہنچا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ کمرہ کسی شاندار لیبارٹری سے کم نہ تھا۔ ہر طرف لیبارٹری کا سامان پھیلا

ہوا تھا۔ فرش پر ایک خوبصورت سا غیر ملکی آنکھیں بند کئے پڑا تھا۔ اس کا جسم ننگا تھا اس نے صرف ایک انڈر ویئر پہنا ہوا تھا اور پورے جسم پر آبلے سے پڑے ہوئے تھے۔ جو پھٹ گئے تھے اور ان میں سے سُرخ اور پیلے رنگ کا ملا جُلا مادہ بہہ کر فرش پر اس کے جسم کے ساتھ اکٹھا ہو رہا تھا۔ نوجوان کا چہرہ تکلیف کی بے پناہ شدت سے تقریباً مسخ ہو چکا تھا۔ لیکن چہرے اور بازوؤں پر کوئی آبلہ نہ تھا۔ نوجوان کا سانس چل رہا تھا لیکن رُک رُک کر۔

"اس نے کوئی زہریلی چیز کھائی ہے" ——— ڈاکٹر نے نوجوان پر جھکتے ہوئے ساتھ کھڑی لڑکی سے پوچھا۔

"نہیں ڈاکٹر! ——— یہ ایک پتھر پر ریسرچ کر رہا تھا کہ پتھر یکلخت پھٹ گیا اور اس کے ریزے جہاں جہاں لگے وہاں وہاں آبلے پھوٹ پڑے ——— اس کا لباس میں نے اتارا ہے ——— یہ تو فوراً ہی بے ہوش ہو گیا تھا ——— ان ریزوں نے لباس میں ایسے سوراخ کر دیئے تھے جیسے تیزاب لگنے سے ہو گئے ہیں" ——— لڑکی نے کہا۔

ڈاکٹر نے ایک لمحے کے لئے غور سے نوجوان کو دیکھا۔ پھر اس نے جلدی سے اپنا ایمرجنسی بیگ کھولا اور اس میں سے مختلف انجکشنز نکال کر اس نے انہیں ایک شیشی میں مکس کیا اور پھر سرنج بھر کر اس نے شیشی میں موجود آدھا محلول نوجوان کے ایک بازو میں اور باقی آدھا اس کے دوسرے بازو میں انجیکٹ

www.urdukorner.com

کر دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک اور انجکشن تیار کیا اور اسے نوجوان کی کلائی کی رگ میں لگا دیا۔ تیسرا انجکشن لگانے کے بعد وہ خاموش بیٹھا نوجوان کو دیکھتا رہا۔

چند لمحوں بعد نوجوان کا رک رک کر چلتا ہوا سانس آہستہ آہستہ بحال ہونے لگ گیا۔ اور پھر اس کے آبلوں میں سے یکلخت نیلے رنگ کے بلبلے سے پھوٹنے لگے۔

"گڈ" ۔۔۔ ڈاکٹر کے منہ سے نکلا اور اس نے جلدی سے ایک اور انجکشن تیار کیا پھر اسے بھی دوسری کلائی کی رگ میں لگا کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ بچ گیا ہے مسز ۔۔۔۔" ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے قریب کھڑی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مسز ورتھا جان ۔۔۔ میرے شوہر کا نام جان آرک ہے۔" لڑکی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب اس کے اندر سے زہریلا مادہ باہر نکل رہا ہے۔ اور جیسے جیسے یہ مادہ باہر نکلے گا ۔۔۔ تمہارا شوہر تندرست ہوتا جائے گا ۔۔۔ جب یہ نیلے رنگ کا مادہ نکلنا ختم ہو جائے گا تب اس کے زخموں پر مرہم لگا دوں گا ۔۔۔ اس طرح یہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا" ۔۔۔ ڈاکٹر نے کہا۔

"اوہ ڈاکٹر! ۔۔۔ یو آر گریٹ ۔۔۔ ویری گریٹ ۔۔۔ آئی۔ ایم ویری سوری" ۔۔۔ لڑکی نے ڈاکٹر کے قدموں کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ نو بے بی! ۔۔۔ گریٹ تو تم ہو ۔۔۔ میں تمہاری ہمت، جرأت اور شوہر سے تمہاری محبت سے بے حد متاثر ہوا ہوں ۔۔۔ اب مجھے اپنے رویے پر شرمندگی ہو رہی ہے کہ ایک انسان کی جان بچانا میرا فرض تھا۔ لیکن میں نے اپنے فرض میں کوتاہی کی ہے ۔۔۔ یہ شکر ہے کہ تمہارے شوہر کی حالت خطرے سے باہر ہو گئی ہے ۔۔۔ اگر یہ مر چکا ہوتا تو یقین کرو۔ میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہ کرتا" ۔۔۔ ڈاکٹر نے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا اور لڑکی کو بازوؤں سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔

"نہیں ڈاکٹر! ۔۔۔ واقعی موسم ایسا تھا کہ اس موسم میں پہاڑوں پر کار چلانا خودکشی کے مترادف تھا ۔۔۔ میں تو بہر حال مجبور تھی لیکن ۔۔۔ ٹھیک ہے ڈاکٹر! ۔۔۔ تم بیٹھو۔ میں تمہارے لئے کافی بنا کر لاتی ہوں" ۔۔۔ لڑکی نے بات بدلتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ڈاکٹر کو ایک طرف پڑی ہوئی کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"لیکن ڈاکٹر! ۔۔۔ پلیز یہاں کسی چیز کو ہاتھ مت لگانا۔ یہاں بے شمار انتہائی خطرناک چیزیں موجود ہیں" ۔۔۔ لڑکی نے دروازے کے قریب رکتے ہوئے کہا۔

"ڈونٹ وری بے بی! ۔۔۔ میں سمجھتا ہوں" ۔۔۔ ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور لڑکی دروازے سے باہر نکل گئی۔ ڈاکٹر اب مریض کے ساتھ ساتھ لیبارٹری میں موجود ہر چیز

www.urdukorner.com

کا بغور جائزہ لینے لگا۔ اب اُسے احساس ہو رہا تھا کہ یہ لیبارٹری کسی ماہر معدنیات کی ہے۔ کیونکہ جگہ جگہ عجیب و غریب رنگوں اور ساختوں کے پتھر پڑے تھے۔ الماری میں موجود شیشیوں میں بھی مختلف قسم کے پتھروں کے ٹکڑے، ریت اور مٹی وغیرہ بھری ہوئی تھی۔

ابھی ڈاکٹر یہ سب کچھ دیکھ ہی رہا تھا کہ لڑکی اندر داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں کافی کی ایک پیالی تھی۔ اس نے پیالی ڈاکٹر کی طرف بڑھا دی اور پھر اپنے شوہر کو دیکھنے لگی۔

اب نوجوان کا مسخ شدہ چہرہ صحیح ہوتا جا رہا تھا۔ سانس بھی اب ٹھیک ہو گیا تھا۔ اور آبلوں میں سے نکلنے والے نیلے رنگ کے مادے کی مقدار بھی کافی کم ہو گئی تھی۔

"یہ کیسا پتھر تھا مسز ورتھا! ـــ جس نے مسٹر جان آرک کی یہ حالت کی ہے" ــــ؟ ڈاکٹر نے کافی کی چسکیاں لیتے ہوئے تعجب بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اسے آپ نہیں سمجھ سکتے ـــ اس لئے اس کے متعلق بات کرنا ہی فضول ہے" ــــ مسز ورتھا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور ڈاکٹر خاموش ہو گیا۔

کافی ختم کر کے ڈاکٹر نے پیالی واپس ورتھا کو دی اور اُٹھ کر جان آرک پر جھک گیا۔ اس نے اسے ایک اور انجکشن لگایا اور پھر بیگ سے ایک ٹیوب نکال کر اس میں موجود سفید رنگ کی مرہم اس نے نوجوان کے آبلوں پر لگا کر کپاس سے اسے اچھی

طرح پھیلا دیا۔ آبلے نوجوان کے سینے اور پیٹ پر ہی تھے اس کے بازو، ٹانگیں اور پشت بچی ہوئی تھی۔

اچھی طرح مرہم لگا کر ڈاکٹر دوبارہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اسی لمحے جان آرک نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"جان! ـــ دیکھو ڈاکٹر نے تمہیں بچا لیا ہے" ـــ لڑکی نے جان آرک پر جھکتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"واقعی! ـــ حیرت ہے ـــ لیکن ڈاکٹر اس موسم میں" ـــ جان نے کراہتے ہوئے انداز میں ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اسے زبردستی اغوا کر کے لائی ہوں" ـــ ورتھا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شکریہ ڈاکٹر! ـــ یہ میری بیوی انتہائی جذباتی ہے ـــ اس نے آپ کو تکلیف دی" ـــ جان نے اُٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اب اس کا چہرہ مکمل طور پر بحال ہو چکا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ـــ یہ میرا فرض تھا ـــ لیکن ابھی تم نے آرام کرنا ہے" ـــ ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر جان آرک کو بازو سے پکڑ کر اُٹھنے میں مدد دیتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ڈاکٹر! ـــ بس اچانک ہی سب کچھ ہو گیا" ـــ جان نے اُٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اب تم کیسا محسوس کر رہے ہو جان" ـــ ورتھا نے پوچھا۔

"بالکل ٹھیک! ـــ اب مجھے تکلیف کا قطعاً احساس نہیں ہے ـــ مجھے ایک بار پھر ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے" ـ

www.urdukorner.com

جان نے کہا۔

"بس تمہاری زندگی بچ گئی ہے —— میرے لئے یہی بڑی بات ہے —— لیکن میرے خیال میں ابھی موسم خراب ہے"۔ ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بے حد خراب ہے ڈاکٹر" —— ورتھا نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے اچانک کوٹ کے اندر سے ریوالور نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر کچھ سمجھتا، ایک دھماکہ ہوا اور ساتھ ہی ڈاکٹر کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ الٹ کر پشت کے بل پیچھے پڑی ہوئی کرسی پر گرا اور پھر کرسی سمیت فرش پر جا گرا۔ اس کی پیشانی میں سوراخ ہو چکا تھا۔ وہ نیچے گرنے تک ختم ہو چکا تھا۔

"اس کی موت ضروری تھی جان! —— ورنہ ہم سب پر عیاں ہو جاتے اور ہمارے مخالف ہمیں آسانی سے دبوچ لیتے" —— ورتھا نے بڑے سرد لہجے میں ریوالور کی نال کو پھونک مارتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں ورتھا! —— لیکن کہیں پیچھے اس ڈاکٹر کی تلاش نہ شروع ہو جاتے" —— جان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں! —— یہ اپنے مکان میں اکیلا تھا —— اور کسی کو اس کے یہاں آنے کا علم نہیں ہے" —— ورتھا نے ریوالور واپس کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ اس کی لاش کو اٹھا کر تیزاب کے تالاب میں ڈال دو۔ تاکہ اس کی یہاں موجودگی کا کوئی نشان باقی نہ رہے

ان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے —— تم جا کر اندر کمرے میں لیٹو —— میں اس
مام بندوبست کر کے آتی ہوں" —— ورتھا نے کہا اور جان
ہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

لیبارٹری سے باہر نکل کر جان اسی راہداری میں آیا اور پھر اس
ہداری کے آخری سرے پر موجود دروازہ کھول کر وہ ایک چھوٹے
ے کمرے میں پہنچ گیا جہاں ایک ڈبل بیڈ پڑا ہوا تھا۔ ڈبل بیڈ پر
بڑی احتیاط سے پشت کے بل لیٹ گیا۔ چند لمحے وہ خاموش
باہر سے آوازیں سننے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر وہ آہستہ سے
ٹھا اور اس نے بیڈ کے نیچے ہاتھ بڑھا کر کسی چیز کو ٹٹولا۔ چند
ں بعد جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس میں ایک چپٹا سا باکس
ا۔ اس نے باکس پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو —— ایچ۔ پی ڈان اٹنڈنگ" —— چند لمحوں بعد ہی
ں باکس سے ایک مدھم سی آواز سنائی دی۔ بیڈ پر لیٹے ہوئے
ن کی نظریں مسلسل دروازے کی طرف لگی ہوئی تھیں۔

"جان آرک بول رہا ہوں ڈان" —— جان نے آہستہ لہجے
ں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے جان! —— تمہاری آواز میں کچھ دھیما پن ہے"
ان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں —— بس اچانک ایک حادثہ ہو گیا تھا —— مرتے
تے بچا ہوں —— لیکن تمہارے لئے خوشخبری ہے۔ میں نے

www.urdukorner.com

کے. وِن کو علیحدہ کرنے کا فارمولا تلاش کر لیا ہے ـــــ اب
آسانی سے ان پتھروں سے علیحدہ ہو سکتا ہے" ـــــ جان
مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا ـــــ کیا کہہ رہے ہو ـــــ کے. وِن کو ان پتھروں
جذب ہونے کے بعد علیحدہ کیا جا سکتا ہے" ـــــ دوسری ط
سے بولنے والے ڈان کی آواز میں بے پناہ تعجب تھا۔

ہاں بالکل ا ـــــ اسی کی دریافت میں تو یہ حادثہ ہوا تھا
بہرحال میرا خیال درست نکلا ہے ـــــ اسے علیحدہ کیا جا
ہے ـــــ تم روسیاہ خفیہ اطلاع بھجوا دو اور اپنی ٹیم کو تیار
جیسے ہی کے. وِن علیحدہ ہو گا میں اشارہ کر دوں گا۔ تم لوگ چ
مار دینا" ـــــ جان نے مدھم لہجے میں کہا۔

"تم نے اچھا کیا اطلاع کر دی ـــــ ورنہ میں اور جیمنی کو لینن
گیا، روسیاہ والے بھی سمجھتے تھے کہ جذب شدہ معمولی مقدار
علیحدہ نہیں کی جا سکتی ـــــ بہرحال تم فکر نہ کرو ـــــ ہم تیار ر
گے" ـــــ ڈان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پہلے میں بھی مایوس ہو گیا تھا ـــــ لیکن اچانک ایک فار
کامیاب ہو گیا ـــــ گو اس نے مجھے شدید زخمی تو کر دیا ہے
لیکن بہرحال میں کامیاب ہو گیا ہوں" ـــــ جان نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ پھر اب اس کو علیحدہ کرنے اور اپ
ملک لے جانے کا ورتھا نے کیا پروگرام بنایا ہے" ـــــ؟ ڈا

پوچھا۔
علیحدہ کرنے کا کام تو میں چند روز بعد شروع کروں گا ـــــ باقی
رام کا علم ورتھا کو ہو گا ـــــ وہ مجھے کہاں بتاتی ہے۔ بہرحال
وِن علیحدہ ہوتے ہی میں اشارہ کر دوں گا۔ اس کے بعد
کام تم نے خود کرنا ہے" ـــــ جان نے کہا۔
تم اس کی فکر نہ کرو ـــــ یہ کام ہو جائے گا۔ تم صرف اشارہ کر
ـــــ ڈان نے کہا۔
بس یہ خیال رکھنا کہ ورتھا کو میرے ڈبل ایجنٹ ہونے کا علم
چلنے ـــــ وہ بے حد سفاک عورت ہے۔ وہ ایک لمحے
مجھے گولی مار دے گی" ـــــ جان نے کہا۔
اسے کیسے پتہ چل سکتا ہے ـــــ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
ہی کارروائی اس انداز میں کریں گے کہ کسی کو تم پر شک نہ ہو گا
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
وسکے ا ـــــ بہرحال یہ تمہارا کام ہے جس طرح مناسب
کرو ـــــ میں نے اپنا کام کر دیا ہے" ـــــ جان نے
دیا۔
فکر نہ کرو جان ا ـــــ ارے ہاں ! ـــــ ورتھا کیا کر رہی
ـــــ؟ ڈان نے چونک کر پوچھا۔
ورتھا لیبارٹری میں ہے ـــــ اب میں کال بند کر رہا ہوں۔
ہے کہ وہ آنہ جائے" ـــــ جان نے جلدی سے کہا اور
کا بٹن آف کر کے اس نے جلدی سے اسے بیڈ کے نیچے

www.urdukorner.com

واپس اس کی جگہ پہنچا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ورتھا دروازے پر نمودار ہوئی۔

"اب کیا حال ہے تمہارا جان" ــــ ورتھا نے مسکراتے ہوئے جان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اب قدرے بہتر محسوس کر رہا ہوں" ــــ جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے ڈیتھم نے اطلاع دی ہے کہ جینی کولینز اور اس کے ساتھیوں کو دارالحکومت میں دیکھا گیا ہے ــــ انہوں نے یہاں ہوٹل شبستان میں ڈیرہ ڈالا ہوا ہے اور انہوں نے ایک میجک شو بھی کیا ہے ــــ اور پھر وہ سب اس ہوٹل کے مالک نواب شہریار خان کی حویلی میں مہمان بن کر گئے ہیں یہ بھی پتہ چلا ہے کہ نواب شہریار خان انہی پہاڑیوں کی طرف ایک بڑی حویلی میں رہتا ہے ــــ بہت بڑا جاگیردار اور سنکی سا آدمی ہے۔ اس کی ایک بیٹی بھی ہے" ــــ ورتھا نے سنجیدہ لہجے میں جان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ! ــــ یہ اطلاع تو بے حد اہم ہے ــــ جینی کا ایسے موقع پر یہاں ٹپکنا ــــ اور پھر ان پہاڑیوں کے کسی جاگیردار کا مہمان بننا ــــ یہ سب باتیں بتا رہی ہیں وہ کسی خاص چکر میں ہے" ــــ جان نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ لازماً ہمارے چکر میں آئی ہے ورنہ

عقب میں نہ آتی ــــ لیکن اسے ہماری یہاں موجودگی کا علم کیسے ہوا۔ یہ ایک عجیب بات ہے ــــ اور یہ بھی پتہ چلا ہے کہ جن پہاڑیوں پر ہم کام کر رہے ہیں اس سے ملحقہ علاقے کا جاگیردار سنٹرل انٹیلی جنس کا سربراہ سر رحمان ہے ــــ نواب شہریار خان اور سر رحمان نگر کے جاگیردار ہیں ــــ البتہ نواب شہریار خان اپنی جاگیر پر رہتا ہے ــــ جب کہ سر رحمان دارالحکومت میں رہتا ہے۔ یہاں جاگیر پر ان کے ملازم رہتے ہیں" ــــ ورتھا نے کہا۔

"ہوں! ــــ تمہارا اندازہ درست ہو سکتا ہے کہ جینی کو بھی کے۔ ون کی سُن گُن پڑ گئی ہے ــــ وہ بھی یقیناً اسی چکر میں یہاں آئی ہو گی ــــ لیکن اسے اطلاع کس طرح ملی ــــ؟ یہ واقعی سوچنے والی بات ہے" ــــ جان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم میں سے کوئی غدار موجود ہے۔ اس نے یقیناً ہماری کوششوں کی رپورٹ پہنچا دی ہو گی ــــ ہو سکتا ہے کہ ہماری یہ لیبارٹری ان کی نگاہوں میں ہو" ــــ ورتھا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"نہیں ورتھا! ــــ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ اس لیبارٹری کی تفصیلات کے بارے میں تو سوائے میرے اور تمہارے اور کوئی شخص بھی واقف نہیں ہے" ــــ جان نے جواب دیا۔

"بہرحال ٹھیک ہے ــــ اگر وہ ہمارے راستے میں آئی تو

www.urdukorner.com

"پھر اس کا خاتمہ ضروری ہو جائے گا" ——— ورتھا نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

" یہ جیفنی کولینز درحقیقت کون ہے ورتھا" ——— جان نے ورتھا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" بظاہر وہ سوئٹزرلینڈ کی سرکاری ایجنٹ ہے۔ لیکن دراصل اس کے تعلقات کے۔جی۔بی سے بھی ہیں ——— وہ ڈبل ایجنٹ ہے ——— انتہائی چالاک۔ عیار اور خطرناک ایجنٹ ہے" ——— ورتھا نے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" اوہ ! ——— اگر وہ سوئٹزرلینڈ کی سرکاری ایجنٹ ہے تو تم بھی تو سوئٹزرلینڈ کی ایجنٹ ہو ——— تم نے اسے ٹریس کیوں نہیں کیا ——— تم سرکاری طور پر ایسا کر سکتی ہو" ——— جان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے جان ! ——— یہ پیچیدہ مسائل ہیں ——— تم انہیں مجھ پر چھوڑ دو اور صرف اپنے کام پر توجہ رکھو ——— کے۔ون کو پتھروں سے علیحدہ کرنے کا فارمولا تم نے بہرحال ایجاد کر لیا ہے ——— یہ ہمارے لئے بڑی خوشی کی بات ہے ——— لیکن یہ فارمولا کیا ہے۔ مجھے تفصیل سے بتاؤ" ——— ورتھا کا لہجہ خشک تھا۔

" اب تجزیہ تو تمہارے سامنے ہوا ہے ——— آرکس پوائنٹ تھری اسے پھاڑ دیتا ہے ——— اس لئے آرکس پوائنٹ ٹو کا سپرے اس پر کیا جائے اور اس کے بعد اس پر الیون سکس بی

سپرے کر دیا جائے تو کے۔ون آسانی سے علیحدہ ہو جائے گا" ——— جان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" کیا تمہیں یقین ہے کہ تم نے یہ فارمولا کے۔جی۔بی تک نہیں پہنچایا ——— ؟" ورتھا نے بغور جان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

" تم نے یہ کیسے سوچا کہ میں ایسا کر سکتا ہوں" ——— جان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس لئے کہ تم نے روسیاہ والوں کو اس سارے پروجیکٹ کی اطلاع دی ہے ——— اور ابھی تمہاری ڈان سے ہونے والی گفتگو میں دروازے سے باہر کھڑی سنتی رہی ہوں ——— گو اس گفتگو میں تم نے ڈان کو فارمولا نہیں بتایا۔ لیکن بہرحال تم غدار ہو ——— اور میں غداروں کو ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتی" ——— ورتھا نے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

" کک ——— کک ——— کیا کہہ رہی ہو" ——— جان بری طرح بوکھلا کر اُٹھ بیٹھا۔

" مسٹر جان آرک ! ——— میں تمہارے نازنخرے اٹھانے اور تمہاری بیوی تک بننے کے لئے اس لئے اب تک مجبور تھی کہ تمہارے علاوہ اور کوئی آدمی اس قابل نہ تھا کہ کے۔ون تلاش کر کے اُسے پہچان سکے۔ اُسے نکالے اور سنبھالنے کے تجربات کر سکے ——— لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم بھی ڈبل ایجنٹ ہو ——— تمہارا تعلق کے۔جی۔بی سے ہے ——— میرے پاس تمہاری اس

www.urdukorner.com

گفتگو کی ٹیپ موجود ہے جس میں تم نے یہاں لیبارٹری بنانے اور کے۔ وِن کی تلاش کے بارے میں ہمارے تمام پروجیکٹ کی تفصیلات کے۔ جی۔ بی کو سپیشل کوڈ میں دی تھیں ____ تمہاری جو گفتگو جینی کولینز سے ہوئی وہ بھی میرے پاس ریکارڈ ہے۔ تم ورتھا کو ایک عام ایجنٹ سمجھ رہے تھے۔ لیکن تمہیں شاید معلوم نہیں کہ میں ایکریمیا کی ٹاپ سپر ایجنٹ بھی ہوں اور میرا نمبر تھری وِن وِن ہے" ____ ورتھا کے لہجے میں انتہائی سختی تھی اور جان آرک کی آنکھیں بری طرح پھیل گئی تھیں۔

"تت ___ تت ___ تم ورتھا ___ تم ___ تمہیں یہ ___" جان آرک بری طرح بوکھلایا ہوا تھا۔

"ہاں! ___ مجھے سب کچھ معلوم تھا ___ لمحہ لمحہ کی رپورٹ میرے پاس موجود ہے ___ میں نے خفیہ طور پر یہاں ایسے انتظامات کر لئے تھے اور یہ بھی سن لو کہ میں اپنی جان پر کھیل کر اس ڈاکٹر کو تمہارے علاج کے لئے یہاں لے آئی تھی اس لئے نہیں کہ مجھے تم سے محبت تھی ___ بلکہ میں صرف تم سے یہی پوچھنا چاہتی تھی کہ تمہارے ذہن میں کے۔ وِن علیحدہ کرنے کے لئے کیا پلان ہے۔ کیونکہ میں اسے پوری طرح سمجھ نہ سکی تھی ___ اور اب میں نے تسلی کر لی ہے۔ اس لئے اب تم فارغ" ____ ورتھا نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک بار پھر دھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی جان حلق سے چیخ نکلی اور الٹ کر بیڈ پر گرا۔ اسے بھی گولی لگی۔

کے درمیان پڑی تھی۔ شاید جان آرک کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس کے سامنے بچہ سمجھے جانے والی ورتھا دراصل اس قدر خوفناک عورت ہوگی۔

"میں اپنی راہ میں حائل ہونے والی ہر رکاوٹ کو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر دور کر دینے کی عادی ہوں مسٹر جان آرک" ____ ورتھا نے پھونک مار کر ریوالور کی نال سے نکلنے والی دھوئیں کی لکیر کو فضا میں پھیلایا اور پھر تیزی سے واپس مڑی اور پھر اس کمرے سے نکل کر وہ تیزی سے بھاگتی ہوئی دوبارہ لیبارٹری میں گئی۔ اس نے جلدی سے لکڑی کی بنی ہوئی ایک بڑی الماری کو ایک سائیڈ میں کھسکایا اور اس کے پیچھے لکڑی کی دیوار اور الماری کی پشت کے درمیان رکھے ہوئے ایک سرخ رنگ کے گتے کی شیٹ باہر نکال لی اور پھر اس شیٹ کو درمیان سے توڑ کر دو کیا۔ اس گتے پر پہلے سے ایسے نشانات موجود تھے جو ظاہر کرتے تھے کہ انہیں آسانی سے ٹکڑے کیا جا سکتا ہے۔ پھر ان دو ٹکڑوں کو اس نے مزید دو دو ٹکڑوں میں تبدیل کیا۔ اس طرح شیٹ چار ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی تو اس نے ایک ٹکڑا لیبارٹری میں موجود لکڑی کی میز پر رکھا اور تیزی سے اس کا ایک کونا چٹکی سے مروڑا اور پھر اس گتے کے اوپر چڑھی ہوئی سنگر نما شیٹ علیحدہ کی اندر سے گتے کا رنگ زرد تھا۔ پھر دوسرے ٹکڑے اٹھا کر وہ لیبارٹری سے باہر نکلی اور اس نے ایک ٹکڑا بیڈ روم میں، ایک ڈرائنگ روم میں اور چوتھا ٹکڑا اس نے ایک اور کمرے میں رکھا۔

www.urdukorner.com

ان پر موجود تیلی شیٹیں ہٹائیں اور خود تیزی سے دوڑتی ہوئی کاٹیج سے باہر نکل آئی۔ باہر اس کی سرخ رنگ کی کار موجود تھی۔ کار کا دروازہ کھول کر وہ اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی۔ بارش کا زور اگرچہ ٹوٹ گیا تھا۔ لیکن بارش بہرحال جاری تھی۔ ورتھا۔ تیزی سے کار بیک کی اور پھر اسے موڑ کر واپس مین روڈ کی طرف بڑھنے لگی۔

مین روڈ پر پہنچ کر اس نے کار کا رخ نیچے کی طرف کیا اور روک کر اس کے ڈیش بورڈ کو کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکال کر وہ کار سے باہر نکل آئی۔ اس نے ڈبے پر موجود مختلف بٹن دبائے تو ڈبے میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ اس کی نظریں سامنے موجود کاٹیج پر جم گئیں۔

وہ چند لمحوں تک خاموش کھڑی کاٹیج کو دیکھتی رہی جس کی کھڑکیوں سے اب بھی روشنی باہر جھانک رہی تھی اور پھر اس نے ڈبے کے کونے میں موجود سرخ رنگ کے بٹن کو انگوٹھے سے پریس کر دیا۔ اس کے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ڈبے میں سے نکلنے والی آواز بند ہو گئی۔ اور اس نے ڈبہ ایک طرف پہاڑی چٹانوں میں اچھال دیا۔ اب وہ خاموش کھڑی کاٹیج کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ اور پھر چند لمحے مزید گذرے تھے کہ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

کاٹیج میں سے اب آگ کے شعلے نکلنے لگے تھے۔ اور پھر

www.urdukorner.com

دیکھتے ہی دیکھتے ان شعلوں نے پورے کاٹیج کو ڈھانپ لیا۔ اوپر سے بارش مسلسل جاری تھی۔ لیکن آگ بجھنے کی بجائے لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھی اور کاٹیج اب دھڑا دھڑ جل رہا تھا۔ دیکھتے دیکھتے ہی پورا کاٹیج جل کر ڈھیر ہونے لگا۔

اور پھر ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور جلتا ہوا کاٹیج یکلخت فضا میں اچھلا اور پھر اس کا جلتا ہوا ملبہ ادھر ادھر چٹانوں میں پھیلتا چلا گیا۔ ورتھا بڑے مطمئن انداز میں دوبارہ کار میں بیٹھ گئی۔

"صبح تک یہاں کسی چیز کا نام و نشان تک نہ ہو گا ——— نہ لاشوں کا نہ جلنے کا ——— بس چٹانیں ہی چٹانیں ہوں گی"۔ ورتھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کار ——— کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔

عمران بانو کے ساتھ چلتا ہوا حویلی کی لمبی، چوڑی اور شاہانہ انداز میں سجی ہوئی راہداری سے گذر کر ایک بڑے ڈائننگ ہال میں داخل ہوا۔

یہ ڈائننگ ہال انتہائی وسیع و عریض تھا۔ جس کے درمیان میں ایک جہازی سائز کی ڈائننگ ٹیبل موجود تھی۔ یہ ڈائننگ ٹیبل عام سائز سے تقریباً چھ گنا بڑی تھی اور کم از کم تیس کرسیوں کی تھی۔ ہال میں روشنیاں مدھم تھیں اور ڈائننگ ٹیبل پر خوبصورت اور منقش پیالوں میں اونچی اور بڑی بڑی شمعیں روشن تھیں جس کی وجہ سے ماحول بڑا قدیم اور رومانٹک ہو گیا تھا۔

نواب شہریار خان ایک سائیڈ پر اکیلا بیٹھا ہوا تھا جبکہ ایک سائیڈ پر ایک نوجوان آدمی جس نے سر پر پگڑی پہنی ہوئی تھی بیٹھا تھا۔ اور اس کے قریباً چھ ساتھی ترتیب میں بیٹھے ہوئے تھے۔

ان چھ ساتھیوں میں دو غیر ملکی لڑکیاں تھیں جن میں سے ایک لڑکی پروفیسر کے بالکل ساتھ اور دوسری سب سے آخر میں بیٹھی ہوئی تھی۔

"یہ میری بیٹی بانو ہے —— اور یہ ہمارا مہمان عمران ہے میرے پرانے دوست سر رحمان کا بیٹا علی عمران —— جس طرح آپ لوگ یہاں پہلی بار آئے ہیں —— اسی طرح اتفاق سے یہ بھی پہلی بار آیا ہے" —— نواب شہریار خان نے بانو اور عمران کا تعارف اس غیر ملکی لڑکی سے کراتے ہوئے کہا۔

"یہ پروفیسر اے۔ بی۔ سی ہیں —— شعبدہ بازی کے ماہر —— اور یہ ان کی دوست —— کیا نام بتایا تھا ذرا مشکل سا نام ہے" —— نواب شہریار خان نے کہا۔

"جینی کولینز جناب" —— لڑکی نے خود ہی اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں جینی کولینز —— اور باقی پروفیسر کے ماتحت ہیں" —— نواب شہریار خان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بانو اور عمران رسمی فقرے کہہ کر میز کی دوسری سائیڈ پر بیٹھ گئے۔

عمران نے مارک کیا کہ جینی کولینز کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں جبکہ عمران کے چہرے پر ایسی شرماہٹ اور لوکھلاہٹ تھی جیسے کوئی انتہائی پردہ دار لڑکی کو اچانک برقعہ اتروا کر مردوں کی محفل میں لا کر بٹھا دیا گیا ہو۔ وہ بُری طرح شرمانے کی بھرپور اداکاری کر رہا تھا۔

"یہ عمران صاحب تو لڑکیوں کی طرح شرما رہے ہیں" —— اچانک

www.urdukorner.com

جینی نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور عمران کا چہرہ شرم سے اور زیادہ سرخ ہوگیا اور اس نے نظریں جھکا لیں۔

"کمال ہے ــــ ابھی تو تم اچھے بھلے تھے ــــ خوب اونچی اونچی باتیں کر رہے تھے" ــــ بانو نے حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مم ــ مم ــ مجھے ــ بب ــ بب ــ بازو ــ نظر آ رہے ہیں ــ اور اماں بی کہتی ہیں کہ ننگے بازو دیکھنے سے گناہ ہوتا ہے" ــــ عمران نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ننگے بازو! ــ کیا مطلب" ــــ؟ نواب شہریار خان اور بانو بیک آواز ہو کر بولے۔

"ان مم ــ مم ــ محترمہ کے ــ سفید سفید ننگے ــــ" عمران نے جینی کی طرف اشارہ کر کے دوبارہ نظریں جھکا لیں اور بانو اور نواب شہریار خان سمیت سب ہنس پڑے۔

"کیا بکواس ہے یہ ــــ یہ تو ان کا لباس ہے" ــــ بانو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لباس! ــ تو کیا یہ ننگے نہیں ہیں ــ کمال ہے۔ بالکل انسانی کھال جیسا لباس ــــ حیرت ہے" ــــ عمران نے اس طرح چونک کر حیرت سے سامنے بیٹھی جینی کے بازوؤں کو گھورتے ہوئے کہا کہ جینی کی ہنسی نکل گئی۔

"یہ لباس نہیں ــــ واقعی ننگے ہیں یہ" ــــ جینی نے کہا۔

"ارے دیکھا ــــ میں نے کہا نہیں تھا ــــ اللہ توبہ ــــ اللہ میاں معاف کرنا ــــ دوزخ میں نہ ڈالنا ــــ میرا کوئی قصور نہیں ہے" ــــ عمران نے جینی کا فقرہ سنتے ہی انتہائی بوکھلاہٹ آمیز لہجے میں کہا اور پھر جلدی سے جھک کر میز پر ناک رگڑنا شروع کر دی۔

"یہ کیا حماقت ہے عمران! ــــ سیدھے ہو کر بیٹھو ــــ تم ہمارے مہمان ہو" ــــ نواب شہریار خان کو اس بار واقعی غصہ آگیا تھا۔

"حماقت نہیں نواب صاحب! ــــ گناہ ــــ دوزخ کے فرشتے کوڑے مارتے ہیں ــــ سچی اماں بی کہتی ہیں" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"بانو! ــــ اسے سمجھاؤ ــــ یہ ہماری توہین کر رہا ہے اور ہم بار بار توہین برداشت نہیں کر سکتے" ــــ نواب شہریار خان نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران! ــــ تم نے کبھی شعبدہ بازی دیکھی ہے" ــــ بانو نے موضوع بدلنے کی خاطر کہا۔

"ہاں ــــ کئی بار" ــــ عمران نے یکلخت سیدھا ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"کہاں دیکھی ہے" ــــ؟ بانو نے چونک کر پوچھا۔

"میرا باورچی ہے رانا سلیمان پاشا ــــ وہ بڑا شوقین ہے میں اسے گرم مصالحہ لینے کے لئے بھیجتا ہوں ــــ اور وہ لے آتا

www.urdukorner.com

ہے شعبدہ ۔۔۔ میں اسے کہتا ہوں کہ جاکر مونگ کی دال لے آؤ مگر جب وہ واپس آتا ہے تو اس کی بغل میں شعبدہ ہوتا ہے اور پھر چاہے میں بھوکا مر جاؤں ۔۔۔ اس کی بازی ہی ختم نہیں ہوتی" ۔۔۔۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا بکواس ہے ۔۔۔ کیا تم ہمارے مہمان پروفیسر کا مذاق اڑا رہے ہو" ۔۔۔۔ نواب شہریار خان نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"مہمان پروفیسر کا مذاق ۔۔۔ ارے نہیں نواب صاحب! میں سچ کہہ رہا ہوں ۔۔۔ اسے بڑی علت ہے اس شعبدہ بازی کی ۔۔۔ میں تو تنگ آگیا ہوں ۔۔۔ سارے فلیٹ میں وہ شعبدے ہی شعبدے پھرتے رہتے ہیں غٹر غوں کرتے ۔۔۔ ہر جگہ خراب کر دیتے ہیں ۔۔۔ لیکن وہ باز ہی نہیں آتا" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شعبدے غٹر غوں کرتے ہیں ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ ؟ اس بار پروفیسر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے غٹر غوں ہی کر سکتے ہیں جو زبان اللہ میاں نے انہیں دی ہے ۔۔۔ اب وہ فارسی تو بولنے سے رہے"۔ عمران نے اس طرح کہا جیسے پروفیسر کی جہالت پر اسے رونا آرہا ہو۔

"کیا تم کبوتروں کی بات کر رہے ہو" ۔۔۔ ؟ اس بار بانو نے کہا۔

"کبوتر ۔۔۔ ہاں تم انہیں کبوتر بھی کہہ سکتی ہو ۔۔۔ لیکن میرا باورچی آغا سلیمان پاشا انہیں شعبدہ کہتا ہے ۔۔۔ وہ آسمان پر پلٹنیاں کھاتے ہیں ۔۔۔ یکلخت پر سمیٹ کر گرتے ہیں جیسے مر گئے ہوں ۔۔۔ پھر قلابازیاں کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ واقعی شعبدے ہیں ۔۔۔ لیکن میری بھوک ۔۔۔ بس مجھے اسی بات سے چڑ ہے" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس بار بانو اس طرح ہنسی کہ اس کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔

"بانو! ۔۔۔ کیا اس احمق کے ساتھ تم بھی احمق بن گئی ہو ۔۔۔ میں سر رحمان سے بات کروں گا ۔۔۔ اسے تو پاگل خانے میں ہونا چاہیئے" ۔۔۔۔ نواب شہریار خان نے اپنی بیٹی بانو کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی کو کہنے کی کیا ضرورت ہے ۔۔۔ وہ تو یہیں اب بھی وہیں موجود ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور نواب شہریار خاں کا چہرہ یکلخت سیاہ پڑ گیا وہ اچانک اپنی کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"کہاں مر گئے تم اسلم ۔۔۔ طالب! ۔۔۔ سب لوگ آؤ۔ جلدی سے آؤ اور اسے اٹھا کر حویلی سے باہر پھینک آؤ ۔۔۔ ورنہ میں اسے گولی مار دُوں گا" ۔۔۔۔ نواب شہریار خان نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

دوسرے لمحے ہال کے دروازوں سے دس بارہ قوی ہیکل نوجوان تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

www.urdukorner.com

"اباجان! ___ پلیز آپ ان کی باتوں کا خیال نہ کریں ___ یہ معصوم سے آدمی ہیں ___ پلیز کھانا شروع کیجئے" ___ بانو نے بےتکلفت مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"ہرگز نہیں ___ میں اب اس احمق کو مزید برداشت نہیں کرسکتا" ___ نواب شہریار خان نے بُری طرح پیر پٹختے ہوئے جواب دیا۔

"بالکل بالکل نواب صاحب! ___ احمقوں کو برداشت نہیں کیا جاسکتا ___ آپ بالکل درست فرمارہے ہیں" ___ عمران نے خود ہی نواب شہریار خان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

"سنو! ___ آخری دفعہ معاف کررہا ہوں ___ اب اگر تم نے کوئی احمقانہ حرکت کی تو اس بار گولی ماردوں گا" ___ نواب شہریار خان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور دروازے سے اندر آنے والے افراد کو ہاتھ کے اشارے سے واپس جانے کا کہہ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے۔

"کھانا لگاؤ" ___ بانو نے ان کے بیٹھتے ہی اونچی آواز میں ایک سائیڈ پر کھڑے باوردی بیروں سے مخاطب ہوکر کہا اور وہ تیزی سے حرکت میں آگئے اور میز پر کھانا لگانا شروع کر دیا۔

"آپ کے والد کیا کام کرتے ہیں" ___؟ اچانک سامنے بیٹھی جینی نے عمران سے مخاطب ہوکر پوچھا۔

"میرے والد ___ مم مگر وہ تو بوڑھے ہیں ___ یقین نہ آئے تو نواب صاحب سے پوچھ لیجئے" ___ عمران نے چونک

کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے ان کی عمر تو نہیں پوچھی ___ کام پوچھا ہے" ___ جینی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بڑے سخت مزاج آدمی ہیں ___ ان کا تو کام ہی مجھے اور سوپر فیاض کو ڈانٹنا ہے ___ لیکن ایک بات ہے۔ اماں بی کے سامنے بالکل بھیگی بلی بنے رہتے ہیں" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران! ___ وہ تمہارے اباجان کے متعلق پوچھ رہی ہیں کہ کیا کام کرتے ہیں" ___ بانو نے اس بار عمران کو باقاعدہ سمجھاتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو بتایا ہے کہ وہ بوڑھے ہیں ___ سخت مزاج ہیں اور پھر ابھی تک اماں بی بھی زندہ ہیں اور وہ ان کے سامنے بھیگی بلی بنے رہتے ہیں ___ اس لئے ظاہر ہے کہ ان کا کوئی سکوپ نہیں بنتا" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"سکوپ ___ کیا مطلب" ___؟ جینی نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

نواب شہریار خان توقع کے خلاف خاموش بیٹھے ہوئے تھے شاید اب انہوں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ عمران سے کوئی بات ہی نہ کی جائے۔

"آپ اسی لئے پوچھ رہی ہیں کہ اگر ان کا کام اچھا ہے تو آپ ان سے رشتہ مناکحت قائم کرلیں ___ لیکن سوری! اماں بی نے

www.urdukorner.com

اتنی جوتیاں ماری ہیں کہ آپ کے سر پر ایک بال بھی نہ رہے گا۔
ڈیڈی تو ویسے ہی آدھے سے زیادہ گنجے ہو چکے ہیں"—— عمران
نے کہا۔

"اوہ! —— تو تم اس چکر میں ہو"—— بانو نے یکلخت بڑی
طرح ہنستے ہوئے کہا اور جلینی حیرت سے بانو کو ہنستا دیکھنے لگی۔
اب ظاہر ہے اسے رشتہ مناکحت جیسے ثقیل الفاظ کے معنی بھلا کہاں
سمجھ میں آنے تھے۔

"یہ سمجھ رہے ہیں کہ آپ ان کے والد کا کام اس لئے پوچھ
رہی ہیں کہ آپ ان سے شادی کرنا چاہتی ہیں۔ رشتہ مناکحت
شادی کو کہتے ہیں"—— بانو نے ہنستے ہوئے وضاحت کی۔

"ارے میں کروں گی ان سے رشتہ —— واہ! یہاں کے لوگ
بھی کس قدر خوش فہم ہوتے ہیں"—— جلینی نے بُری طرح
ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ ان کا کام کیوں پوچھ رہی ہیں —— ہمارے ہاں تو
جب رشتہ طے ہونے لگتا ہے تو سب سے پہلے یہی پوچھا
جاتا ہے کہ لڑکا کیا کام کرتا ہے"—— عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا اور جلینی ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"آپ واقعی انتہائی دلچسپ انسان ہیں"—— جلینی نے
ہنستے ہوئے کہا۔

"دیکھا بانو! —— یہ بھی مجھے دلچسپ کہہ رہی ہیں —— کیا
خیال ہے —— بھیجوں تو پیر کو —— شاید ہمارا کام بن جائے"—— عمران

نے پاس بیٹھی بانو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خاموش رہو —— ورنہ ابا جان کو پھر غصہ آجائے گا"—— بانو
نے اسے تقریباً ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو نواب صاحب خود —— اچھا —— کمال ہے —— اس
عمر میں —— مبارک ہو نواب صاحب"—— عمران نے چونک
کر حیرت بھرے انداز میں پہلے نواب صاحب کی طرف دیکھا اور پھر
مبارک دینا شروع کر دی۔

بانو کا تو ہنستے ہنستے بُرا حال ہو گیا۔

"میں یہاں نہیں بیٹھ سکتا —— آپ لوگ کھانا کھائیں —— بانو!
میرا کھانا میرے کمرے میں بھجوا دو —— اور سنو! —— جب تک یہ
احمق حویلی میں ہے تم بھی میرے پاس نہ آنا"—— نواب صاحب
نے غصے سے دہکتے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے پیر پٹختے ہوئے
بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"چلو اچھا ہوا —— وہ کیا کہتے ہیں خس کم —— اوہ سوری!
نواب کم —— ارے ارے توبہ توبہ —— یہ محاورے بھی بڑے
غلط ہیں —— پتہ نہیں کون جاہل بناتا ہے یہ محاورے ——
عمران نے بے اختیار اپنے دونوں گال پیٹتے ہوئے کہا۔

"تم محاوروں کو چھوڑو —— کھانا کھاؤ۔ تاکہ مہمان بھی شروع
کریں —— جی شروع کیجئے پلیز"—— بانو نے پروفیسر اور
جلینی وغیرہ سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب کھانا کھانے میں
مصروف ہو گئے۔

www.urdukorner.com

"پروفیسر! ——— آپ کا نام اے. بی. سی ہے یا ڈی. ای. ایف ہے" ——— عمران نے اچانک پروفیسر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرا نام اے. بی. سی ہے ——— الیگزینڈر بوتھم کاؤس" ——— پروفیسر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چلو اچھا ہے بڑا مشکل نام تھا ——— یہ اے. بی. سی ٹھیک ہے ——— لیکن ایک بات ہے ——— اس سے بانو یہ بھی سمجھ سکتی ہے کہ آپ کو شعبدہ بازی کی صرف اے. بی. سی ہی آتی ہے" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں ——— جب میں محترمہ بانو کو اپنا شو دکھاؤں گا تو انہیں پتہ چل جائے گا کہ ان کے سامنے ماہر ترین آدمی موجود ہے ——— میں بین الاقوامی شہرت رکھتا ہوں" ——— پروفیسر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ طوطے کو کوا بنا سکتے ہیں" ——— عمران نے کہا۔

"تم طوطے کو کوا بنانے کی بات کر رہے ہو ——— اباجان نے مجھے بتایا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو بکرا بنا دیا تھا ——— اور ایک عورت کو سیامی بلی بنا دیا تھا" ——— بانو نے پروفیسر کے جواب دینے سے پہلے کہا۔

"اچھا ——— کمال ہے ——— پھر تو مسئلہ حل ہو گیا" ——— عمران نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مسئلہ" ——— اس بار جینی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"بڑا معمولی سا مسئلہ تھا میرا ——— یہ تو شکر ہے کہ مجھے پروفیسر

اے. بی. سی مل گئے ہیں ——— آپ پلیز ایسا کریں کہ مجھے شیر کی طرح بہادر بنا دیں ——— دراصل بات یہ ہے کہ لڑکیوں سے بات کرتے ہوئے مجھے اتنی شرم آتی ہے کہ میں ہکلانے لگتا ہوں ——— اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج تک کنوارہ پھر رہا ہوں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"شیر کی طرح بہادر نہیں ——— بلکہ آپ کو شیر ہی بنا سکتا ہوں" پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے ذہنی طور پر یہ فیصلہ کر لیا ہو کہ عمران ایک احمق سا نوجوان ہے

"اصل شیر ——— لاحول ولا ——— پھر تو مجھے کوئی شیرنی ہی ڈھونڈنی پڑے گی ——— اور میں نے سنا ہے کہ شیرنیاں بڑی ظالم ہوتی ہیں ——— چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہیں" ——— عمران نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر بانو سمیت سب ہنسنے لگے۔

اسی لمحے نواب شہریار خان دوبارہ ہال میں داخل ہوئے۔

"ابھی آپ لوگوں نے کھانا ختم نہیں کیا ——— اور عمران! میں نے ابھی سر رحمان کو فون کیا ہے ——— وہ تمہیں فوراً دارالحکومت بلا رہے ہیں" ——— نواب شہریار خان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے! ——— کیوں، ڈیڈی نے کوئی رشتہ دیکھ رکھا ہو گا۔ آپ پلیز انہیں کہہ دیں کہ تھوڑا انتظار کریں ——— میں نے پروفیسر سے درخواست کی ہے کہ وہ مجھے شیر کی طرح بہادر بنا دیں۔ اس

www.urdukorner.com

کے بعد جاؤں گا ــــ ورنہ پھر وہی ڈرامہ ہوگا کہ لڑکی کو دیکھتے ہی میں ہکلانے لگوں گا ــــ اور ڈیڈی مجھے جوتیاں مار کر نکال دیں گے" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ہے ــــ کیا میں تمہارا ملازم ہوں کہ تمہارے پیغام پہنچاتا رہوں" ــــ نواب شہریار خان ایک بار پھر اکھڑ گئے۔

"چلو میرے نہ سہی ــــ ڈیڈی کے سہی ــــ ان کا پیغام تو آپ لے ہی آئے ہیں" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تت ــــ تم ــ جاہل ــــ احمق ــ بدتمیز ــــ تمہیں بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے ــــ دفعہ ہو جاؤ میری نظروں سے ــــ میں کہتا ہوں ابھی نکل جاؤ ــــ ابھی اسی وقت" اس بار واقعی نواب صاحب ہتھے سے اکھڑ گئے تھے۔

"ٹھیک ہے نواب صاحب! ــــ میں چلا جاتا ہوں ــــ اگر آپ پروفیسر کا شو کیلئے ہی دیکھنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے دیکھ لیں ــــ میں اپنے ڈیرے پر پروفیسر کا شو کراؤں گا۔ آپ سے ڈبل رقم دے کر ــــ آخر میں بھی جاگیردار کا بیٹا ہوں ــــ کوئی معمولی آدمی تو نہیں ہوں ــــ اب یہ اور بات ہے کہ ڈیڈی آپ کی طرح صرف جاگیرداری نہیں کرتے ــــ بلکہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل بھی ہیں" ــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے غصیلے لہجے میں جواب دیا اور اس نے سر رحمان کا عہدہ بتاتے ہوئے خاص طور پر جینی کی طرف دیکھا تھا اور جس

طرح جینی چونکی تھی اسے دیکھ کر عمران دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ اس کا مقصد حل ہو چکا تھا۔

"نکل جاؤ ــــ تم جو کچھ بھی ہو۔ میری نظروں سے دور ہو جاؤ" نواب شہریار خان نے اور زیادہ پیر پٹختے ہوئے کہا۔ اس بار بانو خاموش بیٹھی رہی۔ کیونکہ وہ اپنے باپ کے مزاج کو اچھی طرح پہچانتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اب اگر اس نے کوئی بات کی تو نواب صاحب اور اکھڑ جائیں گے۔

"اوکے ــــ خدا حافظ" ــــ عمران نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن دروازے کے قریب پہنچتے ہی وہ تیزی سے مڑا۔

"ایک بات یاد رکھئے نواب صاحب! ــــ میں جب دوبارہ آؤں گا تو ڈیڈی اور اماں بی کو ساتھ لے کر آؤں گا اور اس وقت اگر آپ نے انکار کیا تو ــــ" عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ لیکن آگے جانے کی بجائے وہیں دروازے کے قریب ہی رک گیا۔

"کک ــ کک ــ کیا مطلب ــــ یہ کیا کہہ رہا تھا احمق" ــــ نواب شہریار خان نے حیرت بھرے انداز میں بانو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مم ــ مم ــ میں کیا بتا سکتی ہوں" ــــ بانو نے بے اختیار شرماتے ہوئے کہا اور تیزی سے اٹھ کر اسی دروازے کی طرف بڑھ گئی جدھر سے عمران گیا تھا۔

www.urdukorner.com

"اچھا تو یہ بات ہے ——— یہ رشتے کی بات کر گیا ہے
میں اس احمق سے اپنی بیٹی کا رشتہ کروں گا ——— اس سے
نانسنس" ——— نواب صاحب نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
بانو شرما کر تیزی سے چلتی ہوئی جیسے ہی دروازے کے پا
آئی، عمران جلدی سے دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔ بانو تیز تیز
قدم اٹھاتی ہوئی راہداری کی طرف بڑھتی گئی۔ عمران آہستہ سے
اس کے پیچھے چل پڑا۔ راہداری میں بچھے ہوئے دبیز قالین
کی وجہ سے اس کے قدموں کی چاپ سنائی نہ دے رہی
تھی اس لئے بانو کو اس کے اپنے پیچھے آنے کی آہٹ بالکل
محسوس نہ ہوئی۔

بانو حویلی سے نکل کر حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی جیسے
وہ عمران کو تلاش کر رہی ہو۔

"میں یہاں ہوں مس بانو" ——— عمران نے اچانک قریب
آتے ہوئے کہا اور بانو تیزی سے مڑی۔

"تم ——— تم ابھی تک یہاں ہو ——— جب ابا جان نے کہہ دیا
تو پھر تم یہاں کیوں موجود ہو" ——— بانو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ابا جان کی بات تو تم نے سن لی تھی ——— میری بات بھی
سنی تھی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ ——— اپنی شکل دیکھی ہے ——— خبردار۔
اگر آئندہ ایسی بات سوچی بھی تو میں اپنے ہاتھ سے گولی مار
دوں گی" ——— بانو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو کیا ہوا ——— میں شہید محبت کہلاؤں گا" ——— عمران نے
ڈھیٹ عاشقوں جیسے لہجے میں کہا۔

"تو تم باز نہیں آؤ گے" ——— بانو نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"باز! ——— چلو باز بھی ساتھ لے آؤں گا ——— پھر ہم اکٹھے
شکار کھیلیں گے ——— میں باز اڑاؤں گا۔ تم تیتر پکڑنا" ———
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران! ——— مجھے ایسی باتیں ہرگز پسند نہیں ہیں۔ میں
صرف اس لئے تمہیں برداشت کر رہی ہوں کہ تم ابا جان کے
دوست کے بیٹے ہو" ——— بانو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو میں بھی تو اسی لئے ساری باتیں کہہ رہا ہوں ——— ورنہ وہ
جینی ——— وہ بھی تو اچھی خاصی ہے" ——— عمران نے بھی جواب
میں منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— تو تم اب جینی پر نظریں رکھے ہوئے ہو" ——— بانو
نے بُری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اب اس کی آنکھوں سے
حقیقی معنوں میں شعلے نکلنے لگے تھے اور عمران بے اختیار سر پر
ہاتھ پھیرنے لگا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ بانو اس کے مذاق کو حقیقت
سمجھ کر آگے نکل گئی ہے۔

"سنبھلو بیٹے عمران! ——— ورنہ یہ حقیقت میں گلے پڑ جائے
گی" ——— عمران نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو" ——— بانو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ اگر میں جینی پر نظریں نہ رکھوں تو کل صبح

www.urdukorner.com

نواب صاحب اور تم دونوں کسی اندھیری قبر میں پڑے منکر نکیر سے مذاکرات کر رہے ہو گے"۔۔۔ عمران نے اس بار قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کک۔۔۔ کیا۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ بانو نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ادھر آؤ۔۔۔ میری بات سنجیدگی سے سنو۔۔۔ تم پڑھی لکھی ہو۔۔۔ ادھر آؤ"۔۔۔ عمران نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے تقریباً گھسیٹتا ہوا ایک طرف لے گیا۔

"سنو۔۔۔ کیا تمہیں جاسوسی سے کچھ شغف ہے"۔۔۔؟ عمران نے ایک سائیڈ پر اوٹ میں پہنچ کر سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"جاسوسی۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ ویسے میں نے ساری دنیا کے جاسوسی ادیبوں کی کہانیاں پڑھی ہیں۔۔۔ کیوں"۔۔۔ بانو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو سنو۔۔۔ یہ جلیبی کولنیز اور اس کے ساتھی مشکوک [illegible] ہیں۔۔۔ یہ کسی خاص چکر میں یہاں آئے ہیں اور تمہاری اور نواب صاحب کی جان خطرے میں پڑ سکتی ہے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے۔۔۔؟ وہ تو مہمان ہیں۔۔۔ ابا جان نے انہیں خود بلوایا ہے"۔۔۔ بانو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر ابھی سے خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ابھی صرف میرا ذاتی شک ہے اور بس۔۔۔ لیکن تمہیں

ایک کام کرنا ہو گا۔۔۔ میں اب جا رہا ہوں تاکہ انہیں اطمینان ہو جائے کہ میں چلا گیا ہوں۔۔۔ لیکن مجھے رات کو نگرانی کے لئے آنا پڑے گا۔۔۔ بولو کیسے آؤں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نگرانی۔۔۔ رات کو۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔۔ تم رات کو حویلی میں داخل نہیں ہو سکتے۔۔۔ یہاں رات کو باہر انتہائی خطرناک کتے نگرانی کے لئے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔۔۔ اور پھر مسلح پہریدار بھی ہوتے ہیں۔ جنہیں ابا جان نے حکم دے رکھا ہے کہ کسی سائے کو بھی دیکھو تو پہلے اسے گولی مار دو۔۔۔ پھر اسے چیک کرو"۔۔۔ بانو نے جواب دیا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ مجھے اپنے کمرے میں چھپا لو۔۔۔ یقین کرو میں انتہائی شریف آدمی ہوں۔۔۔ یقین نہ آئے تو میری اماں بی سے پوچھ لینا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اچھا تو تم سمجھ رہے ہو کہ میں تم سے ڈرتی ہوں۔۔۔ تم شریف آدمی نہ بھی ہو تو میں ایک لمحے میں تمہاری گردن توڑ سکتی ہوں"۔۔۔ بانو نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔۔۔ ارے باپ رے۔۔۔ گردن ٹوٹ گئی تو پھر میں اسے جوڑوں گا کیسے۔۔۔ اور ٹوٹی ہوئی گردن والے کے ساتھ تو کوئی شادی ہی نہ کرے گی"۔۔۔ عمران نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔

"سنو عمران۔۔۔ مجھے تم بے حد گہرے آدمی لگ رہے ہو۔ میں نے بھی دنیا دیکھی ہے۔۔۔ تم جس طرح گرگٹ کی طرح رنگ

www.urdukorner.com

بدلتے ہو ۔۔۔ اور جس طرح تم نے وہاں جنگل میں اپنے آپ کو مجھ سے بچایا ہے ۔۔۔ میں تب سے سوچ رہی ہوں کہ تم وہ نہیں ہو جو اپنے آپ کو پوز کرتے ہو ۔۔۔ مجھے صاف صاف بتاؤ کہ تم درحقیقت کون ہو ۔۔۔ اور یہاں تم کونسا کھیل کھیلنا چاہتے ہو" ۔۔۔ بانو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کھیل تو رات کو کھیلا جاتا ہے ۔۔۔ ارے ارے تم آنکھیں کیوں پھاڑ رہی ہو ۔۔۔ میں نے نہیں کھیلنا کھیل ۔ توبہ ۔ میں تو شریف آدمی ہوں ۔۔۔ یہ جینی اور اس کے ساتھیوں نے کھیلنا ہے ۔۔۔ کاش ! یہاں میک اپ باکس مل جاتا تو میں تمہیں تماشا دکھاتا" ۔۔۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میک اپ باکس بھی مل جائے ۔۔۔ لیکن پہلے مجھے ساری بات بتاؤ" ۔۔۔ بانو نے کہا۔

"نہیں بتاؤں ۔۔۔ باہر کھڑے کھڑے ۔۔۔ ارے یہ لمبا چکر ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ" ۔۔۔ بانو نے کندھے اچکاتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور پھر خود ہی عمران کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے ایک سائیڈ پر بڑھنے لگی۔

"ارے ارے میرا ہاتھ چھوڑو ۔۔۔ کوئی دیکھ لے گا ۔۔۔ ارے میں تو نامحرم ہوں ۔۔۔ ارے ابھی سے ۔۔۔ ابھی نکاح تو ہونے دو" ۔۔۔ عمران نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم واقعی کوئی عجیب و غریب چیز ہو" ۔۔۔ بانو نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا اور اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"اللہ توبہ ۔۔۔ اللہ توبہ ۔۔۔ اماں بی کہتی ہیں کہ نامحرم کا ہاتھ جہاں لگ جائے ۔ جسم کا وہ حصہ دوزخ میں ڈال دیا جاتا ہے ۔۔۔ یا اللہ توبہ ۔۔۔ اب تم خود سوچو ۔۔۔ اگر اللہ میاں نے میرا ہاتھ کاٹ کر دوزخ میں ڈال دیا تو جنت کی حوریں تو مجھے ٹنڈا سمجھ کر میرے قریب بھی نہ آئیں گی" ۔۔۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اس سے پہلے تو تم نے خود ہی میرا ہاتھ پکڑا تھا ۔۔۔ وہ کیوں پکڑا تھا" ۔۔۔ بانو نے مڑ کر کہا۔

"میں نے تو پکڑنا ۔۔۔ آخر میں کب تک کنوارہ رہوں گا ۔۔۔ آخر میں نے کسی کا ہاتھ تو پکڑنا ہی تھا ۔۔۔ اب یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تمہارا ہاتھ آ گیا سامنے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ تم پھر بکواس پر اتر آئے" ۔۔۔ بانو نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ بکواس نہیں ہے نواب زادی صاحبہ ! ۔۔۔ یہ زندگی کی بڑی اٹل حقیقت ہے ۔۔۔ یقین نہ آئے تو نواب شہریار خان سے پوچھ لیں ۔۔۔ زندگی صرف گھوڑے سواری اور لوگوں کو کوڑوں سے پیٹنے سے نہیں گذرتی" ۔۔۔ عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

www.urdukorner.com

"ادھر آجاؤ" ---- بانو نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے ایک دروازہ کھولتے ہوئے عمران سے کہا۔ اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک بڑا کمرہ تھا جو بالکل خالی پڑا ہوا تھا البتہ اس کے درمیان میں لوہے کی ایک بڑی کرسی رکھی ہوئی تھی۔

"یہ کرسی ---- یہ کرسی یہاں کیوں رکھی ہوئی ہے" ---- عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ سچ جھوٹ بتانے والی کرسی ہے ---- اس پر بیٹھنے کے بعد تم جو بھی کہو گے ---- مجھے پتہ چل جائے گا کہ تم سچ بول رہے ہو یا جھوٹ ---- بیٹھو اس کرسی پر" ---- بانو نے عمران کو بازو سے پکڑ کر کرسی پر تقریباً زبردستی بٹھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ---- پھر ٹھیک ہے ---- ظاہر ہے جب میں سچ ہی بول رہا ہوں تو پھر کرسی بے چاری کہاں سے جھوٹ ظاہر کرے گی" عمران نے کہا اور اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

بانو تیزی سے کرسی کی پشت کی طرف گھومی اور اس نے زور سے اس کے پچھلے پائے پر ٹھوکر ماری تو کرسی کے بازو سے لوہے کی فولادی سلاخیں نکلیں اور گھوم کر مخالف بازو میں گم ہو گئیں۔ اب عمران لوہے کی اس کرسی پر فولادی سلاخوں سے جکڑا گیا تھا۔

"ارے یہ کیا ---- اگر میں موٹا ہوتا تو پھر تو یہ خطرناک کرسی ہوتی ---- اس کی سلاخیں میرے پیٹ میں گھس جاتیں ---- چلو یہ بھی دبلے ہونے کا ایک فائدہ تو ہوا" ---- عمران نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

لیکن بانو اس کی بات سننے کی بجائے تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھی۔ اس نے جلدی سے دیوار کے ایک حصے پر ہاتھ پھیرا تو سرر کی تیز آواز سے دیوار کا وہ حصہ ایک سائیڈ پر ہٹ گیا اب اندر موجود الماری کے خانے سے نظر آنے لگے۔ بانو نے ایک طرف رکھا ہوا ہنٹر نکالا اور واپس عمران کی طرف بڑھ آئی۔

"اب مجھے بتاؤ کہ تم درحقیقت کون ہو ---- اور یہ تم سارا کھیل کیا کھیل رہے ہو ---- ورنہ یاد رکھو۔ میں تمہاری کھال ادھیڑ دوں گی اور یہ بھی سن لو کہ یہاں تمہاری چیخیں سننے والا کوئی نہ ہو گا"۔ بانو نے واقعی بھری ہوئی شیرنی کے سے انداز میں کہا۔ وہ ہنٹر اٹھائے بڑے جارحانہ انداز میں عمران کے سامنے کھڑی تھی۔

"میرا خیال تھا کہ تم واقعی پڑھی لکھی لڑکی ہو ---- لیکن اب مجھے اپنے اندازے پر افسوس ہو رہا ہے" ---- عمران کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا۔

"بکواس مت کرو ---- سیدھی طرح بتاؤ" ---- بانو نے کوڑے کو ہوا میں جھٹکتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"زیادہ چیخنے کی ضرورت نہیں ہے ---- میں تم سے زیادہ اونچی آواز میں چیخ سکتا ہوں ---- میری بلا سے ---- تم اور تمہارے اباجان اگر کسی کے ہاتھوں مرنے پر تیار ہیں تو مجھے کیا پرواہ ہو سکتی ہے" ---- عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

www.urdukorner.com

"کون مارے گا ہمیں" ——— بانو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ——— اللہ میاں کے حکم سے فرشتہ عزرائیل ہی مار سکتا ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"تو تم نہیں بتاؤ گے تو پھر ———" بانو نے یکلخت بازو کو فضا میں لہرایا۔ اور پھر کوڑا فضا میں لہراتا ہوا پوری رفتار سے عمران کے جسم کی طرف لپکا۔

لیکن دوسرے لمحے کوڑا عمران کے جسم کی بجائے کرسی سے ٹکرایا۔ عمران نے اس کے بازو کے فضا میں اٹھتے ہی تیزی سے اپنے جسم کو سکیڑا اور پھر وہ یوں کھسک کر کرسی کی فولادی سلاخوں کے اندر سے نیچے فرش پر بیٹھ گیا۔ جیسے گلاس میں سے پانی بہہ جاتا ہے۔ اس نے بیٹھتے ہی محسوس کر لیا تھا کہ کرسی ضرورت سے زیادہ بڑی ہے اور وہ آسانی سے اپنے جسم کو سکیڑ کر نیچے کھسک سکتا ہے۔ اور وہی ہوا۔ پھر اس سے پہلے کہ بانو کوڑا کھینچ کر دوبارہ لہراتی۔ عمران نے یکلخت اچھل کر اس کے ہاتھ پر ضرب لگائی اور بانو کے ہاتھ سے کوڑا نکل کر فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے عمران نے اسے جھپٹ لیا۔ یہ سارا کام پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں ہو گیا۔

اب عمران کوڑا پکڑے بانو کے سامنے اطمینان سے کھڑا تھا جب کہ بانو حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے یوں دیکھ رہی تھی جیسے عمران انسان نہ ہو کوئی روح ہو۔

"تت ——— تت ——— تم اس کرسی سے کیسے نکل آئے" ——— بانو

نے بری طرح ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے بتایا نہیں تھا کہ ڈھیلے ہونے کے بھی کچھ فائدے ہوتے ہیں ——— یہ دوسرا فائدہ ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تت ——— تت ——— تم آدمی نہیں ہو سکتے" ——— بانو نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بھاگنے لگی۔ لیکن عمران نے جھپٹ کر اس کا بازو پکڑا اور بانو نے بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر اس کی گردن پر کلائی مارنی چاہی لیکن عمران نے یکلخت اسی بازو پر زور دیتے ہوئے اس کے پورے جسم کو فضا میں اٹھایا اور یکلخت گھما کر واپس فرش پر کھڑا کر دیا۔ بانو کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکل گئی۔

"اگر میں چاہتا تو تمہارا یہ بازو ہمیشہ کے لئے بے کار ہو جاتا۔ لیکن میں کسی معذور لڑکی کو رشتے کے لئے پسند نہیں کرتا" عمران نے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

اور بانو اس بار خاموش کھڑی ہو گئی۔ اب اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات پوری طرح نمایاں ہو گئے تھے۔

"یہ لو کوڑا ——— اور اطمینان سے مارو ——— کمال ہے کوڑے مارنے کا ہی شوق پورا کرنا تھا تو مجھے پہلے بتا دیتیں۔ خواہ مخواہ تم نے بے چاری کرسی کو بھی تکلیف دی" ——— عمران نے کوڑا اس کی طرف پھینکتے ہوئے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ——— مجھے تمہاری سچائی پر یقین آگیا ہے" ——— بانو

www.urdukorner.com

نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کوڑا ایک طرف پھینک دیا۔
اب اس کے چہرے پر واقعی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے
"اچھا تو پھر سنو! ــــ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض
میرا دوست ہے ــــ میں اس کے لئے بطور فری لانسر کام کرتا
ہوں ــــ وہ خود تو بڑا کام چور ہے۔ بس مجھے ہی آگے لگائے
رکھتا ہے ــــ اُسے اطلاع ملی ہے کہ جیفی کولینز دراصل کوئی
غیر ملکی ایجنٹ ہے اور کسی خاص مقصد کے لئے اس نے یہاں
تمہاری حویلی میں ڈیرہ ڈالا ہے ــــ اور یہ بھی اطلاع ہے کہ
شاید وہ نواب صاحب اور تمہیں ختم کر کے تمہاری جگہ لینا چاہتے
ہیں ــــ یہ میجک شو وغیرہ سب ڈھونگ ہے ــــ میں
تمہیں بھی بچانا چاہتا ہوں اور ان کا مقصد بھی معلوم کرنا چاہتا
ہوں ــــ بس اتنی سی بات ہے" ــــ عمران نے کہا۔
"تو اس میں اتنی چکر بازی کی کیا ضرورت ہے ــــ میں جیفی
کو یہاں لے آتی ہوں ــــ دو کوڑے پڑیں گے اور ابھی سب
کچھ بتا دے گی" ــــ بانو نے کہا۔
"یہی کام تم نے میرے ساتھ کر کے دیکھ لیا ہے ــــ میں
نے تمہیں کوڑا کھا کے کچھ بتایا ہے کہ وہ بتائے گی ــــ اس
طرح نہیں ہوتے کام ــــ وہ اگر واقعی غیر ملکی ایجنٹ ہے
تو پھر یہ کوڑے وغیرہ اس پر کوئی اثر نہیں کریں گے۔ ہمیں
اپنے آپ کو بچاتے ہوئے اس کا مقصد تلاش کرنا ہوگا" ــــ
عمران نے اسے سمجھایا۔

"بکواس! ــــ خواہ مخواہ کی مصیبت کون مول لے ــــ تم
یہیں ٹھہرو! ــــ میں اُسے یہیں لے آتی ہوں" ــــ بانو نے
سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"لے آنے کی کیا ضرورت ہے ــــ میں خود آگئی ہوں" ــــ
اچانک جیفی کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے تقریباً بند دروازہ
ایک دھماکے سے کھلا اور نواب شہریار خان اچھل کر آگے آئے
اور منہ کے بل فرش پر گرنے لگے تھے کہ عمران نے بجلی کی سی تیزی
سے آگے بڑھ کر انہیں بازوؤں میں سنبھال لیا۔ ان کے منہ پر ٹیپ
لگی ہوئی تھی اور بازو پیچھے کی طرف رسی سے بندھے ہوئے تھے۔
انہیں دروازے سے دھکا دے کر اندر اچھالا گیا تھا۔
نواب شہریار خان کے بعد جیفی اندر داخل ہوئی اس کے
ہاتھ میں ریوالور تھا۔ جب کہ اس کے بعد اس کے دو ساتھی تیزی
سے اندر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں ہلکی مشین گنیں تھیں وہ دونوں
تیزی سے سائیڈوں میں کھڑے ہو گئے۔
"تت ــــ تت ــــ تم ــــ یہ ــــ" بانو بری
طرح بوکھلا گئی۔
"میں خطرے کو پہلے ہی بھانپ گئی تھی ــــ مجھے یقین تھا
کہ تم اور یہ احمق مل کر کوئی کھیل کھیلو گے اس لئے میں نے فوری
کارروائی کر ڈالی ــــ ویسے ایک بات بتا دوں کہ تمہیں بچانے
کے لئے یہاں کوئی نہ آئے گا ــــ میرے آدمیوں نے سچویشن
کنٹرول کر لی ہے اور چند لمحوں بعد یہاں دوسرا نواب موجود ہوگا"۔

www.urdukorner.com

جینی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"لیکن —— تم نے ایسا کیوں کیا —— آخر تمہارا مقصد کیا" بانو نے بری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے اب خوف کی بجائے غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تم نے ابھی مرجانا ہے —— اس لئے اس بات کی اب کوئی اہمیت نہیں کہ مقصد کیا ہے اور کیا نہیں" —— جینی نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"مم —— مم —— مگر میرا کیا قصور ہے —— مم —— میں تو بے قصور ہوں" —— اسی لمحے عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی انتہائی خوفزدہ لگ رہا تھا اور بانو اسے حیرت سے دیکھنے لگی جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ عمران موت کو سامنے دیکھ کر اس قدر خوفزدہ بھی ہو سکتا ہے۔

"تمہارا قصور یہ ہے مسٹر! —— کہ تم سر رحمان کے بیٹے ہو —— مجھے پہلے تمہارے متعلق علم نہ تھا۔ ورنہ میں سر رحمان کے قتل حکم صادر نہ کرتی —— بہرحال وہ تو جو ہو چکا، سو ہو چکا —— اب تمہارے مل جانے سے ہمارے کئی مقاصد خودبخود ہی حل ہو جائیں گے" —— جینی نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"کک —— کیا —— کیا ڈیڈی ہلاک ہو چکے ہیں —— لل —— لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے تو نواب صاحب نے فون بات کی ہے —— کیا کسی شعبدے سے یہاں بیٹھے بیٹھے" —— عمران نے حیرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"میں نے کہا ہے کہ میں نے صرف حکم جاری کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حکم کی تعمیل میں کچھ وقت تو لگے گا —— لیکن اب مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے —— اب تم سامنے آگئے ہو۔ تم سے ہی گزارہ ہو سکتا ہے" —— جینی نے جواب دیا۔

"ارے کیا مطلب! —— توبہ توبہ —— کیا باپ بیٹا دونوں۔ لاحول ولاقوۃ" —— عمران نے بری طرح بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے دروازے پر نواب شہریار خان نمودار ہوئے اور بانو حیرت سے اپنے قریب کھڑے نواب شہریار خان کو دیکھنے لگی۔ ان دونوں میں سوائے لباس کے اور کوئی فرق نہ تھا۔ نواب شہریار خان کی آنکھیں بھی حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔

"مادام! —— میک اپ ٹھیک ہے" —— آنے والے نے قریب آکر نواب شہریار خان کے لہجے میں ہی بات کرتے ہوئے جینی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گڈ! —— ٹھیک ہے ڈمپ —— تم نے واقعی بہت اچھا میک اپ کیا ہے —— روزی کیا کر رہی ہے" —— ؟ جینی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"وہ بھی آرہی ہے مادام" —— ڈمپ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے دروازے پر بانو نمودار ہوئی۔ اور اس بار تو بانو کے حلق سے واقعی چیخ نکل گئی۔ آنے والی بالکل اس کی ہمشکل تھی۔

www.urdukorner.com

وہی چہرہ ___ وہی رنگ روپ ___ وہی جسم ___ وہی بال ___ لیکن لباس مختلف تھا۔

"کیا میں حاضر ہو سکتی ہوں میڈم" ___ آنے والی نے بانو کے لہجے میں کہا اور جینی اُسے دیکھ کر مسکرا دی۔

"ٹھیک ہے ___ بالکل ٹھیک ہے ___ کیوں بانو اور نواب شہریار خان! ___ تمہارے یہ ہم شکل کیسے ہیں" ___؟ جینی نے مسکراتے ہوئے سامنے کھڑی بانو اور نواب شہریار خان سے مخاطب ہو کر کہا۔

نواب شہریار خان کے منہ پر تو ٹیپ چڑھی ہوئی تھی اس لئے وہ تو بھلا کیا جواب دیتے۔ البتہ بانو جواب دے سکنے کے باوجود خاموش کھڑی رہی۔

"لیکن میرا ہم شکل ___ وہ نہیں آیا۔ تاکہ تکون مکمل ہو جائے۔ سسر۔ دولہا اور دلہن کی" ___ بانو کی بجائے عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں تمہارے متعلق علم نہ تھا ___ اس لئے تمہارے لئے مناسب آدمی ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ البتہ ہم اُسے بلوا لیں گے۔ اس وقت تک تمہاری لاش کو گٹر میں نہ پھینکا جائے گا۔ جب تک ہمارا آدمی تمہارا روپ نہیں دھار لیتا" ___ جینی نے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنسنے لگا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے جینی کی حماقت پر ہنس رہا ہو۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے" ___؟ جینی نے غراتے

ہوئے کہا۔

"مجھے تمہاری عقل پر ہنسی آ رہی ہے ___ تم اسے شہر سمجھ رہی ہو کر یہاں گٹر لائن ہو گی ___ یہ تو حویلی ہے۔ یہاں گٹر نہیں ہوتے ___ نالیاں ہوتی ہیں" ___ عمران نے اسی طرح ہنستے ہوئے بڑے بیگانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی ایک احمق آدمی ہو ___ مجھے آج ایک معقولہ سچ ثابت ہوتا دکھائی دے رہا ہے کہ زیادہ عقلمند باپ کی اولاد بے وقوف ہوتی ہے ___ سر رحمان یقیناً ضرورت سے زیادہ ہی عقلمند ہوں گے ___ اسی لئے تو وہ ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس بن گئے ہیں" ___ جینی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر ماں باپ دونوں ہی احمق ہوں تو لازماً اولاد تم جیسی پیدا ہو گی ___ مادام جینی کولینز! ___ تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی احمق اور خوش فہم عورت ہو ___ میں تو سمجھتا تھا کہ سوئٹزرلینڈ کی سرکاری ایجنٹ عقلمند ہو گی۔ لیکن" ___ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا ___ کیا کہہ رہے ہو ___ تم نے مجھے سرکاری ایجنٹ کیسے کہہ دیا" ___ جینی، عمران کا فقرہ سن کر بری طرح چونک پڑی۔

"انٹیلی جنس کا ___ فیاض میرا دوست ہے ___ اس کے پاس تمہاری مکمل فائل ہے ___ اور یہ بھی بتا دوں کہ تم ڈبل ایجنٹ ہو ___ بظاہر تم سوئٹزرلینڈ کی سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ لیکن درحقیقت تمہارا تعلق کے۔ جی۔ بی سے ہے" ___ عمران نے

www.urdukorner.com

انکشاف کیا اور جینی یوں آنکھیں پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگی۔ جیسے اچانک اس کی بینائی چلی گئی ہو۔ اس کا چہرہ حیرت کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔

"اوہ! ــــ تو میرا خیال غلط ہے ــــ تم احمق نہیں ہو" ــ جینی نے رک رک کر کہا۔

"چلو شکر ہے ــــ ایک محترمہ نے تو عقلمندی کا سرٹیفکیٹ دے ہی دیا ــــ اچھا اب کیا پروگرام ہے ــــ میری تو کھڑے کھڑے ٹانگیں بھی دکھنے لگی ہیں ــــ کہیں چل کر بیٹھتے ہیں عقلمندی اور حماقت پر اطمینان سے بحث کرتے رہیں گے" ــــ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ! ــــ تو مجھے تمہارے متعلق اپنا فوری فیصلہ بدلنا پڑے گا ــــ ورنہ اس سے پہلے میرا ارادہ یہی تھا کہ تم تینوں کو گولیاں مار کر یہیں ہلاک کر دیا جائے گا ــــ لیکن اب کم از کم تمہیں اس وقت تک زندہ رہنا ہوگا جب تک تم وہ سب کچھ نہ اگل دو جو میرے متعلق جانتے ہو" ــــ جینی نے کہا۔

"واہ ــ کیا فیصلے ہیں ــ ماشاءاللہ چشم بددور ــ اتنی آسانی سے فیصلہ کر لیتی ہو تو اب تک کنواری کیوں پھر رہی ہو" ــــ عمران نے مضحکہ اڑانے کے انداز میں کہا۔

"جیری ــ ڈاگر" ــــ اچانک جینی نے چیختے ہوئے کہا

"یس مادام" ــــ دروازے کی دونوں سائیڈوں پر کھڑے مشین گن برداروں نے فوراً ہی جواب دیا۔

"اس نواب اور بانو کی کھوپڑیاں اڑا دو" ــــ جینی نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام" ــــ ان دونوں نے جواب دیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ دونوں اپنی مشین گنیں سیدھی کرتے۔ بانو یکلخت اپنی جگہ سے اچھلی اور پھر جیسے بھوکا عقاب کسی چڑیا پر لوٹتا ہے اس طرح بانو پلک جھپکنے میں سامنے کھڑی جینی اور نقلی بانو سے ٹکرائی اور دوسرے لمحے جینی ہوا میں اڑتی ہوئی ایک مشین گن بردار سے جا ٹکرائی۔ جب کہ بانو اسے اچھال کر خود وہیں نہیں رکی۔ بلکہ بجلی کی سی تیزی سے وہ دوسرے مشین گن بردار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرائی۔

نقلی بانو فرش پر سر کے بل گری تو دوبارہ نہ اٹھ سکی ــــ وہ شاید سر پر شدید چوٹ لگنے کی وجہ سے بیہوش ہو گئی تھی اس لئے دم بے حس و حرکت پڑی تھی۔

اسی لمحے ڈمپ نے تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا ہی تھا کہ یکلخت عمران اپنی جگہ سے اچھلا اور اس کی فلائنگ کک پوری قوت سے ڈمپ کے سینے پر پڑنے کی بجائے ذرا سی ترچھی ہو کر اس کی پسلیوں پر پڑیں اور پھر جیسے کیرم بورڈ کا سٹرائیکر ترچھا ہو کر کسی گوٹ سے ٹکراتا ہے۔ اس طرح ڈمپ بھی ترچھا اڑتا ہوا جینی اور اس مشین گن بردار سے جا ٹکرایا اور جینی جو ٹکرا کر گرتے ہی انتہائی تیز رفتاری سے مشین گن جھپٹ کر سیدھی ہو رہی تھی، ڈمپ سے ٹکرا کر دوبارہ فرش پر جا گری۔

www.urdukorner.com

عمران قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے اس نے یکلخت چھلانگ لگائی اور عین اسی جگہ جا پڑا جہاں جینی کے ہاتھ سے مشین گن اچھل کر گری تھی۔ لیکن جینی اس کی توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار ثابت ہوئی۔

جیسے ہی عمران نے جھک کر مشین گن اٹھانی چاہی۔ جینی نے یکلخت چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ کھلے ہوئے دروازے سے باہر جا گری۔

اور پھر جب تک عمران مشین گن اٹھا کر سیدھا ہوتا جینی دروازے کے باہر پہنچ چکی تھی۔

ادھر بانو اور وہ آدمی ایک دوسرے سے بری طرح لپٹے ہوئے تھے۔ بانو اسے بری طرح پٹخنیاں دے رہی تھی۔ لیکن وہ شخص بھی کسی جونک کی طرح اس سے چمٹا ہوا تھا۔

عمران جینی کے پیچھے بھاگنے ہی لگا تھا کہ ڈمپ نے یکلخت اس کے پیروں میں اڑنگی لگائی اور عمران منہ کے بل فرش پر گرنے لگا۔ لیکن اس نے جلدی سے پہلو بدلا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ڈمپ اور اس کے ساتھی جس کی مشین گن عمران کے ہاتھوں میں تھی، گولیوں کی زد میں آکر بری طرح چیخے اور لٹو کی طرح گھومتے ہوئے فرش پر گر گئے۔ ڈمپ کے ہاتھوں سے ریوالور نیچے گر گیا تھا۔

عمران نے پہلو بدلتے ہی مشین گن کا فائر کھول دیا تھا۔ یقیناً ڈمپ جس پوزیشن میں گولیوں کا شکار ہوا تھا اگر عمران کو ایک لمحے کی

بھی دیر ہو جاتی تو عمران لازماً اس کے ریوالور کا شکار بن جاتا۔

ان دونوں کے گرتے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہوا۔ اسی لمحے دوسرے آدمی کی چیخ سے ہال گونج اٹھا۔ اور عمران نے اس کی طرف اٹھی ہوئی مشین گن جھکالی۔ کیونکہ اب اس کی ضرورت نہ رہی تھی۔ وہ آخر کار بانو کے داؤ میں آکر اپنی گردن تڑوا بیٹھا تھا۔ اور بانو ہانپتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اب کمرے میں جینی کے سارے ساتھی فرش بوس ہوئے پڑے تھے۔ ڈمپ اور اس کا ساتھی عمران کی گولیوں کا شکار ہوئے تھے جبکہ نقلی بانو سر کے بل نیچے گرنے سے شاید بیہوش پڑی تھی اور دوسرا مشین گن بردار بانو کے ہاتھوں گردن تڑوا لے پڑا تھا۔

"تم نواب صاحب اور اس نقلی بانو کو سنبھالو ـــــ میں اس جینی کو دیکھتا ہوں" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور بجلی کی سی تیزی سے دروازے سے باہر نکل گیا۔

www.urdukorner.com

"ہاں ۔۔۔ اب بتاؤ مسٹر براؤن! ۔۔۔ کہ تم نے کس پارٹی کے کہنے پر سر رحمان کے قتل کا بیڑا اٹھایا ہے" ۔۔۔ ؟ جوانا نے براؤن سے مخاطب ہو کر کہا۔

براؤن ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور پیر کرسی کے پایوں سے باندھ دیئے گئے تھے۔ اور پھر جوزف کا ایک ہی تھپڑ اسے عالم بیہوشی سے وادی ہوش میں کھینچ لایا تھا۔ جوانا اس کے سامنے ٹانگیں چوڑی کئے کھڑا تھا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مجھے چھوڑ دو ۔۔۔ میں نے کوئی قصور نہیں کیا"۔ براؤن نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"جوزف! ۔۔۔ یہ گھٹیا سا آدمی ہے ۔۔۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس پر گھٹیا حربے ہی استعمال کئے جائیں ۔۔۔ ایسا کرو کہ پٹرول کا ٹن لے آؤ ۔۔۔ اس کی ٹانگوں پر پٹرول انڈیل کر ماچس

کی تیلی لگا دو ۔۔۔ اس کی پتلون اطمینان سے جلتی رہے گی۔ اور پھر یہ بتائے گا" ۔۔۔ جوانا نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے ۔۔۔ اچھا شغل رہے گا" ۔۔۔ جوزف نے مسکرا کر اس طرح سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے جوانا کی یہ تجویز اسے پسند آئی ہو۔

"تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم ۔۔۔ مجھے کیوں مار رہے ہو ۔۔۔ میں نے تو تمہیں کام کی آفر کی ہے" ۔۔۔ براؤن نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ وہ ابھی تک جوانا کو ایک عام پیشہ ور قاتل سمجھ رہا تھا۔

"دراصل تم نے صرف میرا نام سنا ہوا ہے ۔۔۔ میرے اصولوں کا تمہیں علم نہیں ہے ۔۔۔ میرا اصول ہے کہ کام لینے سے پہلے اس کا مکمل پس منظر معلوم کرتا ہوں ۔۔۔ اور ہاں! ۔۔۔ یہ بھی سن لو کہ اگر کام میں نے ٹک نہ کیا تو پھر میں تمہیں آزاد بھی کر دوں گا اور سب کچھ بھول بھی جاؤں گا" ۔۔۔ جوانا نے سرد لہجے میں کہا۔

اسی لمحے جوزف ہاتھ میں پٹرول کا ٹن اور دوسرے ہاتھ میں ایک سگریٹ لائٹر اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں بتاتا ہوں ۔۔۔ پلیز اسے روکو ۔۔۔ میں بتاتا ہوں" ۔۔۔ براؤن نے جوزف کو دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ جب تم خود ہی بتا دو گے تو پھر ہمیں پٹرول ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے" ۔۔۔ جوانا نے مسکرا کر کہا۔

"یہاں ایک تنظیم ہے فور سٹارز ۔۔۔ خفیہ تنظیم ہے ۔۔۔ وہ بین الاقوامی تنظیموں کے لئے کام کرتی ہے ۔۔۔ اور آگے مختلف

www.urdukorner.com

افراد سے کراتی ہے ــــــ میں بھی فورسٹارز کے لئے کام کرتا ہوں فورسٹارز نے مجھے اس کام پر مامور کیا ہے ــــــ کیونکہ میں پہلے بھی ڈینی کے ذریعے ایسے کئی کام کر چکا ہوں۔ میں اس کام کے سلسلے میں اس سے ملنے گیا تھا کہ تم ٹکرا گئے ــــــ تم نے ڈینی کو بے کار کر دیا اور پھر میں نے پیشہ ور قاتل تمہاری تعریفیں سنی ہوئی تھیں ــــــ اس لئے میں نے سوچا کہ ڈینی تو اب بے کار ہو چکا ہے اس لئے تم سے یہ کام کرایا جائے" ــــــ براؤن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" فورسٹارز ــ واہ! ــ نام تو اچھا ہے ــ اس کا اتہ پتہ بتاؤ" جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مجھے اس کی تفصیل کا علم نہیں ہے ــ بس اس کا فون آتا ہے ــ اس کے بعد کام ہو جاتا ہے تو میرے بنک میں رقم جمع ہو جاتی ہے" ــــ براؤن نے جواب دیا۔

" جوزف! ــ پٹرول ضائع کرنا ہی پڑے گا" ــــ جوانا نے جوزف کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور جوزف دوبارہ آگے بڑھنے لگا۔

" رک جاؤ ــ رک جاؤ ــ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں" ــــــ براؤن نے چیختے ہوئے کہا۔

" فورسٹارز کی تفصیل" ــــ جوانا نے سرد لہجے میں کہا۔

" سٹار کلب کا مالک آرتھر اس کا چیف ہے ــــ وہ میرا دوست ہے ــــ ہم یورپ سے اکٹھے یہاں آئے تھے۔ اس کے پاس لمبا مال تھا ــــ اس نے کلب کھول لیا اور فورسٹارز تنظیم بنالی۔ جب کہ مجھے نوکری کرنی پڑی" ــــ براؤن نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

" جوزف! ــ فون اٹھا کر سٹار کلب کے آرتھر کا نمبر ملاؤ ــ میں ذرا تصدیق کر لوں ــ اگر اس کی بات غلط ہے تو پھر صرف ٹانگیں ہی نہیں ــــ بلکہ اس کے پورے جسم پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دینا ــــ مجھے جھوٹ سے شدید نفرت ہے" ــــ جوانا نے کہا اور جوزف نے پٹرول کا ٹن وہیں اور ایک سائیڈ پر چھوٹی میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔

" تم اسے کیا کہو گے ــــ وہ بہت چالاک ہے ــــ تمہاری آواز سنتے ہی سب کچھ سمجھ جائے گا ــــ اور پھر اس نے کچھ نہیں بتانا" ــــ براؤن نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

" میں تمہاری بات کراؤں گا ــــ اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم اس سے اس طرح کی بات کرو کہ اس کے جواب سے میرا اطمینان ہو جائے کہ تم واقعی سچ بول رہے ہو ــــ اس کے بعد تم آزاد ہو جاؤ گے" ــــ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ــ ٹھیک ہے ــــ میری بات کراؤ" ــــــ براؤن نے کہا۔

اسی لمحے جوزف ٹیلیفون سیٹ اٹھا کر اس کرسی کے قریب لے آیا جس پر براؤن بندھا ہوا تھا۔

" اس کا نمبر بتاؤ" ــــ جوزف نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور براؤن نے نمبر بتا دیا۔ جوزف نے ٹیلیفون سیٹ نیچے رکھا اور رسیور

www.urdukorner.com

اٹھا کر براؤن کے بتاتے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جب دوسری طرف سے گھنٹی کی آواز سنائی دی تو جوزف نے ٹیلیفون سیٹ کے نیچے لگا ہوا ایک سفید رنگ کا بٹن دبایا اور اُٹھ کر رسیور بندھے ہوئے براؤن کے کان سے لگا دیا۔ سفید بٹن دبتے ہی ٹیلیفون کی گھنٹی کی آواز کمرے میں گونجنے لگی تھی ٹیلیفون سیٹ میں نصب لاؤڈر کام کرنے لگا تھا۔

"یس ۔۔۔ سٹار کلب" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی ایک آواز کمرے میں گونجی۔

"آرتھر سے بات کراؤ ۔۔۔ میں براؤن بول رہا ہوں" ۔۔۔ براؤن نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا ۔۔۔ ہولڈ آن کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یس ۔۔۔ آرتھر اٹنڈنگ" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"آرتھر ۔۔۔ میں براؤن بول رہا ہوں" ۔۔۔ براؤن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ براؤن ۔۔۔ تم ہوٹل سے بھی غائب ہو ۔۔۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ تم ڈینی کے بار میں گئے تھے ۔۔۔ جہاں اس حبشی جوانا دی گریٹ نے ڈینی کا بھرکس نکال دیا تھا ۔۔۔ پھر تم اس کے پیچھے گئے۔ لیکن اس کے بعد تمہارے متعلق کوئی اطلاع نہیں ہے" ۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

"تو تم میری نگرانی کراتے رہے ہو" ۔۔۔ براؤن نے کرخت لہجے میں کہا۔

"نگرانی کی بات نہیں ۔۔۔ میں فورسٹارز کا کوئی کام بھی جب کسی کے ذمہ لگاتا ہوں تو خود بھی حالات سے آگاہ رہتا ہوں۔ بتاؤ کام کی کیا پوزیشن ہے" ۔۔۔ آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کام جلد ہو جائے گا ۔۔۔ میں نے بات کر لی ہے" ۔۔۔ براؤن نے جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا بات کر لی ہے ۔۔۔ کام مجھے جلد چاہیئے ۔۔۔ کام والی پارٹی کے بار بار فون آ رہے ہیں ۔۔۔ اگر تم سے کام نہیں ہوتا تو کسی اور کے ذمے لگا دوں" ۔۔۔ آرتھر نے اس بار کرخت لہجے میں کہا۔

"کہہ جو دیا ہے کہ کام ہو جائے گا" ۔۔۔ براؤن نے کہا اور اسی لمحے جوانا کے اشارے پر جوزف نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"گڈ ۔۔۔ تم نے واقعی صحیح بولا ہے ۔۔۔ اس طرح تم نے اپنی جان بچالی ہے ۔۔۔ اس آرتھر کا دفتر اسی کلب کے اندر ہے" ۔۔۔ جوانا نے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ کلب کی اوپر والی منزل پر ہے" ۔۔۔ براؤن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جوزف ۔۔۔ تم اس کا خیال رکھنا ۔۔۔ میں ابھی آیا" ۔۔۔ جوانا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

www.urdukorner.com

"میں ذرا اس آرتھر سے دو دو ہاتھ کرلوں ——— باقی پس منظر وہ خود بتائے گا" ——— جوانا نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے باہر نکل آیا۔

چند لمحوں بعد اس کی پیلے ماڈل آٹھ سلنڈر کار غراتی ہوئی سڑکوں پر قیامت کی رفتار سے دوڑی چلی جارہی تھی۔ کار کا رخ شار کلب کی طرف تھا۔

تھوڑی دیر بعد جوانا نے شار کلب کا بورڈ دیکھتے ہی کار کو بریک لگائی اور پھر اسے گیٹ کے سامنے روک کر وہ نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کے اندر داخل ہوگیا۔

کلب بالکل خالی پڑا ہوا تھا کیونکہ ابھی ممبروں کے آنے کا وقت نہ ہوا تھا۔ البتہ کاؤنٹر کے پیچھے ایک گنجا سا پہلوان نما آدمی شیشے کے گلاس صاف کر رہا تھا۔ اور ایک غنڈہ نما بیرا ہال کا فرش دھونے میں مصروف تھا۔

جوانا تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ گنجا حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"آرتھر اوپر ہے" ——— جوانا نے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں اوپر ہے ——— کیوں" ——— گنجے نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"اس سے ایک ضروری کام ہے" ——— جوانا نے کہا اور تیزی سے سائیڈ میں موجود سیڑھیوں کی طرف لپکا۔ لیکن دوسری سیڑھی

پر قدم رکھتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی کاؤنٹر پر رکھے ٹیلیفون پر جھکا ہوا پہلوان چیخ کر پیچھے کی طرف الٹ گیا۔ گولی اس کی گردن میں سوراخ کر گئی تھی۔

ہال کا فرش صاف کرنے والا غنڈہ نما بیرا گولی کی آواز اور کاؤنٹر مین کی چیخ سن کر جیسے ہی اچھل کر کھڑا ہوا۔ جوانا نے دوسری بار ٹریگر دبا دیا۔ اور دوسرے لمحے وہ بیرا بھی چیختا ہوا نیچے فرش پر جاگرا۔ اور بری طرح ہاتھ پیر مارنے لگا۔

جوانا نے ریوالور دوبارہ جیب میں رکھا اور دو دو سیڑھیاں ایک قدم پھلانگتا ہوا اوپر چڑھتا چلا گیا۔ اوپر ایک تنگ سی راہداری تھی جس کے آخری سرے پر ایک دروازہ تھا۔ جوانا تیز تیز قدم اٹھاتا راہداری سے گذر کر دروازے پر پہنچا۔ اور پھر اس نے پوری قوت سے بند دروازے پر لات ماری اور دروازہ ایک خوفناک دھماکے سے کھل گیا اور جوانا اچھل کر اندر داخل ہوا۔ دوسرے لمحے کمرے کی سائیڈ پر رکھے ہوئے صوفے پر سے ایک پہلوان نما شخص اور ایک اینگلو انڈین لڑکی ہڑبڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان دونوں کے جسموں پر لباس تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔

"تمہارا نام آرتھر ہے" ——— جوانا نے آگے بڑھتے ہوئے انتہائی خوفناک لہجے میں کہا۔

"ہاں! ——— مگر تم ——— تم وہی جوانا تو نہیں ہو ——— لیکن اس

www.urdukorner.com

طرح یہاں آنے کا مقصد" ——— آرتھر نے وقتی حیرت سے اپنے آپ کو نکالتے ہوئے پوچھا۔

جوانا نے جواب دینے کی بجائے جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے زوردار دھماکے کے ساتھ ہی وہ ایک طرف کھڑی لڑکی بری طرح چیختی ہوئی فرش پر گری۔ اس کے ——— سینے سے خون کا فوارہ سا بہہ نکلا۔

"یہ تم نے کیا کیا" ——— آرتھر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے میز کی طرف لپکا جس پر ایک بھاری ریوالور رکھا ہوا نظر آرہا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ آرتھر میز تک پہنچتا، جوانا کا ہاتھ گھوما اور آرتھر بری طرح ڈکراتا ہوا کمرے کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اور پھر اس طرح نیچے گر گیا جیسے بوری میں سے آٹا نکلنے کے بعد وہ نیچے گرتی ہے۔ جوانا کے الٹے ہاتھ کا بھرپور تھپڑ اس کی گردن پر پڑا تھا۔

ابھی آرتھر نیچے گر کر دوبارہ اٹھا نہ تھا کہ جوانا نے اچھل کر پوری قوت سے اس کے سینے پر لات جما دی اور آرتھر کے حلق سے اس طرح چیخ نکلی جیسے اس کی روح شدید تکلیف سے اس کا جسم چھوڑ رہی ہو۔ اور پھر اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے جوانا نے جلدی سے ریوالور واپس جیب میں ڈالا اور آرتھر کو اٹھانے کے لئے جھکا ہی تھا کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ میز پر دو ٹیلیفون سیٹ پڑے ہوئے تھے جن میں سے ایک کی ساخت انٹرکام جیسی تھی اور دوسرا ڈائریکٹ فون تھا گھنٹی اس ڈائریکٹ فون کی بج رہی تھی۔ جوانا ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا، پھر دوسرے لمحے اس نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— جوانا نے آواز دبا کر بولتے ہوئے کہا۔

"آرتھر! ——— میں ڈان بول رہا ہوں ——— تنظیم کے ایک اہم کام کی وجہ سے مجھے تمہاری فوری ضرورت پڑ گئی ہے۔ تم فوراً ہوٹل سلور سٹار کے کمرہ نمبر بارہ، دوسری منزل پر پہنچو ——— جلدی ——— فوراً" ——— دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

جوانا نے رسیور رکھا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے آرتھر کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیزی سے دفتر کے دروازے سے باہر آگیا۔

سیڑھیاں اتر کر جب جوانا ہال میں پہنچا تو وہاں ابھی تک غنڈے نما بیرے کی لاش فرش پر پڑی تھی اور کوئی آدمی وہاں موجود نہ تھا۔ البتہ اسے گنجے کاؤنٹر مین کے جسم کا کچھ حصہ کاؤنٹر کی دوسری طرف پڑا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ فون کا رسیور غائب تھا۔ وہ شاید ابھی تک اس کاؤنٹر مین کی لاش کے ہاتھ میں تھا۔ اور یہ اتفاق تھا کہ اس دوران اور کوئی شخص کلب میں نہ آیا تھا۔

جوانا تیزی سے باہر آیا اور اس نے اپنی کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور آرتھر کو پچھلی سیٹوں کے درمیان دھکیل کر وہ کار میں

www.urdukorner.com

بیٹھا اور دوسرے لمحے اس کی کار کے ٹائر چیختے ہوئے آگے بڑھے اور پھر جوانا نے ایک شارپ موڑ کاٹا اور اس کی کار ہوا ہو گئی وہ انتہائی سپیڈ پر کار دوڑاتا ہوا تھوڑی دیر بعد رانا ہاؤس کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجاتے ہی پھاٹک کھل گیا اور جوانا کار اندر لیتا گیا۔ پھاٹک جوزف نے کھولا تھا۔

"کیا پوزیشن ہے اس براؤن کی" ——— جوانا نے کار سے نیچے اترتے ہوئے جوزف سے پوچھا۔ جو پھاٹک بند کر کے واپس آ چکا تھا۔

"ٹھیک ہے" ——— جوزف نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اس نے سیٹوں کے درمیان پڑے ہوئے بیہوش آرتھر کو ٹانگ سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکے سے باہر گھسیٹ لیا۔

"اسے بھی باندھ دو ——— میں ذرا اس کے ایک اور ساتھی ڈان سے مل آؤں ——— اس نے کسی تنظیم کا حوالہ دیا تھا" ——— جوانا نے جوزف سے کہا۔

"یہ آرتھر ہے" ——— جوزف نے پوچھا۔

"ہاں! ——— یہ فور سٹار کا آرتھر ہے ——— اس کا خیال رکھنا" جوانا نے کہا اور ایک بار پھر واپس اپنی کار میں بیٹھ گیا۔

"یہ تم کیا کرتے پھر رہے ہو ——— آخر مجھے بھی تو کچھ بتاؤ۔" جوزف نے اس بار قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"واپس آ کر بتاتا ہوں ——— بڑی مدت کے بعد تو ہاتھ پیر چلانے

کا موقع ملا ہے" ——— جوانا نے بھیڑیئے کے سے انداز میں دانت نکوستے ہوئے کہا۔ اور کار کو تیزی سے واپس موڑ دیا۔ اس بار اس نے خود ہی کار روک کر نیچے اتر کر پھاٹک کھولا۔ کیونکہ جوزف آرتھر کو اٹھا کر اندر گیا ہوا تھا۔

کار کو باہر نکال کر اس نے اسے اس طرف موڑ دیا جدھر سے ہوٹل سلور سٹار کو راستہ جاتا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ پہلے آرتھر سے معلوم کر لیتا کہ یہ ڈان کون ہے تو زیادہ بہتر تھا ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی عام آدمی ہو۔ لیکن پھر اس کے ذہن میں ڈان کا لہجہ ابھر آیا۔ اس کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا۔ ایسا جیسے وہ کسی بہت بڑی تنظیم کا سربراہ ہو۔ اور پھر اس نے تنظیم کا حوالہ بھی دیا تھا چنانچہ وہ کار آگے بڑھائے لئے گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کار ہوٹل سلور سٹار کی عظیم الشان عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور اسے وسیع و عریض پارکنگ میں لے جا کر کھڑا کر دیا۔ ہوٹل واقعی بے حد شاندار تھا۔ لیکن جوانا نے ایکریمیا میں اس سے بھی شاندار ہوٹل دیکھے ہوئے تھے۔ اس لئے جوانا نارمل انداز میں کار سے اتر کر ہوٹل کے اندرونی مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

مین گیٹ کے سامنے کھڑے باوردی دربان نے جوانا کو آتا دیکھ کر بڑے احترام سے دروازہ کھول دیا اور جوانا سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

ہال میں بہت کم لوگ موجود تھے۔ جوانا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

www.urdukorner.com

اور چند لمحوں بعد وہ دوسری منزل پر تھا۔ کمرہ نمبر بارہ سامنے ہی موجود تھا۔ اس کا دروازہ بند تھا۔ جوانا نے آگے بڑھ کر اس پر آہستہ سے دستک دی۔

"کون ہے" ــــ اندر سے وہی بھاری آواز سنائی دی جو جوانا نے فون پر سُنی تھی۔ یہ ڈان تھا۔

"آرتھر" ــــ جوانا نے حتی الوسع آرتھر کا لہجہ بناتے ہوئے کہا دوسرے لمحے قدموں کی چاپ ابھری اور چٹخنی کھلنے کے ساتھ ہی دروازہ بھی کھل گیا۔

سامنے ایک غیر ملکی کھڑا حیرت سے پلکیں جھپکا کر جوانا کو دیکھ رہا تھا۔ جوانا اُسے دھکیلتا ہوا اندر لے گیا اور اس نے مڑے بغیر پیر مار کر دروازہ اپنے عقب میں بند کر دیا۔

لیکن ڈان نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریوالور استعمال کرتا۔ یا کوئی بات کرتا جوانا کا دروازہ بند کرنے کے لئے مڑا ہوا پیر انتہائی [illegible] رفتاری سے آگے کی طرف آیا اور ڈان کے ہاتھوں سے [illegible] نکل کر کمرے کی عقبی دیوار سے جا ٹکرایا۔

"مجھے ان کھلونوں سے نہیں ڈرایا جا سکتا مسٹر ڈان ــــ میرا نام جوانا ہے جوانا" ــــ جوانا نے طنزیہ انداز میں دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو ــــ اور کیوں آئے ہو ــــ کیا تمہارا آرتھر سے کوئی تعلق ہے" ــــ ڈان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ــــ آرتھر سے اتنا تعلق ہے کہ وہ اس وقت میری قید میں ہے ــــ اور یہ بھی سن لو کہ آرتھر کو تم نے جو فون کیا تھا وہ میں نے ہی سنا تھا ــــ اب تم بتاؤ کہ تمہیں آرتھر سے کیا کام تھا" ــــ جوانا نے زہر خند لہجے میں کہا۔

"میں تو کسی آرتھر کو جانتا بھی نہیں ــــ میں تو ایک سیاح ہوں۔" ڈان نے پینترہ بدلتے ہوئے کہا اور جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہت خوب ــــ اچھا جواب ہے ــــ لیکن جوانا ایسے جواب پسند نہیں کیا کرتا مسٹر ڈان" ــــ جوانا نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈان کچھ سمجھتا، جوانا نے یکلخت اس کے منہ پر زوردار تھپڑ مارنا چاہا۔ لیکن ڈان شاید سنبھلا ہوا تھا اور پھر اس نے جس قدر پھرتی دکھائی تھی وہ واقعی حیرت انگیز تھی۔ جوانا کے ہاتھ حرکت میں آتے ہی اس نے الٹی قلابازی کھائی اور پھر اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے جوانا کی ٹھوڑی کے نیچے پڑیں اور جوانا بے اختیار لڑکھڑا کر پیچھے دروازے سے جا ٹکرایا۔ ڈان بجلی کی سی [illegible] سے قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور اس بار اس نے نجانے کہاں سے ایک بڑا تیز دھار خنجر نکال لیا۔ اب اس کی آنکھوں میں بھیڑیئے کی سی چمک تھی۔ اور وہ خنجر کو اس قدر تیزی سے ہاتھوں میں بدل رہا تھا کہ اس پر نظر نہ ٹک رہی تھی وہ یقیناً خنجر زنی میں بے پناہ مہارت کا حامل دکھائی دیتا تھا۔

"تمہاری موت تمہیں یہاں کھینچ لائی ہے کالے کتے" ــــ ڈان نے غراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا خنجر بندوق سے نکلی

www.urdukorner.com

ہوئی گولی کی طرح دروازے کے سامنے کھڑے جوانا کے سینے کی طرف بڑھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ جوانا کے سینے میں اپنا راستہ بناتا جوانا کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اڑتا ہوا خنجر اس کے ہاتھ کی تھپکی کھا کر چھناکے کی زور دار آواز کے ساتھ سائیڈ کی دیوار سے ٹکرا کر نیچے فرش پر جا گرا۔

ڈان جو شاید اس زعم میں کھڑا تھا کہ جوانا اب کسی صورت بھی خنجر کی زد سے نہیں بچ سکتا۔ اپنے وار کا یہ حشر دیکھ کر حیرت سے آنکھیں پھاڑے رہ گیا۔ اُسے یقین نہ آرہا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس قدر مہارت سے خنجر کو راستے میں ہی تھپکی دے کر اس کا رُخ بدلا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ حیرت انگیز واقعہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہوا تھا۔

"اب تم اپنے ہاتھ اٹھا دو مسٹر ڈان ۔۔۔ ورنہ تم گولی کو تھپکی دے کر اس کا راستہ نہ بدل سکو گے"۔۔۔ جوانا نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رُخ ڈان کی طرف کر دیا تھا۔

"تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم کیا چاہتے ہو"۔۔۔ ڈان نے اس بار خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"صرف اتنا کہ تم ہاتھ اوپر اٹھا دو ۔۔۔ اور سنو ۔۔۔ میں دوہرانے کا عادی نہیں ہوں"۔۔۔ جوانا کے لہجے میں غراہٹ اور بڑھ آئی۔ اور ڈان کے دونوں ہاتھ بے اختیار سر سے بلند ہوتے گئے۔

"گڈ ۔۔۔ اب تم نے عقلمندانہ فیصلے کرنے شروع کر دیئے ہیں"۔۔۔ جوانا نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

"تم ہو کون ۔۔۔ کچھ پتہ بھی تو چلے"۔۔۔ ڈان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اطمینان سے کرسی پر بیٹھ جاؤ اور میری بات سنو ۔۔۔ میں تمہارا دوست ہوں دشمن نہیں ۔۔۔ ورنہ یقین کرو۔ میں اندر داخل ہونے سے پہلے ہی تمہارے سینے میں گولی اتار سکتا تھا"۔ جوانا نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا اور ڈان اس کے بدلے ہوئے لہجے پر ایک لمحے کے لئے حیرت سے اُسے دیکھتا رہا پھر پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ کرسی کے بازوؤں پر رکھ لئے۔ جوانا نے بھی کوئی اعتراض نہ کیا بلکہ ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے اس طرح بیٹھ گیا جیسے دو مدت سے بچھڑے ہوئے دوست کافی عرصے کے بعد گپ شپ کے لئے اکٹھے بیٹھے رہے ہوں۔ ریوالور البتہ اس کے ہاتھ میں ہی موجود تھا۔

"ہاں ۔۔۔ اب بتاؤ کہ تمہارا آرتھر سے کیا کام تھا ۔۔۔ اور تمہارا کس تنظیم سے تعلق ہے"۔۔۔ جوانا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میرا کسی تنظیم سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔۔۔ ڈان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یکلخت بُری طرح چیخ کر اچھلا۔ لیکن پھر دھم سے واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سیدھے بیٹھے رہو ۔۔۔ اگر تم جھکے تو گولی مار دوں گا"۔۔۔ جوانا

www.urdukorner.com

نے غراتے ہوئے کہا اور بے اختیار نیچے کو جھکتا ہوا ڈان یکلخت اکڑ کر سیدھا ہو گیا۔

جوانا نے دراصل اس کے پیر پر اپنے بوٹ سے زوردار ضرب لگائی تھی جس کی بنا پر وہ چیخ مار کر اچھلا تھا۔ اور پھر پیر کی تکلیف کی وجہ سے ہی وہ بے اختیار جھکنے لگا تھا۔ لیکن جوانا کی دھمکی نے اُسے سیدھا کر دیا تھا۔ جوانا نے اب اس کے دونوں پیروں پر اپنے بھاری لانگ بوٹ رکھے ہوئے تھے۔ ڈان کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔

"اب اگر جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو ہمیشہ کے لئے معذور ہو جاؤ گے ——— کچلے ہوئے پیروں کو بڑے سے بڑا سرجن بھی درست نہ کر سکے گا" ——— جوانا نے کہا۔

"مم ——— مم ——— میں سچ کہہ رہا ہوں" ——— ڈان نے ایک بار پھر ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک نئی حرکت کی۔ بات کرتے کرتے وہ یکلخت اچھلا اور اس نے پوری قوت سے جوانا کے چہرے پر ٹکر ماری اور جوانا کرسی سمیت اُلٹ کر پیچھے فرش پر گرا۔ لیکن ڈان کو یہ حرکت بے حد مہنگی پڑی۔ کیونکہ جوانا نے پیچھے اُلٹتے ہوئے ٹریگر دبا دیا تھا اور پھر دو دھماکے بیک وقت ہوئے۔ ایک جوانا کا کرسی سمیت نیچے فرش پر گرنے کا اور دوسرا ریوالور سے گولی چلنے کا۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈان کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی اور تیسرا دھماکہ اس کے کرسی سمیت پیچھے فرش پر گرنے کا ہوا۔ جوانا قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا لیکن ڈان اسی

طرح نیچے پڑا ہوا تھا اس کا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر کرسی پر جمی ہوئی تھیں۔

"میں ریوالور کے دھماکے کی وجہ سے ہی تمہیں گولی نہ مار رہا تھا لیکن چلو اچھا ہوا۔ ریوالور کا دھماکہ میری کرسی گرنے کے دھماکے اور تمہاری چیخ تمہاری کرسی کے دھماکے میں دب گئی" ——— جوانا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر ڈان کی کرسی کو سیدھا کر دیا۔ ڈان اچھل کر پہلے کرسی سمیت سیدھا ہوا اور پھر منہ کے بل سامنے فرش پر گر گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ گولی اس کے سینے میں دل پر پڑی تھی۔

"ایک تو یہ لوگ ختم بڑی جلدی ہو جاتے ہیں" ——— جوانا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جلدی سے ڈان کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ ڈان کے جسم پر ہلکا پھلکا لباس تھا اس کی جیبیں خالی تھیں۔ البتہ ایک جیب سے اسے ایک چھوٹا سا کاغذ مل گیا جس پر کوئی فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ جوانا نے کاغذ اپنی جیب میں ڈالا اور پھر جلدی سے ڈان کے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اور چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ اس کے بریف کیس کے ایک خفیہ خانے سے ایک فائل برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے فائل کھول کر دیکھی۔ اس میں چار ٹائپ شدہ کاغذ تھے جوانا ان کاغذوں پر سرسری نظر پھیر رہا تھا کہ یکلخت چونک پڑا۔ کاغذوں میں ایکریمیا کی سی۔ آئی۔ اے اور روسیاہ کی کے۔ جی۔ بی کے ساتھ ساتھ سوئٹزرلینڈ کی سرکاری سیکرٹ ایجنسی ٹی۔ ڈن کے حوالے موجود تھے باقی کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔ بہرحال ان حوالوں سے وہ اتنا سمجھ گیا تھا کہ معاملہ اس کے تصور سے بھی بہت اونچا ہے۔

www.urdukorner.com

اب ماسٹر عمران کے لئے اس کے پاس کافی مواد جمع ہو گیا تھا اس لئے اس نے فائل جیب میں ڈالی اور دروازے کی طرف پلٹ گیا۔ اس نے بڑے اطمینان سے دروازہ کھولا اور پھر اسے بند کر کے وہ بڑے ہی مطمئن انداز میں لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل سلور سٹار کے کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر واپس رانا ہاؤس کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اور وہ سوچ رہا تھا کہ اب اسے رانا ہاؤس جاتے ہی ماسٹر عمران کو فوراً تلاش کرنا چاہیئے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جانے سے سر رحمان کی زندگی خطرے میں پڑ جائے۔ لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ ایک سرخ رنگ کی کار ہوٹل سے مسلسل اس کے تعاقب میں ہے۔

www.urdukorner.com

ورتھا نے گھنٹی بجنے کی آواز سنتے ہی ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔۔۔ ورتھا سپیکنگ" ۔۔۔۔ ورتھا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"راکی بول رہا ہوں مادام" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ کیا رپورٹ ہے" ۔۔۔۔؟ ورتھا کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"مادام ! ۔۔۔ میں نے پہاڑیوں کے عقبی طرف کا سرسری سروے کر لیا ہے ۔۔۔۔ اس طرف دو آدمیوں کی جاگیریں ان پہاڑیوں سے بالکل ملحقہ ہیں ۔۔۔ ایک نواب شہریار خان ہے۔ جو وہیں قصبہ طور خان میں اپنی شاندار حویلی میں رہتا ہے ۔۔۔۔ اس حویلی کے گرد وسیع اراضی میں پھیلا ہوا ایک گھنا باغ ہے جہاں

www.urdukorner.com

نواب شہریار خان کے مسلح افراد ہر وقت پہرہ دیتے رہتے ہیں۔
نواب ایک سنکی سا بوڑھا ہے اور اس کی ایک نوجوان بیٹی ہے
بانو نام ہے اس کا ——— دوسری جاگیر ایک شخص سر رحمان کی ہے
سر رحمان پاکیشیا میں سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں۔ اور
شہر میں رہتے ہیں ——— ان کا ایک اکلوتا بیٹا علی عمران ہے جس
کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ آجکل اپنی جاگیر پر آیا ہوا ہے۔
یہ ایک احمق سا نوجوان بتایا جاتا ہے ——— وہ کافی عرصے بعد
یہاں آیا ہے۔ وہ بھی دارالحکومت میں رہتا ہے" ——— راکی
نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ! ——— اچھی رپورٹ ہے ——— اور اب مجھے پتہ چل گیا ہے
کہ جینی کولنینز نواب شہریار خان کی حویلی میں کیوں گئی ہے۔ وہ
اس حویلی کو استعمال کرنا چاہتی ہے ——— ماہر معدنیات جان
نے ہم سے ڈبل رول کھیلا ہے۔ اس نے جینی کو مکمل اطلاعات
مہیا کر دی تھیں ——— یہ تو اس کی بدقسمتی تھی کہ مجھے اس کی
یہاں موجودگی کی رپورٹ مل گئی ——— اور تمہاری رپورٹ کے بعد
یہ پتہ چل گیا ہے کہ وہ کیا چاہتی ہے ——— بہرحال میں نے جان
کو ختم کر کے وہ لیبارٹری اڑا دی ہے تاکہ جان کے۔ وَن کو
علیحدہ کرنے کا اصل فارمولا جینی اور روسیاہ والوں تک نہ پہنچا
سکے" ——— ورتھا نے جواب دیا۔

"لیکن مادام! ——— اب جینی کو جان کے قتل کا علم تو ہو جائے
گا ——— اور پھر وہ یقیناً چوکنا ہو جائے گی" ——— راکی نے کہا۔

"ہاں! ——— مجھے معلوم ہے ——— لیکن میں نے پہلے ہی کے۔ وَن
والے پتھروں کو خفیہ ہیڈ کوارٹر میں منتقل کر دیا ہے ——— تاکہ وہ
انہیں فوراً حاصل نہ کر لے ——— ادھر جینی کے خاص آدمی ڈان
کے متعلق بھی مجھے پتہ چل گیا ہے ——— میں اسے کور کروں گی تاکہ
جینی فی الحال اس سے کام نہ لے سکے ——— اور جب تک جینی کو
سارے ڈرامے کا علم ہو گا ——— اس وقت تک میں ان پتھروں کو
ایکریمیا منتقل کر چکی ہوں گی۔ اس کے بعد جینی اور روسیاہ والوں
کے پاس سوائے سر پٹخنے کے اور کوئی چارہ کار باقی نہ رہے گا"۔
ورتھا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مادام! ——— تو کیا ہمیں جینی اور اس کے گروپ کے
خلاف حرکت میں نہیں آنا چاہیے" ——— راکی نے پوچھا۔

"ابھی نہیں ——— میں جینی کو یہاں اپنی موجودگی سے چونکانا نہیں
چاہتی ——— کیونکہ سوئٹزرلینڈ میں سرکاری طور پر میں اور میرا گروپ
جزائر فجی میں کام کر رہا ہے ——— اگر اُسے ذرا بھی شک پڑ گیا کہ
جان کی بیوی ورتھا دراصل میں ہوں تو پھر کے۔ جی۔ بی براہ راست
کود پڑے گی ——— اور اس کے بعد ایک جنگ شروع ہو جائے
گی ——— فی الحال تم ایسا کرو کہ کسی طرح نواب شہریار خان کی حویلی
میں داخل ہو جاؤ ——— اور وہاں جینی اور اس کے گروپ کی
نگرانی کرتے ہوئے مجھے رپورٹ دیتے رہنا" ——— ورتھا نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام! ——— میں کوشش کرتا ہوں" ——— راکی
نے جواب دیا۔

www.urdukorner.com

" وقتاً فوقتاً مجھے رپورٹ دیتے رہنا ——— لیکن انتہائی محتاط رہنا
گڈ بائی " ——— ورتھا نے کہا اور رسیور واپس رکھ دیا۔
رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور تیز تیز قدم اٹھاتی
اس چھوٹے سے دفتر نما کمرے سے باہر نکل آئی۔ ایک تنگ سی
راھداری سے گذر کر وہ ایک دروازے میں گھسی تو وہاں ایک
بڑے کمرے میں چار مسلح افراد ایک میز کے گرد بیٹھے تاش کھیلنے
میں مصروف تھے۔

ورتھا کے اندر داخل ہوتے ہی ان چاروں نے جلدی سے
پتے میز پر پھینکے اور انتہائی مستعدی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

" آؤ میرے ساتھ " ——— ورتھا نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر
واپس دروازے کی طرف مڑ گئی۔ وہ چاروں مؤدبانہ انداز میں
اس کے پیچھے چل دیئے۔

تھوڑی دیر بعد ورتھا کوٹھی کے پورٹیکو میں کھڑی اپنی سرخ
رنگ کی کار کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ
کھولا اور اندر بیٹھ گئی۔ جب کہ اس کے پیچھے آنے والے چاروں
افراد میں سے تین پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے اور ایک آگے بڑھ کر
ورتھا کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کار کے دروازے بند ہوتے
ہی ورتھا نے کار آگے بڑھا دی۔ پھاٹک کے پاس ایک مسلح آدمی
کھڑا تھا اس نے جلدی سے پھاٹک کھول دیا اور ورتھا کار لیکر
باہر آ گئی۔

" سنو! ——— ہم نے ہوٹل سلور سٹار سے جینی کولینز کے خاص

آدمی ڈان کو اغوا کرنا ہے ——— مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ ہوٹل
سلور سٹار میں دوسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں رہائش پذیر ہے
میں چاہتی ہوں کہ اسے اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر لے آیا جائے اور
پھر یہاں سے اس کے میک اپ میں اپنا آدمی بھیج دیا جائے تاکہ
جینی کی تمام کارروائیاں ہماری نظروں میں رہیں " ——— ورتھا
نے کوٹھی سے باہر کار نکالتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے مادام! ——— لیکن آپ ہمیں حکم کر دیتیں ——— ہم
اسے اغوا کرا لاتے " ——— ساتھ بیٹھے ہوئے سخت چہرے والے
نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ڈان اہم آدمی ہے ——— اس لئے اس آپریشن کی میں خود
نگرانی کرنا چاہتی ہوں " ——— ورتھا نے کہا اور اس بار ساتھ بیٹھے
ہوئے نوجوان نے کوئی جواب نہ دیا۔

تھوڑی دیر بعد ورتھا نے کار سلور سٹار کی عظیم الشان عمارت
کے کمپاؤنڈ گیٹ میں کار موڑی اور اسے پارکنگ میں کھڑا کر کے
وہ نیچے اتر آئی۔

" ایک آدمی یہاں کار میں رہے گا " ——— ورتھا نے کہا اور پھر
تیز تیز قدم اٹھاتی ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ تین آدمی
اس کے ساتھ چلنے لگے جب کہ ایک کار میں ہی رک گیا۔

ہال میں داخل ہوتے ہی ورتھا سیدھی لفٹ کی طرف
بڑھی اور جب لفٹ انہیں لے کر دوسری منزل پر پہنچی تو لفٹ
سے نکلتے ہی ورتھا چونک پڑی۔ کیونکہ بارہ نمبر کمرے کا دروازہ

www.urdukorner.com

لفٹ کے بالکل سامنے تھا۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک دیوہیکل حبشی اس کمرے سے نکل کر لفٹ کی طرف آنے لگا۔ ورتھا نے ایک نظر میں اس کا بغور جائزہ لیا اور پھر سائیڈ میں اس طرح بڑھ گئی جیسے وہ اس پر یہ ظاہر نہ کرنا چاہتی ہو کہ وہ بھی بارہ نمبر میں جانا چاہتی ہے۔

وہ حبشی بڑے اطمینان سے لفٹ میں سوار ہوا اور لفٹ تیزی سے نیچے جانے لگی۔ تو ورتھا بجلی کی سی تیزی سے مڑی اور بارہ نمبر کمرے کے دروازے پر پہنچ گئی۔ اس نے دروازے کا ہینڈل گھمایا تو دروازہ کھل گیا اور ورتھا ہاتھ میں ریوالور لئے اندر داخل ہوئی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑی۔ کیونکہ سامنے ہی فرش پر ڈان کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کے سینے میں گولی لگنے کا سوراخ تھا۔

کمرے کی حالت بتا رہی تھی کہ وہاں ابھی خاصی جنگ ہوئی ہے کرسی الٹی پڑی تھی اور ایک بریف کیس بھی میز پر کھلا ہوا پڑا تھا ورتھا تیزی سے واپس مڑی۔ اس نے دروازہ بند کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتی لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔

"وہ حبشی ڈان کو قتل کر کے کوئی خاص چیز لے گیا ہے"۔ ورتھا نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ سب لفٹ میں سوار ہو گئے۔ چند ہی لمحوں بعد وہ ہال میں پہنچ کر جب باہر پارکنگ کی طرف آئے تو ورتھا نے حبشی کو ایک آٹھ سلنڈر کار میں بیٹھے کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکلتے دیکھ لیا۔ وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف

بڑھ گئی۔ اور پھر چند لمحوں بعد ان کی سرخ کار بھی کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکل کر اسی طرف کو مڑ گئی جدھر حبشی کی کار گئی تھی۔

حبشی کی بڑی کار انتہائی تیز رفتاری سے اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس لئے ورتھا کو بھی کار کو خاصی سپیڈ پر دوڑانا پڑا۔ لیکن اس نے فاصلہ کافی رکھا ہوا تھا تاکہ حبشی کو تعاقب کا احساس نہ ہو سکے۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد حبشی کی کار ایک قلعہ نما عمارت کے بڑے گیٹ کے سامنے رک گئی اور جب تک ورتھا کی کار اس عمارت کے سامنے پہنچتی، حبشی کی کار پھاٹک کے اندر جا چکی تھی۔ ورتھا نے کار آگے بڑھا دی اور پھر اس نے کچھ فاصلے پر جا کر کار ایک پارکنگ میں روک دی۔ اور اپنے ساتھیوں کو نیچے اترنے کا اشارہ کر کے خود بھی نیچے اتر آئی۔

"مجھے اب اس عمارت کے اندر جانا ہو گا ـــــ تاکہ میں معلوم کر سکوں کہ یہ حبشی کون ہے ـــــ اور اس نے ڈان کو قتل کر کے کیا چیز حاصل کی ہے" ـــــ ورتھا نے قلعہ نما عمارت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مادام! ـــــ آپ یہیں ٹھہریں ـــــ ہم اندر جاتے ہیں۔ جب ہم عمارت کو کنٹرول کر لیں گے ـــــ تب آپ کو اندر بلا لیا جائے گا" ـــــ سائیڈ سیٹ پر بیٹھنے والے اس سخت گیر چہرے والے نوجوان نے کہا۔

"نہیں جیمز! ـــــ مجھے یہ عمارت خاصی پراسرار سی لگ رہی ہے ـــــ ایسا نہ ہو کہ ہم سب پھنس جائیں ـــــ اور فی الحال تو

www.urdukorner.com

ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اندر کی سچوئیشن کیا ہے ——— پھر اس عمارت میں مجھے اندر جانے کا بھی کوئی راستہ نظر نہیں آرہا ——— اس لئے میرا خیال ہے کہ مجھے پھاٹک سے اندر جانا پڑے گا۔ تم سب یہیں رہو ——— اگر ضرورت پڑی تو میں تمہیں ریڈ کاشن دے دونگی ——— اس کے بعد تم حرکت میں آجانا" ——— ورتھا نے کہا اور سب کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ عمارت کی طرف بڑھنے لگی۔ لیکن اسی لمحے اُسے خیال آگیا کہ حبشی نے لفٹ میں جاتے ہوئے اُسے قریب سے دیکھا ہے۔ اس لئے اگر وہ اسی صورت میں گئی تو وہ حبشی یقیناً اُسے پہچان لے گا۔ چنانچہ وہ واپس مڑی اور پھر کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔

"میں ذرا سا میک اَپ کر لوں" ——— ورتھا نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کار کے ڈیش بورڈ میں سے ایک باکس نکالا اور بیک مرر کی مدد سے میک اَپ میں مصروف ہو گئی۔ اس کے چاروں ساتھی کار سے باہر موجود تھے اور ویسے بھی بلنڈڈ کلر شیشوں کی وجہ سے باہر سے اندر نہ دیکھا جا سکتا تھا۔ اس لئے ورتھا اطمینان سے میک اَپ کرتی رہی۔

تھوڑی دیر بعد ورتھا نے باکس واپس ڈیش بورڈ میں رکھ دیا اور بیک مرر میں اپنی شکل دیکھنے لگی۔ اس کی شکل خاصی بدل گئی تھی۔ اس لئے اس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور کار سے نیچے اتر آئی۔

"ریڈ کاشن ملتے ہی تم لوگوں نے حرکت میں آجانا ہے سمجھ گئے"۔

ورتھا نے کار سے باہر نکلتے ہی اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"یس میڈم" ——— جواب دیا گیا اور ورتھا سر ہلاتی ہوئی اس قلعہ نما عمارت کی طرف بڑھ گئی۔

عمارت کے بڑے اور شاندار پھاٹک پر ایک بڑی سی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی جس پر پیتل کے بنے ہوئے موٹے اور چمکدار حروف میں "رانا تہور علی صندوقی" کا نام لکھا ہوا تھا۔

"صندوقی ——— یہ کیسا نام ہے" ——— ورتھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک حبشی باہر نکل آیا۔ یہ وہ حبشی نہ تھا جس کا تعاقب کرتی ہوئی ورتھا یہاں تک آئی تھی۔ لیکن یہ بھی پہلے حبشی کی طرح قوی ہیکل اور انتہائی جاندار آدمی تھا۔ اس نے خاکی رنگ کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور اس کی دونوں سائیڈوں سے لٹکے ہوئے ہولسٹروں میں بھاری ریوالوروں کے دستے صاف نظر آرہے تھے۔

"ارے مادام روشی آپ" ——— حبشی نے بری طرح چونکتے ہوئے ورتھا سے مخاطب ہو کر کہا اور ورتھا یہ نیا نام سن کر خود بھی چونک پڑی۔

"ہاں" ——— ورتھا نے لہجہ بدلتے ہوئے جواب دیا۔ اب ظاہر ہے وہ اور کیا کہہ سکتی تھی۔

"آپ اتنی مدت کے بعد ——— اوہ! آیئے آیئے ——— اندر آجایئے" ——— اس حبشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور خود پھاٹک

www.urdukorner.com

کی اس چھوٹی کھڑکی میں غائب ہوگیا۔

ورتھا نے کندھے جھٹکے اور خود بھی جھک کر اس کھڑکی سے اندر داخل ہوگئی۔ یہ واقعی انتہائی شاندار اور عظیم الشان عمارت تھی جس کا لان ہی بے حد وسیع و عریض تھا۔

"آپ کہاں رہیں مس روشی! ۔۔۔۔ بڑا طویل عرصہ ہوا، آپ نظر ہی نہیں آئیں ۔۔۔۔ اور ماسٹر عمران نے بھی آپ کا ذکر نہیں کیا"۔ حبشی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"میں باہر رہی ہوں" ۔۔۔۔ ورتھا نے جواب دیا۔

"اوہ مس روشی! ۔۔۔۔ آپ کی آواز کو کیا ہوا ۔۔۔۔ آواز تو یکسر بدل گئی ہے" ۔۔۔۔ حبشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے گلے کا آپریشن کرایا ہے" ۔۔۔۔ ورتھا نے ذہانت بھرے انداز میں بات بناتے ہوئے کہا اور اس نے دیکھا کہ حبشی نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

ورتھا اب اتنی بات تو سمجھ گئی تھی کہ یہ حبشی اسے کوئی مس روشی سمجھ رہا ہے۔ ہوسکتا ہے اس نے جو میک اپ کیا ہے وہ کسی مس روشی سے ملتا ہو۔ اور مس روشی کافی عرصے سے یہاں نہیں آئی اور مس روشی کا تعلق کسی ماسٹر عمران سے ہے۔ لیکن اسے کم از کم اتنی تسلی تھی کہ وہ کسی نہ کسی چکر میں عمارت میں تو داخل ہو گئی ہے۔ ورنہ اس نے تو یہی سوچا تھا کہ وہ رانا تہور علی صندوقی سے ملنے کی خواہش ظاہر کرے گی اور اپنے آپ کو ایک غیر ملکی صحافی پوز کرے گی۔ لیکن اس مس روشی کے چکر میں اسے ان ساری

باتوں کی ضرورت ہی نہ پڑی تھی۔

"کون ہے جوزف" ۔۔۔۔ اچانک برآمدے میں سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور ورتھا نے دیکھا کہ وہی حبشی جس کا تعاقب کرتی ہوئی وہ یہاں آئی تھی، برآمدے میں کھڑا ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ورتھا کو اب یہ معلوم ہوگیا تھا کہ اس کے ساتھ چلنے والے حبشی کا نام جوزف ہے۔

"جوانا! ۔۔۔۔ یہ مس روشی ہیں ۔۔۔۔ باس کی پرانی دوست ۔۔۔۔ بڑے عرصے بعد آئی ہیں" ۔۔۔۔ جوزف نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ورتھا مسکرا دی۔ ساری باتیں خود بخود ہی اس کے علم میں آتی جا رہی تھیں۔ اب دوسرے حبشی کا نام بھی اسے معلوم ہوگیا تھا۔

"مس روشی! ۔۔۔۔ یہ جوانا آپ کے بعد باس کے پاس آیا ہے یہ پہلے پیشہ ور قاتل تھا ۔۔۔۔ ماسٹر کلرز تنظیم سے اس کا تعلق تھا باس کو ختم کرنے کے مشن پر آیا تھا کہ باس نے اس کو شکست دے دی ۔۔۔۔ تب سے یہ باس کے پاس ہے ۔۔۔۔ یہیں میرے ساتھ رہتا ہے" ۔۔۔۔ جوزف نے برآمدے تک پہنچتے پہنچتے جوانا کا مکمل تعارف کرا دیا۔

"باس کہاں ہے" ۔۔۔۔ ورتھا نے پوچھا۔ کیونکہ اب اسے باس سے دلچسپی پیدا ہوگئی تھی۔

"عمران صاحب! ۔۔۔۔ وہ تو غائب ہیں ابھی" ۔۔۔۔ جوانا نے انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی تو پتہ چلا ہے کہ وہ اپنے والد

www.urdukorner.com

سر رحمان کی آبائی زمینوں پر طور خان گئے ہوئے ہیں اور واپس نہیں آئے" ——— جوزف نے جواب دیا۔

" جوانا! ——— یہ مس روشی ہیں ——— باس کی پرانی دوست ——— ان سے باس کا کوئی کام نہیں چھپا ہوا" ——— جوزف نے جوانا کے قریب پہنچتے ہی ورتھا کا جوانا سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور ورتھا نے جوانا سے رسمی فقروں کا تبادلہ کیا اور جوزف اور جوانا اسے ساتھ لے کر ایک بڑے ڈرائینگ روم میں آ گئے۔ یہ ڈرائینگ روم بڑے شاندار انداز میں سجا ہوا تھا۔

ورتھا بڑی حیرت سے اس کمرے کی سجاوٹ کو دیکھنے لگی۔ کیونکہ اس کا جس ملک سے تعلق تھا وہاں اس قدر بھاری فرنیچر اس نے سجاوٹ کے لئے کبھی نہ دیکھا تھا۔ یہ ڈرائنگ روم دیکھ کر اسے ایسے اندازہ ہو رہا تھا کہ جیسے وہ کسی قدیم بادشاہ کے محل میں آ گئی ہو۔ اس لئے وہ بے اختیار ایک ایک چیز کو حیرت بھرے انداز میں دیکھ رہی تھی۔

" آپ کے پینے کے لئے کیا لاؤں" ———؟ جوزف نے پوچھا اس بار اس کا لہجہ سنجیدہ تھا۔ اس میں وہ بے تکلفی کا عنصر مفقود تھا جو اس سے پہلے تھا۔

" کچھ بھی لے آؤ" ——— ورتھا نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

" ہاں! ——— تو اب بتا دو کہ تم دراصل کون ہو" ———؟ اچانک جوزف کی آواز سنائی دی اور ورتھا اس کی بات سنتے ہی بری طرح

چونک پڑی۔

جوزف کی آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔

" کیا ہوا تمہیں ——— میں روشی ہوں" ——— ورتھا نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" میں اب سے پہلے یہی سمجھ رہا تھا لیکن اب نہیں ——— تم روشی کے میک اپ میں ضرور ہو ——— لیکن روشی ہرگز نہیں ہو۔ ورنہ تم اس ڈرائینگ روم کو اس طرح حیرت سے کبھی نہ دیکھتی۔ کیونکہ یہ ڈرائینگ روم روشی نے خود اپنے ہاتھوں سے سجایا تھا" ——— جوزف نے کرخت لہجے میں کہا۔

اور ورتھا اس کی بات سنتے ہی اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

" میں اب اسے پہچان گیا ہوں جوزف! ——— میں اسے دیکھتے ہی یہ سوچ رہا تھا کہ میں نے اسے پہلے کہیں دیکھا ہے۔ لیکن مجھے یاد نہ آ رہا تھا ——— اور دوسری بات یہ کہ تم اسے ماسٹر عمران کی پرانی ساتھی بتا رہے ہو ——— لیکن اب مجھے یاد آ گیا ہے کہ میں نے اسے ہوٹل سلور سٹار میں لفٹ سے اترتے ہوئے دیکھا تھا ——— اس کے ساتھ تین اور آدمی تھے" ——— جوانا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" تم دونوں ہاتھ اٹھا دو۔ ورنہ ———" اچانک ورتھا نے تیز لہجے میں کہا۔ اس نے واقعی انتہائی پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ریوالور نکال لیا تھا۔

جوانا نے جوزف کو کہنی مارتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھاتے جوزف

www.urdukorner.com

نے بھی اس طرح ہاتھ اوپر نیچے کئے جیسے انتہائی مجبوری کے عالم میں ایسا کر رہا ہو۔

"تم نے ڈان کو کیوں قتل کیا ہے ——— اور تم وہاں سے کیا لائے ہو ——— ؟" ورمھا نے جوانا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کیا تمہارا تعلق ڈان سے ہے" ——— جوانا نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"جو میں پوچھ رہی ہوں اس کا جواب دو مسٹر جوانا ——— اور یہ نہ سمجھنا کہ تم مجھے ڈاج دے سکتے ہو ——— اس سے پہلے کہ تمہارے جسم کو معمولی سی حرکت ہو، تمہارے سینے میں چار گولیاں پیوست ہو چکی ہوں گی" ——— ورمھا نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"گڈ! ——— تمہارا اعتماد مجھے پسند آیا ہے ——— بہرحال تمہارے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں تو ڈان کو قتل نہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے خود ہی ایسا وطیرہ اختیار کیا کہ قتل ہونے پر مجبور ہو گیا" ——— جوانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"[illegible] گئے کیوں تھے ——— پوری تفصیل بتاؤ" ——— ورمھا نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"تفصیل بتانے میں تو دیر لگے گی ——— اور میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے" ——— جوانا نے جواب دیا اور دوسرے لمحے اس نے پیر کو معمولی سی حرکت دی تو اس کے پیر کے سامنے پڑی ہوئی تپائی یکلخت اڑتی ہوئی ورمھا کے ہاتھ پر لگی اور ریوالور ورمھا کے ہاتھ سے یوں نکل کر دور جا گرا کہ ورمھا ایک لمحے کے لئے حیرت

سے اپنے ہاتھ کو ہی دیکھتی رہ گئی۔

"جوزف! ——— اس کے ساتھیوں کو دیکھو" ——— جوانا نے تپائی اچھالتے ہی کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ورمھا کوئی اور حرکت کرتی، جوانا کا بھرپور تھپیڑ اس کے گال پر پڑا اور دوسرے لمحے ورمھا چیختی ہوئی کسی گیند کی طرح اچھل کر سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرائی۔ لیکن دوسرا لمحہ جوانا کے لئے بھی انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا کہ ورمھا دیوار سے ٹکراتے ہی گھومی اور پھر بالکل اسی طرح واپس آئی جس طرح گیند دیوار سے ٹکرا کر واپس لوٹتی ہے اور اس کی بھرپور فلائنگ کک جوانا کے چوڑے سینے پر پڑی اور جوانا بے اختیار لڑکھڑاتا ہوا دروازے کی طرف مڑتے ہوئے جوزف سے ٹکرایا۔ اور اس اچانک ٹکر کا یہ نتیجہ نکلا کہ جوانا اور جوزف دونوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔

ورمھا فلائنگ کک لگا کر بجلی کی تیزی سے قلابازی کھا کر سیدھی ہوئی اور پھر اس سے پہلے کہ جوزف اور جوانا دونوں گر کر اٹھتے، وہ ان کے سروں پر پہنچ گئی۔ اس نے انتہائی برق رفتاری سے جوانا کی گردن پر اپنے پیر کی بھرپور ضرب لگانی چاہی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چیختی ہوئی اچھل کر اپنی پشت کے بل نیچے قالین پر گری۔ جوانا نے انتہائی پھرتی سے اس کی ٹانگ پکڑ کر اسے گھسیٹ لیا تھا۔ اور پھر جوانا

www.urdukorner.com

ورتھا سے بھی زیادہ برق رفتاری سے اٹھا۔ ورتھا کی ٹا
ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی۔

دوسرے لمحے ورتھا نے قالین پر پڑے پڑے یکلخت
کر دوسرا پیر جوانا کی ناف کے نیچے مارا اور اس کے سا
جوانا کے ہاتھ سے اس کی ٹانگ خود بخود نکل گئی اور جوانا آ
کی طرف جھک گیا۔

ورتھا دونوں کہنیوں کی مدد سے انتہائی تیزی سے
ہٹی اور اس نے یکلخت الٹی قلابازی کھائی اور اس بار ا
دونوں ٹانگیں آگے کو جھکے ہوئے جوانا کی ٹھوڑی پر پڑیں۔
جوانا نے ٹھوڑی پر ضرب کھانے کے باوجود یکلخت ورتھا
فضا میں الٹا گھومتے ہوئے جسم کو تھپکی دے کر اچھالا تو
پہلے کی طرح اڑتی ہوئی پچھلی دیوار کے ساتھ لگے ہوئے صو
پر سر کے بل تقریباً دھنس گئی۔

"خاصی تیز جا رہی ہو نقلی مس روشی" ـــــ جوانا نے زہ
لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھا۔

جوزف اب اٹھ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا تھا۔ اور ان دونو
دیکھ رہا تھا۔

"تم جاؤ جوزف! ـــــ میں اس گڑیا کو سنبھال لوں گا" ـــــ
جوانا نے ورتھا کی طرف بڑھتے ہوئے جوزف سے مخاطب
کہا اور جوزف کندھے اچکاتا ہوا باہر نکل گیا۔

جوانا کے قریب آتے ہی صوفے پر سر کے بل دھنسی ہوئی و

www.urdukorner.com

ے یکلخت اچھل کر ایک بار پھر جوانا کے سینے پر دونوں پیر جوڑ کر
ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن جوانا بجلی کی سی تیزی سے ایک
رف ہٹا اور ورتھا اپنے ہی زور میں اچھل کر پشت کے بل
قالین پر آ گری۔ اور جوانا نے اس کی گردن پر پیر رکھ دیا۔ اب
ورتھا کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔ اس نے جوانا
ی پنڈلی پر ضرب لگانے کی کوشش کی۔ لیکن جوانا نے پیر کو زور
سے جھٹکا دیا تو ورتھا کا تڑپتا ہوا جسم یکلخت ساکت ہو گیا۔ اس
کا سانس رک گیا اور آنکھوں کے سامنے یکلخت سیاہ چادر سی
پھیلتی چلی گئی۔

www.urdukorner.com

عمران نے مشین گن سنبھالے دوڑتا ہوا اس کمرے کے دروازے سے نکلا اور پھر راہداری کراس کر کے وہ جب ایک کھلے حصے میں آیا تو ایک لمحے کے لئے رُک گیا۔ لیکن جب اُسے دوسری طرف سے کوئی چاپ سنائی نہ دی تو وہ اچھل کر آگے بڑھا۔ یہ بڑا سا تھا۔ لیکن خالی پڑا ہوا تھا۔ اس کمرے میں نواب صاحب کے نوکر لاشوں کی صورت میں پڑے ہوئے تھے۔ عمران اُس کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا اور پھر وہ ایک برآمدے میں پہنچ گیا لیکن نہ ہی جینی نظر آئی تھی اور نہ ہی اُس کا کوئی اور ساتھی۔ اس برآمدے سے عمران ایک اور راہداری میں سے اور پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ حویلی کے بیرونی رُخ پر پہنچا وہاں اُسے نواب صاحب کا ایک ملازم ایک سائیڈ پر اطمینان سے کھڑا نظر آیا۔

"وہ عورت اور اس کے ساتھی کہاں ہیں"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"وہ غیر ملکی عورت ۔۔۔ وہ تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جیپ میں سوار ہو کر چلی گئی ہے"۔۔۔ نوجوان نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"کدھر گئی ہے"۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"اُدھر جناب! ۔۔۔ باہر باغ کی طرف ۔۔۔ کیوں جناب! کیا ہو گیا ہے"۔۔۔ نوکر نے بوکھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

اسی لمحے بانو بھی بے تحاشا انداز میں دوڑتی ہوئی وہاں پہنچ گئی۔

"کیا ہوا ۔۔۔ کہاں گئی وہ حرافہ"۔۔۔؟ بانو نے ہانپتے ہوئے پوچھا۔

"وہ جیپ میں نکل گئی ہے ۔۔۔ اور کوئی سواری ہے یہاں۔ ابھی وہ باغ سے نہ نکلی ہو گی"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ اُدھر میری جیپ موجود ہے"۔۔۔ بانو نے کہا اور تیزی سے ایک طرف بنے ہوئے بڑے سے بند گیراج کی طرف بھاگنے لگی۔ عمران اس کے پیچھے لپکا۔ بانو نے بڑی پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گیراج کا دروازہ کھولا اور پھر تیزی سے جیپ کی طرف لپکی۔ یہ بڑی لینڈ روور تھی لیکن بالکل نئے ماڈل کی۔ جب تک عمران پہنچا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اُسے چلا بھی چکی تھی۔ عمران اچھل کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا اور

www.urdukorner.com

دوسرے لمحے جیپ بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرح گیٹ سے نکلی اور پھر بے تحاشا دوڑتی ہوئی حویلی کے مین گیٹ طرف بڑھ گئی۔

چند لمحوں بعد جیپ باغ میں بنی ہوئی ایک سڑک پر د جارہی تھی۔ بانو نے ایک جگہ پر تیزی سے موڑ کاٹا اور جیپ بجائے سیدھا لے جانے کے ترچھی طرف جانے والی سڑک دوڑانے لگی۔

عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ باغ اختتام پر خاردار تار کے پاس پہنچ کر تیزی سے گھومی اور پھر د طرف کو دوڑنے لگی۔ عمران سمجھ گیا کہ بانو سائیڈ سے شارٹ کر کے مین گیٹ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ وہ بانو کی ذہانت دل میں قائل ہو گیا۔

"میں اسے نہیں چھوڑوں گی عمران" —— بانو نے پہلی بار کھولتے ہوئے کہا۔

"بالکل نہ چھوڑنا —— میرا ستارہ یقیناً اب ترقی پر ہے کہ کی بجائے دو دو مل رہی ہیں" —— عمران نے مسکرا ہوتے جواب دیا۔

بانو نے ایک لمحے کے لئے حیرت سے عمران کی طرف د اس کا انداز بتا رہا تھا کہ عمران کے اس پوزیشن میں بھی مذا کرنے پر حیران ہو رہی ہو۔

چند لمحوں بعد مین گیٹ نظر آنے لگا۔ اس وقت مین گیٹ

بند کیا جا رہا تھا۔ بانو نے جیپ وہاں جا کر روکی۔

"وہ غیر ملکی عورت یہاں پہنچی ہے" —— بانو نے تیز اور اونچی آواز میں وہاں موجود مسلح افراد سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"وہ تو بی بی جی ابھی جیپ میں باہر گئی ہے —— ہم نے مہمان سمجھ کر گیٹ کھول دیا تھا" —— ایک نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"چلو اس کے پیچھے چلتے ہیں —— چھوڑنا تو نہیں اسے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بانو نے یکلخت جیپ گیٹ کی طرف موڑ دی۔ چونکہ بڑے سے گیٹ کا صرف ایک پٹ ہی بند تھا اس لئے دوسرے کھلے پٹ سے وہ آسانی سے جیپ باہر نکال کر لے گئی۔ گیٹ سے پکی سڑک دائیں طرف کو مڑ جاتی تھی اور وہ تقریباً دو فرلانگ آگے جا کر مین روڈ سے جا ملتی تھی۔ بانو نے جیپ کی رفتار بڑھا دی۔ اور جیپ جیسے فضا میں اڑتی ہوئی مین روڈ کی طرف بڑھنے لگی۔

مین روڈ کے قریب پہنچتے ہی ایک موڑ تھا۔ بانو نے جیسے ہی موڑ کاٹا۔ اس نے پوری قوت سے بریک لگائے اور جیپ کے ٹائر خوفناک انداز میں چیختے ہوئے سڑک کے سینے پر جم گئے۔ مین روڈ کے قریب ہی ایک جیپ کھڑی تھی۔ بانو نے اپنی جیپ اس کے قریب جا کر روک دی۔ اور عمران اچھل کر نیچے اترا لیکن وہاں پہلے سے کھڑی ہوئی جیپ خالی تھی۔ بانو بھی تیزی سے نیچے اتر آئی تھی۔

www.urdukorner.com

"وہ کہاں جا سکتی ہے" ـــــ بانو نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا
"ہو سکتا ہے کہ وہ کسی بس میں سوار ہو گئے ہوں" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ارد گرد دُور دُور تک کھیت پھیلے ہوئے تھے۔ جن میں فصلیں اتنی اونچی بھی نہ تھیں کہ جن سے خطرہ ہوتا کہ وہ لوگ کسی فصل میں چھپ گئے ہوں۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں ابھی بس کو پکڑ لوں گی" ـــــ بانو نے کہا اور دوبارہ جیپ میں سوار ہو گئی۔ عمران بھی منہ بناتا ہوا دوبارہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور بانو نے دارالحکومت کی طرف رُخ کر کے جیپ کو پوری رفتار سے دوڑا دیا۔ راستے میں دو کاروں اور ایک ٹرک کو انہوں نے کراس کیا۔ لیکن ان میں بھی جینی اور اس کے ساتھ موجود نہ تھے۔ چونکہ یہ روڈ بالکل آف سائیڈ تھی اس لئے اس پر ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔

"وہ کہیں اور نکل گئے ہیں ـــــ ہو سکتا ہے کسی مخالف سمت میں جانے والی بس پر بیٹھ گئے ہوں ـــــ واپس چلو ـــــ وہاں وہ نقلی بانو موجود ہے ـــــ ہو سکتا ہے اس سے کچھ معلومات حاصل ہو جائیں" ـــــ کافی دُور نکل آنے کے بعد عمران نے کہا اور بانو نے سر ہلاتے ہوئے جیپ کی رفتار آہستہ کی اور پھر اُسے موڑ کر واپس چل پڑی۔

تھوڑی دیر بعد وہ باغ کے گیٹ میں داخل ہوتے اور جب وہ حویلی میں پہنچے تو وہاں افراتفری کا سا عالم تھا نوکر اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔

"کیا ہوا ـــــ؟" بانو نے جیپ روک کر نیچے اترتے ہوئے ایک ملازم سے پوچھا۔

"نواب صاحب کی طبیعت بے حد خراب ہے ـــــ ڈاکٹر سمیع آئے ہوئے ہیں" ـــــ ایک نوکر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور بانو بے تحاشا دوڑتی ہوئی حویلی کے اندرونی طرف کو بڑھ گئی۔

"وہ لڑکی کہاں ہے جو نقلی بانو بنی ہوئی تھی" ـــــ عمران نے ایک ملازم سے پوچھا۔

"وہ نقلی بانو ـــــ اُسے تو شکورے نے گولی مار دی ہے۔ اس نے نواب صاحب کو زخمی کر دیا تھا ـــــ نواب صاحب اس سے پوچھ گچھ کر رہے تھے کہ اچانک اس نے ایک خنجر سے نواب صاحب پر حملہ کر دیا ـــــ نواب صاحب کے باڈی گارڈ شکورے نے اُسے گولی مار دی۔ لیکن شاید وہ خنجر زہریلا تھا۔ کیونکہ نواب صاحب کی حالت یکلخت بگڑ گئی تھی۔ اب ڈاکٹر آیا ہے" ـــــ ملازم نے پوری رپورٹ دیتے ہوئے کہا اور عمران نے منہ بنا لیا۔ اور پھر آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ایک طرف پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب وہ صرف نواب صاحب کی حالت کا پتہ کرنے کے لئے بیٹھا تھا ورنہ اس کا یہاں رکنے کا کوئی جواز نہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد بانو باہر آئی تو اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ نواب شہریار خان کی حالت اب سنبھل گئی ہے۔

www.urdukorner.com

"کیا ہوا تھا" ۔۔۔۔ عمران نے پوچھا اور بانو نے وہی کہانی دوہرا دی جو اس سے پہلے ملازم، عمران کو بتا چکا تھا اور ساتھ ہی اس نے بتایا کہ ڈاکٹر کی بروقت امداد کی وجہ سے اب نواب صاحب کی حالت خطرے سے باہر ہو گئی ہے۔

"یہ ڈاکٹر اتنی جلدی کیسے میسر آ گیا" ۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"یہ ہمارا فیملی ڈاکٹر ہے ۔۔۔۔ یہیں حویلی میں ہی مستقل طور پر رہتا ہے" ۔۔۔۔ بانو نے جواب دیا اور عمران سر ہلاتے ہوئے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا مس بانو ۔۔۔۔ نواب صاحب کو میری طرف سے پوچھ لینا ۔۔۔۔ اور اب مجھے اجازت ہو تو میں چلا جاؤں" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔۔۔ اب تم اس طرح واپس نہیں جا سکتے ۔۔۔۔ مجھے بتاؤ کہ یہ سارا چکر کیا ہے ۔۔۔۔ تم یقیناً بہت کچھ جانتے ہو" ۔۔۔۔ بانو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چکر کیا ہونا ہے مس بانو ۔۔۔۔ بس قسمت کا ہی پھیر ہے یا ایک نہیں ملتی ۔۔۔۔ یا دو دو کی امید لگ جاتی ہے ۔۔۔۔ لیکن پھر آخر میں ٹائیں ٹائیں فش والا معاملہ ہو جاتا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔

"میں کہتی ہوں رک جاؤ ۔۔۔۔ اور سنجیدگی سے بتاؤ ۔۔۔۔ میں تمہیں اس طرح نہیں جانے دوں گی" ۔۔۔۔ بانو نے اس بار انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"کیا بتاؤں ۔۔۔۔ سب کچھ تمہارے سامنے ہے ۔۔۔۔ پہلے تو تمہاری اپنی عقل ہی ماشاءاللہ بہت تیز ہے کہ تم مجھے ہی کوٹھے سے پیٹ کر معلومات حاصل کرنے کے چکر میں پڑ گئیں ۔۔۔۔ اور پھر نواب صاحب تو نورٌ علیٰ النور ہی ثابت ہوئے کہ اس لڑکی کو بھی زندہ نہ رکھ سکے کہ چلو اس سے ہی کچھ معلومات حاصل ہو جاتیں" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تم اب کہاں جاؤ گے ۔۔۔۔ چلو میں تمہیں چھوڑ آتی ہوں" ۔۔۔۔ بانو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میں تو اب واپس دارالحکومت جاؤں گا" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گی ۔۔۔۔ ڈاکٹر سمیع ابا جان کو سنبھال لے گا" ۔۔۔۔ بانو نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھ ! ۔۔۔۔ ارے کیوں میرا کباڑہ کرانا چاہتی ہو ۔۔۔۔ ڈیڈی نے اتنی جوتیاں مارنی ہیں کہ کھوپڑی پلپلی ہو جائے گی میری" ۔۔۔۔ عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو ۔۔۔۔ میں وہاں ہوٹل شبستان میں رہ لوں گی وہ ہمارا اپنا ہوٹل ہے ۔۔۔۔ لیکن اب میں اس جینی کولنیز کو سزا دے کر ہی واپس آؤں گی ۔۔۔۔ اس نے ابا جان کی نہ صرف توہین کی ہے ۔۔۔۔ بلکہ انہیں قتل کرنے کی بھی کوشش کی ہے" ۔۔۔۔ بانو نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ ہر قیمت پر ساتھ جانے کا فیصلہ کر چکی ہو۔

www.urdukorner.com

"لیکن وہاں دارالحکومت میں جا کر کیا جینی کو لینیز کی تلاش کا اشتہار اخبار میں دو گی ——— اب جینی کو لینیز تمہارے استقبال کے لیے پھولوں کا ہار لیے سڑک پر تو نہ کھڑی ہو گی" ——— عمران نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں اُسے ہر قیمت پر تلاش کروں گی ——— ہر قیمت پر یہ میرا فیصلہ ہے ——— میں دارالحکومت ضرور جاؤں گی" ——— بانو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اچھا ——— اگر ایسی بات ہے تو چلو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں ٹھہرو! ——— میں ابا جان سے بات کر کے ابھی آ ہوں" ——— بانو نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس حویلی کی طرف بڑھ گئی۔ اور عمران کھڑا اُسے حویلی میں جاتے دیکھتا رہا۔

پھر جیسے ہی بانو حویلی کے اندر گئی، عمران بجلی کی سی تیزی سے جیپ کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے وہ جیپ دوڑاتا ہوا حویلی کا مین گیٹ کراس کر چکا تھا۔

"ایک سنبھالی نہیں جاتی ——— یہ دوسری گلے پڑ رہی ہے" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور جیپ دوڑاتا ہوا باغ کی درمیا سڑک پر آگے بڑھتا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ گیٹ پر پہنچ گیا۔ جیپ کو دیکھتے ہی د سے گیٹ کھول دیا گیا تھا۔ عمران نے جیپ گیٹ پر روکی او

پھر ایک ملازم سے مخاطب ہوا۔

"سنو! ——— مس بانو آئیں تو انہیں کہہ دینا کہ وہ دارالحکومت آنے کی تکلیف نہ کریں ——— جینی سے نکاح پڑھواتے ہی میں ہنی مون منانے اُسے یہیں حویلی میں ہی لے آؤں گا"۔

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جیپ آگے بڑھا دی۔ ملازم منہ پھاڑے وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ اس کی سمجھ میں شائد عمران کی بات نہ آئی تھی۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ بانو کی سمجھ میں اس کی بات ضرور آ جائے گی۔

www.urdukorner.com

www.urdukorner.com

جینی کولینز کمرے سے باہر نکلتے ہی بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی بڑے کمرے میں آئی جہاں اس کے دوسرے ساتھی کھڑے تھے۔

"میرے پیچھے آؤ ــــ جلدی" ــــ جینی نے چیختے ہوئے کہا اور اسی بے تحاشا انداز میں دوڑتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

چند لمحوں بعد وہ حویلی کے بیرونی حصے میں پہنچ گئی تھی۔ اور وہاں پہنچتے ہی اسے وہ جیپ نظر آگئی جس پر انہیں دارالحکومت سے لے آیا گیا تھا۔ جینی اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اور پھر اس کے ساتھیوں کو جیپ میں بیٹھنے کے لئے چھلانگیں لگانی پڑیں۔ کیونکہ جینی نے ان کے بیٹھنے کا انتظار کئے بغیر جیپ کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا تھا۔ اور پھر وہ اسے بے تحاشا انداز میں دوڑاتی ہوئی حویلی کے مین گیٹ سے نکل کر باغ کی درمیانی

سڑک پر پہنچ گئی۔

مین گیٹ پر پہنچنے سے پہلے ہی جینی نے زور زور سے ہارن بجانا شروع کر دیا۔ اور پھر مین گیٹ اس کی جیپ کے پہنچنے سے پہلے ہی کھول دیا گیا۔ جینی طوفانی رفتار سے جیپ چلاتی ہوئی آگے بڑھی اور اب اس کا رخ مین روڈ کی طرف تھا۔ اس کے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے سوالیہ نشان بنے ہوئے تھے لیکن ان میں سے کسی کی بھی جرأت نہ تھی کہ وہ جینی سے سوال کر لیتا۔ اس لئے وہ خاموش اور قدرے سہمے ہوئے بیٹھے تھے

مین روڈ پر جیسے ہی جینی کی جیپ پہنچی اسے دور سے ایک مسافر بس آتی دکھائی دی۔ یہ بس دارالحکومت کی طرف سے آ رہی تھی۔ جینی نے جلدی سے جیپ روکی اور پھر اچھل کر نیچے آئی اور سڑک پر آکر بس کو رکنے کا اشارہ کیا۔ اس کے ساتھی بھی نیچے آگئے تھے۔

بس ان کے قریب آکر رک گئی اور کنڈیکٹر نے دروازہ کھولا تو جینی لپک کر اس میں سوار ہو گئی۔ جینی کے ساتھی اس کے پیچھے تھے اور دوسرے لمحے بس آگے بڑھ گئی۔

"یس مس! ــــ آپ نے کہاں جانا ہے" ــــ کنڈیکٹر نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا کیونکہ بہرحال جینی غیر ملکی ہی تھی۔

"یہ بس کدھر جا رہی ہے" ــــ جینی نے سیٹ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"زاران جا رہی ہے مس" ــــ کنڈیکٹر نے جواب دیا۔

www.urdukorner.com

"ادھر سے دارالحکومت کو بھی کوئی سڑک جاتی ہے" —— جینی نے پوچھا۔

"اوہ! —— پھر تو آپ غلط بس پر بیٹھ گئی ہیں —— دارالحکومت کی طرف سے تو یہ بس آ رہی ہے" —— کنڈیکٹر نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا! —— میں سمجھی کہ یہ دارالحکومت کو جاتی ہے" —— جینی نے جان بوجھ کر افسوس بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا حالانکہ وہ جان بوجھ کر اس بس میں بیٹھی تھی۔ کیونکہ اُسے علم تھا کہ اگر اس کا تعاقب کیا گیا تو آنے والے لازماً دارالحکومت کی طرف ہی جائیں گے

"آپ فکر نہ کریں مس —— میں آپ کو اگلے سٹاپ پر دارالحکومت والی بس پر بٹھا دوں گا —— وہ ہماری کمپنی کی ہی بس ہوگی" —— کنڈیکٹر نے کہا اور جینی نے سر ہلا دیا۔

اور پھر کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد جب بس ایک چھوٹے سے قصبے کے سٹاپ پر رکی تو کنڈیکٹر نے اُسے نیچے آنے کے لئے کہا اور جینی اپنے ساتھیوں سمیت نیچے اُتر آئی۔ دوسری طرف واقعی اسی کمپنی کی ایک بس کھڑی ہوئی تھی۔ کنڈیکٹر نے بس کے کنڈیکٹر سے بات کی اور پھر جینی اور اس کے ساتھیوں کے لئے بس کے اگلے حصے میں سیٹیں خالی کرا دی گئیں اور وہ اطمینان سے بیٹھ گئے۔ اس نے پہلی بس کے کنڈیکٹر کا نہ صرف زبانی شکریہ ادا کیا بلکہ اس نے اُسے ایک چھوٹا نوٹ انعام کے طور پر دے دیا۔ کنڈیکٹر اُسے سلام کر کے واپس اُتر گیا اور پھر اس بس نے تقریباً

دو گھنٹوں بعد انہیں دارالحکومت کے مین بازار کے قریب اتار دیا۔ جینی نے وہاں سے ٹیکسی پکڑی اور تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل شبستان پہنچ گئی۔

ہوٹل میں اپنے کمرے میں پہنچتے ہی جینی نے اپنا سامان اکٹھا کیا اور پھر اس نے ہوٹل کا کمرہ خالی کر دیا اور ٹیکسی پکڑ کر وہ اس سے کافی فاصلے پر ایک اور ہوٹل الپائن میں منتقل ہو گئی اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی تھے۔ چونکہ وہ بھی ہوٹل شبستان میں ٹھہرے ہوئے تھے لیکن ہوٹل شبستان چھوڑنے کے بعد اس نے انہیں اپنے ساتھ رکھنے کی بجائے کسی اور ہوٹل میں منتقل ہونے کی ہدایت کی۔

ہوٹل الپائن کے کمرے میں پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے رسیور اٹھایا اور آپریٹر سے ایک نمبر ملانے کے لئے کہا۔ آپریٹر نے نمبر ملا دیا۔

"یس ڈان سپیکنگ" —— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"جینی" —— جینی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ مادام آپ! —— آپ تو اس نواب کی حویلی میں گئی ہوئی تھیں" —— ڈان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہاں! —— میں وہاں سے آ گئی ہوں —— یہ بتاؤ کہ سر رحمان کے قتل کا کیا ہوا —— ؟" جینی نے پوچھا۔

"ابھی تک تو فائنل رپورٹ نہیں ملی" —— ڈان نے جواب دیا۔

www.urdukorner.com

"سنو! ــ اب یہ مشن کینسل کر دو ــ اس کی اب ضرورت نہیں رہی ــ نواب شہریار خان والا پلان فیل ہو گیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ کسی کو جان کی لیبارٹری میں بھیجو اور اس سے رابطہ قائم کر کے معلوم کرو کہ وہ کس سٹیج پر پہنچا ہے تاکہ میں اس کی رپورٹ کے مطابق نئے سرے سے پلاننگ کر سکوں" ــ جینی نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام! ــ میں ابھی آرتھر کو بلواتا ہوں ــ وہ جان سے رابطہ قائم کرتا رہتا ہے کیونکہ وہ جان کو کھانے پینے کی اشیاء سپلائی کرتا ہے اور ورتھا کو بھی یہ علم نہیں ہے کہ آرتھر ہمارا آدمی ہے" ــ ڈان نے جواب دیا۔

"گڈ! ــ مجھے فوراً رپورٹ دینا ــ لیکن اب فون پر نہیں۔ بلکہ سپیشل ٹرانسمیٹر پر" ــ جینی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اور پھر آپریٹر سے اس نے ایک فارن کال ملانے کے لئے کہا۔

"یس ورلڈ سٹار آرگنائزیشن" ــ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"نمبر الیون تھرٹی تھری سکس سیون ــ مجھے ایک آدمی کے بارے میں ریکارڈ معلوم کرنا ہے" ــ جینی نے اپنا کوڈ نمبر دہراتے ہوئے کہا۔ وہ ورلڈ سٹار آرگنائزیشن کی باقاعدہ ممبر تھی اس آرگنائزیشن کا کام دنیا بھر کے سرکاری ایجنٹوں، جاسوسوں، پیشہ ور قاتلوں اور معروف مجرموں کے بارے میں ریکارڈ جمع کرنا تھا اور

پھر وہ یہ معلومات اپنے ممبرز کو بھاری معاوضے کے بدلے فروخت کرتے تھے۔

"تفصیلات بتائیے اور اپنا فون نمبر" ــ؟ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نام علی عمران ــ والد کا نام سر رحمان ــ ملک پاکیشیا ــ والد پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل ہے" ــ جینی نے تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔ اس نے عمران کے انداز میں جو پھرتی تیزی اور ذہانت دیکھی تھی اس سے اُسے خیال آیا تھا کہ ایسا شخص لازماً کسی نہ کسی صورت میں جرائم سے وابستہ ہے۔ اس لئے اس نے ورلڈ سٹار آرگنائزیشن کو فون کیا تھا کہ اگر واقعی جرائم کی دنیا سے اس کا تعلق ہے تو پھر یہاں اس کا ریکارڈ لازماً ہوگا اور اگر اس کا ریکارڈ موجود نہیں ہے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ وہ ایک عام سا نوجوان ہے جس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

"ارے کیا آپ اس علی عمران کی بات کر رہی ہیں جو پاکیشیا میں رہتا ہے" ــ دوسری طرف سے سننے والے نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ــ میں نے پہلے ہی تمہیں بتایا ہے کہ وہ پاکیشیا میں رہتا ہے ــ اور اس کا والد پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس ــ" جینی نے اس بار چونکتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی دوسری طرف سے بولنے والے نے اس کا فقرہ کاٹ دیا۔

www.urdukorner.com

"اس کے والد کو چھوڑیں ——— اس کی بھلا کیا اہمیت ہو سکتی
سنیں ——— ہماری آرگنائزیشن میں اس کا ریکارڈ تھا۔ لیکن
نامعلوم وجوہات کی بنا پر یہ ریکارڈ تلف کر دیا گیا ——— اور اب
آرگنائزیشن کی طرف سے تو آپ کو یہی جواب ملے گا کہ اس
کے آدمی کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے ——— لیکن میں چونکہ ایک با
ذاتی طور پر اس سے ٹکرا چکا ہوں اس لئے میں آپ کو آپ کے
فائدے میں بتا رہا ہوں کہ علی عمران دنیا کا خوفناک ترین آدمی
آدمی نہیں بلکہ عفریت ہے ——— مجرموں اور مخالف سرکاری ایج
کا خون پی جانے والا عفریت ——— بظاہر وہ انتہائی احمق
سا نوجوان ہے ——— لیکن اس کے ہاتھوں بڑی بڑی جغادری
تنظیمیں اور ایکریمیا اور روسیاہ جیسی سپر پاورز کی سرکاری ایجنسیو
کے سپر ایجنٹ اپنی گردنیں تڑوا چکے ہیں ——— وہ بڑے نامعلو
انداز میں اپنا گھیرا تنگ کرتا رہتا ہے اور پھر جب آخری ضرب
لگاتا ہے تو مخالف کے پاس سوائے موت کے کچھ باقی نہیں
رہتا ——— اس لئے اگر آپ اس سے ٹکرا چکی ہیں تو فوری طو
پر پاکیشیا چھوڑ دیں ——— اور اگر نہیں ٹکرائیں تو پھر کسی صورت
بھی اس کے مقابل نہ آئیں ——— ویسے وہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے لئے فری لانسر کے طور پر کام کرتا ہے ——— اور
یہ بھی بتا دوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کا باس ایکسٹو دنیا
کے خوفناک ترین ایجنٹ ہیں" ——— دوسری طرف سے
بولنے والے نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے قصیدے گانے

شروع کئے تو جینی کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں اسے اپنے
کانوں پر یقین نہ آ رہا تھا کہ ورلڈ سٹار آرگنائزیشن کا آدمی اس نوجوان
کے بارے میں یہ سب باتیں کر رہا ہے جو ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا
احمقوں جیسی حرکتیں کر رہا تھا۔
"کیا تم سچ کہہ رہے ہو ——— ؟" جینی سے آخر رہا نہ گیا تو وہ
بول ہی پڑی۔
"جو آدمی پہلی بار پاکیشیا جاتا ہے اسے یقین نہیں آتا اور فی الحال
آپ کو بھی یقین نہ آئے گا ——— اور پھر یہ یقین اس وقت
آئے گا جب واپسی کی گنجائش ہی باقی نہ رہے گی" ——— دوسری
طرف سے کہا گیا۔
"اچھا ——— کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو جانتے ہو"۔
جینی نے ایک لمحہ رک کر پوچھا۔
"صرف ایک کو ——— اور بھی اتفاق سے جان گیا تھا۔ وہ سوئس
لڑکی ہے ——— جولیانا فٹز واٹر اس کا نام ہے ——— اچھا گڈ بائی۔
میں نے آپ کو صرف ہمدردی کی بنا پر اتنا کچھ بتا دیا ہے ویسے
ہمارے پاس اس کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے" ——— دوسری
طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
جینی نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔ جولیانا فٹز واٹر
کا نام سامنے آتے ہی اس کے ذہن میں ہوٹل شبستان کے
سبزہ زار میں موجود اس گروپ کی شکلیں ابھر آئیں جن میں وہ سوئس
لڑکی بھی بیٹھی تھی جس نے اپنا نام جولیانا فٹز واٹر بتایا تھا اور جینی صرف

www.urdukorner.com

اس کی قومیت کو محسوس کر کے اس سے ملنے چلی گئی تھی۔

"اوہ! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ پہلے سے ہی ہماری تاڑ میں وہاں موجود تھے ـــــ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے پلان سے پہلے ہی واقف ہے" ـــــ جینی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ وہ ابھی مسلسل سوچ رہی تھی کہ ان معلومات کو سامنے رکھ کر وہ کیا پلاننگ کر سکتی ہے اس کی خوبصورت پیشانی شکنوں سے بھرپور تھی۔ لیکن پھر جیسے جیسے وقت گذرتا گیا اس کی پیشانی پر موجود شکنیں ایک ایک کر کے غائب ہوتی گئیں۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اس نے ایک نیا اور اچھوتا منصوبہ ترتیب دے لیا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ورتھا اور اس کے گروپ کے پیچھے لگا دے گی۔ اور خود ان دونوں کے الجھنے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنا مشن مکمل کرے گی۔ یہ سوچتے ہوئے وہ اٹھی اور اس نے اپنا بریف کیس اٹھایا اور اسے لے کر باتھ روم میں گھس گئی۔ باتھ روم کا دروازہ بند کر کے اس نے شاور کھول دیا اور خود بریف کیس کو ایک کونے میں رکھ کر کھولنے لگی۔ اس کے ایک خفیہ خانے سے اس نے ایک چھوٹا سا لیکن انتہائی جدید ترین ٹرانسمیٹر نکالا۔ اس ٹرانسمیٹر کے اوپر ایک چھوٹا سا بگل لگا ہوا تھا۔

جینی نے اس کے مختلف بٹن دبائے اور پھر بگل سے اپنا کان لگا دیا۔ یہ بظاہر چھوٹا سا ٹرانسمیٹر دراصل ورلڈ ریچ کا ـــــ

ٹرانسمیٹر تھا جو اپنا رابطہ ایک مخصوص مصنوعی سیارے کے ذریعے کرتا تھا۔ اس لئے اس سے پوری دنیا میں نہ صرف کال آسانی سے کی جا سکتی تھی بلکہ اس کی کال کہیں کیچ بھی نہ ہو سکتی تھی۔ یہ روسیاہ والوں کی خصوصی ایجاد تھی اور سکے جی۔ بی کے خاص ایجنٹوں کے استعمال میں رہتی تھی۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ جینی کولینیز کوڈ زیرو زیرو الیون تھری ـــ بلیو ڈیتھ کالنگ چیف آف ڈبل زیرو سیکشن اوور"

جینی نے بٹن دباتے ہی بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ـــ چیف باس ڈبل زیرو سیکشن اٹنڈنگ۔ اوور"۔

اچانک ایک انتہائی بھاری آواز سنائی دی۔

"چیف باس! ـــ میں مشن زیرو پوائنٹ پر پاکیشیا میں موجود ہوں ـــ یہاں ایک شخص علی عمران سے اچانک ٹکراؤ ہو گیا ہے ـــ میں نے ورلڈ شار آرگنائزیشن سے اس کے متعلق پوچھا ہے تو انہوں نے غیر سرکاری طور پر اسے انتہائی بھیانک آدمی بتایا ہے ـــ یہاں ایکریمین ڈبل ایجنٹ ورتھا بھی موجود ہے اس لئے میں نے پروگرام بنایا ہے کہ ورتھا اور اس کے ساتھیوں کو عمران سے لڑا دیا جائے اور خود مشن مکمل کر لیا جائے ـــ میں نے کال اس لئے کی ہے تاکہ آپ سے اپنی پلاننگ کنفرم کرا لوں۔ اوور" ـــ جینی نے کہا۔

"اگر تم علی عمران سے ٹکرا گئی ہو تو پھر تمہارے مشن میں کامیابی کا ایک فیصد چانس نہیں رہا ـــ تمہارے مشن کی پلاننگ الیسی

www.urdukorner.com

کی گئی تھی کہ اس میں عمران کہیں بھی نہ آتا تھا ——— پھر تم اس سے کیسے ٹکرا گئیں ——— تفصیل بتاؤ۔ اوور" ——— دوسری طرف سے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

اب جینی کو پوری طرح یقین آ گیا کہ ورلڈ سٹار آرگنائزیشن والے نے اس عمران کے متعلق جو کچھ بتایا تھا وہ بالکل درست تھا۔ اور پھر اس نے جواب میں ہوٹل میں میجک شو سے لے کر نواب شہریار خان کی حویلی میں پہنچنے، وہاں پہلے سے موجود علی عمران سے ٹکرانے اور پھر وہاں سے فرار ہو کر واپس پہنچنے تک پوری تفصیل بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارا مشن لیک آؤٹ ہو چکا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہاری مکمل نگرانی کر رہی ہے ——— تم فوری طور پر اپنا مشن ختم کر کے واپس سوئٹزرلینڈ چلی جاؤ۔ اب تمہارے لئے یہی بہتر ہے ——— ہم کوئی اور پارٹی بھیجیں گے اوور" ——— چیف نے کہا۔

"لیکن باس! ——— اس طرح تو وہ ورتھا اپنے مشن میں کامیاب ہو جائے گی ——— کیونکہ میرا تو جان سے رابطہ ہے اور جان نے ہی آخری رپورٹ میں مشن کے قابل عمل ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرنا ہے۔ اوور" ——— جینی نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ جیسے اُسے چیف کے اس حکم پر حیرت ہوئی ہو۔

"ہاں! ——— یہ بات تو ہے ——— تو پھر تم ایسا کرو کہ اپنی تمام

سرگرمیاں ختم کر کے صرف ورتھا کی نگرانی کرو ——— جب ورتھا اپنے مشن کے قریب پہنچے تو اس وقت میں دوسری ٹیم بھیج دوں گا ——— اور فائنل ضرب وہی ٹیم لگائے گی ——— اس طرح تم آؤٹ آف پکچر رہو گی ——— ورنہ عمران لازماً تمہیں کرش کر دے گا۔ اوور" ——— چیف باس نے کہا۔

"باس! ——— جو پلان میں نے بتایا ہے اس کے متعلق کیا خیال ہے۔ اوور" ——— جینی نے پوچھا۔

"وہ انتہائی احمقانہ پلان ہے جینی! ——— تم عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سامنے اصل پلان لانا چاہتی ہو ——— اگر انہیں معمولی سی بھنک بھی مل گئی کہ ۔ وِن کی پڑ گئی تو پھر کسے ۔ وِن کا ایک ذرہ بھی کوئی حاصل نہ کر سکے گا ——— ابھی اس کی اطلاع صرف سوئٹزرلینڈ کی حکومت کو ہی ہو سکی ہے۔ اور سوئٹزرلینڈ کی حکومت چونکہ غیر فوجی ہے اس لئے اس نے ایکریمیا تک یہ اطلاع پہنچا دی ——— لیکن ایکریمیا ہمارے خوف کی وجہ سے براہ راست سامنے نہ آنا چاہتا تھا ——— اس لئے اس نے اپنی ڈبل ایجنٹ ورتھا کے ذریعے یہ پلان مکمل کرانا چاہا ہے ——— لیکن وہ جان کو وہاں لے جانے اور اس پر پلان اوپن کرنے پر مجبور تھے ——— کیونکہ جان ہی اسے دریافت کرنے والا تھا ——— اب اس بات کا ایکریمیا کو تو علم ہی نہیں کہ جان دراصل ہمارا آدمی ہے اس لئے جو کچھ وہ ہم سے چھپا رہے تھے وہ جان کے توسط سے ہم تک پہنچ چکا ہے۔ ہم

www.urdukorner.com

نے بھی تمہیں اس مشن پر صرف اس لئے لگا دیا تھا کہ ایکریمیا کی حکومت نہ چونکے ــــ لیکن اب تمہارے عمران سے ٹکرانے کے بعد ساری صورت حال ہی بدل گئی ہے ــــ اب تم بے کار ہو چکی ہو۔ اوور" ــــ چیف باس نے کرخت انداز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس! ــــ میں ورتھا کے مقابلے میں شکست تسلیم نہیں کر سکتی ــــ یہ میری موت اور زندگی کا مسئلہ ہے۔ اوور" ــــ جینی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ عمران سے مل کر اسے اپنے اور ورتھا کے متعلق سب کچھ بتا دو ــــ تاکہ یہ مشن مکمل طور پر ہی ختم ہو جائے اور کے۔ وَن جیسی انتہائی نایاب دھات ہمارے مقابلے میں استعمال ہو۔ اوور" ــــ چیف باس نے انتہائی طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا یہ مطلب نہیں باس! ــــ میں عمران اور ورتھا دونوں کو شکست دینا چاہتی ہوں ــــ آپ پلیز اس پہلو کو سامنے رکھ کر مجھے ہدایات دیں۔ اوور" ــــ جینی نے منت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ریکارڈ اب تک بہت اچھا رہا ہے اس لئے میں تمہیں ختم نہیں کرانا چاہتا ــــ لیکن میں ورتھا کے مقابلے میں تمہاری نفسیات بھی سمجھتا ہوں ــــ اس لئے تم ایسا کرو کہ بالکل ہی نیا پلان بناؤ ــــ تم جان سے مل کر اسے

ہدایت دے دو کہ وہ فائنل رپورٹ ناکامی کی دے دے۔ اس طرح ایکریمیا خود بخود پیچھے ہٹ جائے گا ــــ اس کے بعد تم جان سے مل کر ورتھا کا خاتمہ کر دو ــــ اس کے بعد خاموشی سے واپس چلی جاؤ ــــ عمران کو اس طرح اصل مشن کا پتہ نہ چل سکے گا ــــ پھر کچھ عرصہ ٹھہر کر ہم نیا مشن ترتیب دیں گے اور خاموشی سے کے۔ وَن وہاں سے نکال کر روسیاہ منتقل کر دیں گے۔ اوور" ــــ چیف باس نے کہا۔

"یہ ٹھیک رہے گا باس! ــــ اس میں بس اتنی ترمیم کر دیں کہ ورتھا کے خاتمے کے بعد میں عمران کا خاتمہ بھی کر دوں۔ تاکہ آئندہ کے لئے یہ احمق پھر رکاوٹ نہ بن سکے۔ اوور" ــــ جینی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے جینی! ــــ اگر یہ اتنا ہی آسان ہوتا تو عمران اب تک لاکھوں بار مر چکا ہوتا۔ اوور" چیف باس نے جواب دیا۔

"باس! ــــ آپ میری صلاحیتوں پر اعتماد کریں ــــ میں اسے اس طرح ٹریپ کروں گی کہ وہ میرے جال سے کسی صورت بھی نہ نکل سکے گا ــــ آپ صرف اجازت دے دیں۔ اوور" جینی نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ تم بھی کوشش کر لو ــــ لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ اگر تمہیں کسی بھی وقت محسوس ہو کہ تم عمران کے شکنجے میں کسی جا رہی ہو تو فوراً واپس چلی آنا۔ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر۔ اوور"

www.urdukorner.com

چیف باس نے کہا۔

" ٹھیک ہے باس! —— میں وعدہ کرتی ہوں۔ اوور " —— جینی نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا۔

جینی نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اسے واپس بریف کیس کے خفیہ خانے میں رکھا اور پھر شاور بند کر کے وہ بریف کیس اٹھائے باتھ روم کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی —— باہر نکل کر اس نے بریف کیس الماری میں رکھا اور پھر میز پر رکھی ہوئی ڈائریکٹری اٹھالی وہ اب عمران کا فون نمبر دیکھنا چاہتی تھی۔

ابھی وہ ڈائریکٹری کی ورق گردانی کر رہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی اور وہ بری طرح چونک پڑی۔

" کون ہے —— ؟ " اس نے اونچے اور تیز لہجے میں پوچھا۔

" میں ڈکسن ہوں مادام " —— دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور جینی ہونٹ کاٹتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ڈکسن کی یہاں اس طرح آمد اس کے حلق سے نہ اتر رہی تھی۔ لیکن وہ ڈکسن کی آواز پوری طرح پہچانتی تھی اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر واقعی ڈکسن موجود تھا۔

" آپ مجھے یہاں دیکھ کر حیران تو ہو رہی ہیں مادام —— لیکن میں اہم خبر لے کر آیا ہوں " —— ڈکسن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اندر آجاؤ " —— جینی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور ڈکسن

اندر داخل ہوا تو جینی نے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی۔

" بیٹھ جاؤ —— اور مجھے بتاؤ کہ تمہیں اس کمرے کا کیسے پتہ چلا " —— جینی نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

" مادام! —— آپ نے ڈان کو ہدایت کی تھی کہ وہ جان سے رابطہ قائم کر کے رپورٹ دے —— میں اس وقت ڈان کے پاس موجود تھا —— ڈان کو جب آپ نے فون کی بجائے سپیشل ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دینے کے لئے کہا تو شاید وہ اس بات پر چونکا تھا اس نے اپنے فون کے ساتھ کال ٹریس کرنے والا ایک خصوصی آلہ نصب کیا ہوا تھا تاکہ کوئی بھی کال نہ آسکے سپیشل ٹرانسمیٹر کی بات سنتے ہی اس نے آپ کی کال اسی مقصد کے لئے ٹریس کی تو اس نے فیصلہ کر لیا کہ آپ نے یہ کال ہوٹل الپائن سے کی ہے —— اور پھر ہوٹل الپائن فون کرنے پر آپ کے کمرے کا نمبر معلوم ہو گیا —— کیونکہ آپ یہاں بھی جینی کوئینٹر کے نام سے ہی ٹھہری ہوئی ہیں " —— ڈکسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور جینی نے ایک طویل سانس لیا۔

" میرا پاسپورٹ اسی نام سے ہے اس لئے مجبوری ہے بہرحال یہ بات تو ختم ہوئی —— اب بولو کیا اطلاع لے کر آئے ہو " —— جینی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" مادام! —— صورت حال انتہائی بگڑ چکی ہے —— ڈان کو اس کے ہوٹل کے کمرے میں قتل کر دیا گیا ہے۔ جان اور اس کی پوری لیبارٹری کو جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے —— جان کی جلی

www.urdukorner.com

ہوئی لاش اس کے ملبے سے ملی ہے — یہ تو شاید اس کا پتہ بھی نہ چلتا کہ آگ کے شعلوں کو ایک ہیلی کاپٹر نے چیک کر کے اطلاع دی — چنانچہ وہاں نزدیکی فائر بریگیڈ کی جماعت پہنچ گئی — لیکن وہ آگ کو پوری طرح بجھا نہیں سکے — پوری لیبارٹری جل کر راکھ ہو گئی ہے — جان اور ایک اور آدمی کی جلی ہوئی لاشیں ملی ہیں — جان کو بھی پہلے گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے — اور دوسرے آدمی کو بھی — اس کے متعلق پتہ چلا ہے کہ وہ کوئی ڈاکٹر ہے جو پہاڑوں کے نیچے رہتا تھا" — ڈکسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ورہتا کہاں ہے —؟ جیینی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے ڈکسن سے پوچھا۔

" ورہتا کے متعلق میں نے تفصیلی انکوائری کرائی ہے — آپ کو علم ہے کہ ڈان نے ورہتا کی کار میں خفیہ نظام سیٹ کر دیا ہوا تھا — اس کی رپورٹ ڈان کے ایک سنٹر میں باقاعدہ ریکارڈ ہوتی ہے — اس ریکارڈ سے پتہ چلا ہے کہ ورہتا پہلے پہاڑوں سے نیچے گئی ہے اس نے وہاں سے اس ڈاکٹر کو اغوا کیا ہے اور اسے اوپر پہاڑ پر لیبارٹری میں لے آئی ہے اس کے بعد ڈاکٹر اور جان کو گولی مار کر ہلاک کیا گیا۔ اور پوری لیبارٹری کو کسی خاص کیمیکل کی مدد سے آگ لگا دی گئی ہے — اور پھر ورہتا اسی کار میں بیٹھ کر ۲۰ نشین کالونی پہنچی ہے — وہ یقیناً اس کا سنٹر ہو گا۔ اس کے بعد ایک

اور بات سامنے آئی ہے کہ ورہتا وہاں سے اسی کار میں بیٹھ کر چار آدمیوں کے ساتھ پہلے وہ ہوٹل سلور سٹار گئی۔ جہاں ڈان رہتا تھا — بات چیت جو ٹیپ ہوئی ہے اس کے مطابق اس کا مقصد ڈان کو اغوا کرنا تھا — اس کا پروگرام تھا کہ ڈان کی جگہ اپنا آدمی میک اپ میں بھیج دے تاکہ ہمارے گروپ کی تمام سرگرمیاں اس کی نظروں میں رہیں — لیکن ڈان پہلے ہی قتل ہو چکا تھا اور اسے کسی حبشی نے قتل کیا تھا — ورہتا اس حبشی کا تعاقب کرتے ہوئے شہر میں ایک عمارت تک پہنچی ہے اور پھر وہ میک اپ کر کے اس کے اندر گئی ہے۔ اس کے ساتھی وہیں کار میں بیٹھے رہے ہیں — ان کی بات چیت سے اس عمارت کی ساخت سامنے آئی ہے — اس کے بعد وہ لوگ کار سے اتر گئے ہیں اور پھر کچھ پتہ نہیں چلا۔ میں نے اس عمارت کو چیک کیا ہے — یہ ایک قلعہ نما عمارت ہے۔ اس پر کسی رانا تہور علی صندوقی کی نیم پلیٹ لگی ہوئی ہے اور اس میں دو گرانڈیل حبشی رہتے ہیں — اب ورہتا کی کار وہیں کھڑی ہے۔ لیکن ورہتا خود اور اس کے چاروں ساتھی غائب ہیں" — ڈکسن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تمہاری رپورٹ حیرت انگیز ہے ڈکسن — وہ حبشی کون ہے ان کا کس تنظیم سے تعلق ہے — اور اس نے ڈان کو کیوں قتل کیا ہے" — جیینی کے لہجے میں حیرت تھی۔

" میں نے اس حبشی کی بھی انکوائری کرائی ہے — حبشی

www.urdukorner.com

پہلے آرتھر کی بار میں گیا ہے ——— اس نے وہاں کاؤنٹر مین اور ایک ویٹر کو قتل کیا ہے ——— پھر وہ اوپر آرتھر کے دفتر میں گیا ہے ——— اس نے وہاں آرتھر کی ایک ساتھی لڑکی کو قتل کیا ہے اور آرتھر کو اغوا کر کے لے گیا ہے ——— آرتھر کے سامنے ایک عمارت میں رہنے والے آدمی نے مجھے اس کا حلیہ بتایا ہے کیونکہ اس نے اسے آرتھر کو اٹھا کر بار سے لا کر کار میں ڈالتے خود دیکھا ہے ——— وہ گرانڈیل ٹائپ کا انتہائی طاقتور قسم کا حبشی ہے ——— اس رپورٹ کے ملنے پر جب میں نے زیر زمین دنیا سے رابطہ قائم کیا تو پتہ چلا کہ اس کا نام جوانا دی گریٹ ہے۔ وہ انتہائی ظالم۔ سفاک اور خطرناک آدمی ہے۔ آجکل زیر زمین دنیا پر اس کے نام کی دہشت چھائی ہوئی ہے ——— وہ بات بعد میں کرتا ہے اور قتل پہلے کر دیتا ہے“ ——— ڈکسن نے کہا۔

”تم واقعی اپنے کام میں انتہائی ماہر ہو ڈکسن ! ——— تم نے جس طرح تفصیلی رپورٹ مجھے دی ہے ——— وہ واقعی تمہاری صلاحیتوں کی نشاندہی کرتی ہے“ ——— جینی نے تعریف بھرے لہجے میں کہا۔

”شکریہ مادام ! ——— میری تو ساری عمر ہی اسی چکر میں گذر گئی ہے“ ——— ڈکسن نے سر ہلا کر شکریہ ادا کرتے ہوئے جواب دیا۔

”ہوں ! ——— اس کا مطلب ہے کہ ورتھا اور اس کے ساتھی اس حبشی کے ہتھے چڑھ گئے ہیں ——— لیکن یہ حبشی آخر کون

ہے جو بیک وقت دونوں گروپوں کے خلاف کام کر رہا ہے ؟ ادھر اس نے ہمارے آدمی ڈاشن کو قتل کر دیا ——— آرتھر کو اغوا کیا ——— اُدھر ورتھا اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے ہیں تم نے عادت کے مطابق اس بارے میں کوئی انکوائری نہیں کی“۔ جینی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

”کی ہے مادام ! ——— وہ حبشی جوانا ایک احمق سے شخص علی عمران کا ملازم ہے“ ——— ڈکسن نے جواب دیا اور جینی عمران کا نام سنتے ہی یکلخت بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

”کیا ——— کیا کہہ رہے ہو ——— ؟ جینی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

”کیوں مادام ! ——— کیا ہوا ——— ؟ میں تو اس لئے آپ کو نہ بتا رہا تھا کہ مجھے خود اس رپورٹ پر یقین نہ آیا تھا ——— بھلا زیر زمین دنیا پر دہشت بن کر چھایا ہوا حبشی کسی احمق کا ملازم کیسے ہو سکتا ہے“ ——— ڈکسن نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اوہ ! ——— اس کا مطلب ہے کہ صرف میں ہی نہیں ——— بلکہ ورتھا کا گروپ بھی اس عمران کی نظروں میں ہے ——— اوہ ! یہ آخر چکر کیا ہے“ ——— جینی نے دوبارہ کرسی پر تقریباً گرنے والے انداز میں کہا۔

”لیکن مادام ——— “ ڈکسن اب بھی مادام کی حیرت پر حیران ہو رہا تھا۔ اور جینی نے چیف باس کے ساتھ ہونے والی تمام بات چیت اور پھر نواب شہریار خان کی حویلی میں گذرنے والی تمام کارروائی اسے

www.urdukorner.com

تفصیل سے بتادی۔ کیونکہ ڈان کے مرنے کے بعد اب ڈکسن ہ
اس کے گروپ کا کرتا دھرتا تھا۔

"اوہ! ـــــ تو اس کا مطلب ہے کہ یہ بظاہر احمق انتہائی خط
آدمی ہے" ـــــ ڈکسن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈکسن! ـــــ اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس عمران ا
ورتھا دونوں کا خاتمہ کر کے چیف باس کو بتادوں کہ جینی میں کیا
صلاحیتیں ہیں ـــــ تم بتاؤ اب کیا ہونا چاہیئے" ـــــ جینی نے
ایسے لہجے میں کہا جیسے منہ بسور رہی ہو۔

"مادام! ـــــ یہ مشکل کام نہیں ہے ـــــ ہمارے گروپ
سوائے ڈان اور پروفیسر وغیرہ کے جو وہاں حویلی میں ختم ہوئے ہ
باقی سب افراد موجود ہیں ـــــ ہم آسانی سے ان دونوں کے
خلاف کام کر سکتے ہیں ـــــ اب ہمارا پہلا مشن ان دونوں کا خا
ہونا چاہیئے ـــــ اس کے بعد اصل مشن کی طرف سوچیں گے
اور مادام! ـــــ میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے ـــــ نواب
شہر یار خان کی بیٹی بانو اور عمران کے درمیان کوئی سلسلہ ض
ہے ـــــ کیوں نہ حویلی سے بانو کو اغوا کر کے اس کی جگہ ہمار
کوئی عورت لے لے۔ اس طرح ہم عمران کو تو آسانی سے کو
ہیں" ـــــ ڈکسن نے کہا

"نہیں! ـــــ اس طرح ہم پھنس بھی سکتے ہیں ـــــ ہمیں
ڈائریکٹ اور تیز ایکشن کرنا چاہیئے ـــــ مثلاً سب سے پہ
ہم پوری قوت سے اس عمارت پر دھاوا بول دیں جس میں جن

رہتا ہے ـــــ لازماً عمران بھی وہیں رہتا ہوگا ـــــ عمران کا خاتمہ
کرتے ہی ہم ورتھا اور اس کے گروپ پر چڑھ دوڑیں" ـــــ
جینی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے مادام! ـــــ اس طرح زیادہ آسانی رہے گی"۔
ڈکسن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے! ـــــ پھر اپنے آدمی تیار کرو ـــــ ہمیں بغیر کوئی
وقت ضائع کئے اس عمارت پر چڑھ دوڑنا چاہیئے" ـــــ جینی
نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام! ـــــ پھر آپ ایسا کریں کہ یہ ہوٹل چھوڑ
کر ہمارے ساتھ ہیڈ کوارٹر میں آجائیں۔ تاکہ کام فوری اور تیز ہو
سکے" ـــــ ڈکسن نے کہا۔

"او کے ـــــ یہ بھی ٹھیک رہے گا ـــــ چلو میں تمہارے
ساتھ چلتی ہوں" ـــــ جینی نے کہا اور پھر اپنا سامان سمیٹنا
شروع کر دیا۔

ختم شد

www.urdukorner.com

www.urdukorner.com

عمران سیریز میں ایک یادگار اور منفرد کہانی

لیڈیز مشن

(حصہ دوم)

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

- کیا جینی کولینز اپنے مشن میں کامیاب ہو گئی ــــ یا ــــ
- ورہتا ــــ ایک ایسا کردار جس کی مکمل سرگرمیاں سامنے آنے
عمران کی آنکھیں واقعی حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔
- بانو ــــ جس نے اپنی بے پناہ کارکردگی سے عمران اور سیکرٹ
سروس کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔
- لیڈیز مشن ــــ کا انجام کیا ہوا ــــ انتہائی حیرت انگیز
- ایک ایسی کہانی جو جاسوسی ادب میں یقیناً منفرد نقوش چھوڑ
جائے گی۔ ــــ ایکشن اور سسپنس سے بھرپور کہانی۔

آج ہی { اپنے قریبی بک سٹال یا براہ راست ہم سے طلب کریں۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا دلچسپ ناول

فاؤل پلے

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

- پاکیشیا اور گریٹ لینڈ کے درمیان انتہائی سنسنی خیز کرکٹ میچ کا انعقاد۔ مجرموں کی تنظیم آرگنائزیشن جس نے پاکیشیا ٹیم کو ہرانے کے لئے سازشوں کا جال پھیلا دیا۔ کیوں؟
- پاکیشیا ٹیم کے معروف ترین کھلاڑیوں نے بغیر کسی وجہ کے کھیلنے سے انکار کر دیا۔
- پاکیشیا ٹیم کے کھلاڑیوں کے اعصاب مفلوج کر دیئے گئے۔ کیسے اور کیوں؟
- پاکیشیا ٹیم کے کپتان نے عین میچ کے موقعہ پر کھیل سے ریٹائر ہونے کی دھمکی دے دی۔ کیا کپتان مجرموں سے مل گیا تھا۔ یا.....؟
- عمران اور سیکرٹ سروس کا مشن کیا تھا۔ کیا پاکیشیا ٹیم کے کھلاڑیوں کی جگہ انہوں نے لی یا.......؟
- بین الاقوامی کھیلوں کے پس منظر میں ہونے والی حیرت انگیز اور سنسنی خیز کارروائی جس سے تماشائی ہمیشہ لاعلم رہتے ہیں۔
- انوکھا پس منظر۔ حیرت انگیز کہانی۔ دلچسپ واقعات۔

ــــ انتہائی منفرد انداز میں لکھی گئی تحریر ــــ

ناشران :- **یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان**

www.urdukorner.com

عمران سیریز میں ایک لازوال اور ناقابلِ فراموش

"ناول"

خاص نمبر

کاغذی قیامت

مصنف:۔ مظہر کلیم ایم۔اے

- پوری دنیا پر کاغذی قیامت کے خوف ناک سائے موت کی طرح پھیلتے چلے گئے۔
- پوری دنیا کا نظامِ معیشت یکلخت مفلوج ہو گیا۔ نوٹ گلیوں میں ردی کاغذوں کی طرح اڑتے پھر رہے تھے لیکن کوئی بھی ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کا روادار نہ تھا۔ کیوں۔؟
- کروڑوں اربوں نوٹ رکھنے کے باوجود ہر شخص روٹی کے ایک لقمے کے لئے ترس گیا تھا۔ کیوں۔؟
- کاغذی قیامت۔ ایک ایسی خوف ناک قیامت جو اپنے جلو میں موت کے سوا اور کچھ نہ رکھتی تھی۔

مجرموں کا ایک ایسا خوف ناک اقدام جس سے دنیا بھر کی حکومتیں اور افراد بری طرح بوکھلا اٹھے

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نظرانداز کر دیا گیا۔

لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا۔؟

عمران اور پوری سیکرٹ سروس خوف ناک مجرموں کے چنگل میں پھنس کر موت کا ذائقہ چکھنے پر مجبور کر دی گئی۔

کیا کاغذی قیامت کے برپا ہونے پر دنیا تباہ ہو گئی۔؟

کیا عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران اس خوف ناک تنظیم کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئے

انتہائی خوف ناک اور دل ہلا دینے والی ایسی کہانی جو صفحۂ قرطاس پر پہلی بار نمودار ہوئی۔

سطر سطر میں خوف ناک ایکشن۔ لفظ لفظ میں اعصاب شکن سسپنس۔

ایک ایسا منفرد پلاٹ جو اس سے پہلے دنیا بھر کے جاسوسی ادب میں کہیں نظر نہیں آیا۔

شائع ہو گیا ہے

ناشران:۔ یوسف برادرز پبلشرز بک سیلرز پاک گیٹ ملتان

www.urdukorner.com